شمال کا فتنہ
ابن صفی
60.00

ایڈونچر، مہم جوئی اور سسپنس سے بھرپور ناول

شمال کا فتنہ

ابن صفی

اسرار پبلی کیشنز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ
اردو بازار لاہور۔ فون: 7357022-7321970

اس ناول کے نام، مقام، کردار اور کہانی سے
تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں۔

پبلیشر.........خالد سلطان
پرنٹر.........یمانی پریس

سیل ڈپو: عثمان ٹریڈرز
الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ
اردو بازار لاہور۔ فون: 7357022-7321970

پیش لفظ

"شمال کا فتنہ" کتابی صورت میں پیشِ خدمت ہے شکرال کے پس منظر میں لکھی جانے والی یہ کہانی اس وجہ سے خصوصی دلچسپی کی حامل ہے کہ یہ ابن صفی کی زندگی کی آخری تخلیق ہے۔

ابنِ صفی آپ کو اس ناول میں اپنے لازوال فن کی معراج پر نظر آئیں گے۔ ان کے دل میں اتر جانے والے کردار، کہانی کا سسپنس اور شکرال کا جادو اثر ماحول اس طرح اپنی گرفت میں لے لیتا ہے کہ قاری ایک لمحہ کے لئے بھی کتاب سے نظر ہٹا نہیں سکتا۔ یہ ان حضرات کے لئے ابن صفی کا آخری تحفہ ہے جو ایڈونچر کے رسیا ہیں شکرال کی سنگلاخ سرزمین پر جنم لینے والی اس حیرت انگیز کہانی میں مہم جوئی سسپنس اور ایکشن سمیت ہر وہ خوبی موجود ہے، جس کی آپ ابن صفی سے توقع رکھتے ہیں۔

شرجیل کی بے پناہ طاقت، خاور زمان کی دہشت زدہ کر دینے
والی شخصیت اور سب سے بڑھ کر "چوبی ٹنگا" ابن صفی کو کردار نگاری
میں جو کمال حاصل تھا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ ایک ایسا آدمی جس
کی ایک ٹانگ لکڑی کی ہو، اس کے لئے "چوبی ٹنگا" کی اصطلاح
تخلیق کر لینا ابنِ صفی کے زرخیز ذہن ہی کی پیداوار ہو سکتا ہے۔

"شمال کا فتنہ" ماہنامہ "نیا رخ" کراچی کے ابتدائی
شماروں میں قسط وار شائع ہوتی رہی ہے۔ ہم اسے کتابی
شکل میں جناب مشتاق احمد قریشی صاحب کے شکریے کے
ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

خالد سلطان

دریائے نیلی کے اس وسیع اور عظیم موڑ کے قریب پہنچ کر شرجیل رک
گیا جس کی ابتدا آغرواں کے جنگل سے ہوتی تھی۔ اسی جگہ سے دریا کے
کنارے کنارے سفر جاری رکھ کر اس جگہ پہنچا تھا جہاں سے وہ شمال
کی طرف سفر کرتا۔ اس نے اپنے اوزاروں کے تھیلے سمیت پیدل
ایک طویل سفر کیا تھا۔

وزنی تھیلا اس نے کاندھے سے اتار کر زمین پر رکھ دیا تھا اور جنگل
کی تاریک فضا میں دریا کے دوسرے کنارے تک دیکھنے کی کوشش
کرنے لگا تھا۔ اسے نہ تو دریا کی گہرائی کا اندازہ تھا اور نہ ہی اس کا
علم تھا کہ دریا کس قسم کی بلاؤں سے پُر ہوگا۔ ویسے اُسے پہلے ہی بتا دیا
گیا تھا کہ دریا میں سفر کرنے کا ذریعہ درختوں کے وہ بڑے بڑے تنے
ہی ہو سکیں گے جنہیں کاٹ کاٹ کر دریا میں اس لیے ڈال دیا جاتا
ہے کہ وہ دریا میں بہتے ہوئے ڈھلان کے میدانوں تک پہنچ جائیں۔

جہاں انہیں تعمیراتی کاموں میں لایا جا سکے۔

جہاں شرجیل رکا تھا وہاں دریا کا بہاؤ تیز نہیں تھا اور ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک درختوں کے بے شمار تنے بکھرے ہوئے تھے۔ شرجیل نے سوچا کہ اگر کسی لٹھ ہی کو سفر کا ذریعہ بنا لیا جائے تو وہ پیدل چلنے سے بچ جائے گا لہٰذا ایک پتوار تو بنا ہی لینی چاہیے۔ اس نے رائفل بھی کاندھے سے اتار کر تھیلے سے لٹکا دی اور ایک چھوٹی سی کلہاڑی نکال کر ایک درخت پر چڑھنے لگا۔ ابھی نچلی شاخ پر بھی نہیں پہنچا تھا کہ اسے ایک انسانی کراہ سنائی دی۔ وہ جہاں تک وہیں رک گیا۔ کراہ پھر سنائی دی اور وہ آواز کی سمت کا اندازہ لگانے کی کوشش کرتا ہوا پھرتی سے نیچے اتر آیا۔

قریب ہی پانی میں ایک لٹھے کے قریب ایک ہاتھ دکھائی دیا۔ اور ساتھ ہی آواز آئی "مدد! مدد! میری مدد کرو"

پھر ایک سفید سا چہرہ اسی ہاتھ کے قریب نظر آیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ چہرہ کسی کفن سے نمودار ہوا ہو۔ "بچاؤ۔ بچاؤ۔ ۔ ۔" کی آواز پھر سنائی دی اور اس بار شرجیل نے بے ساختہ دریا میں چھلانگ لگا دی، وہ ایک اچھا تیراک بھی تھا۔

جلد ہی وہ اجنبی ہاتھ شرجیل کے ہاتھ میں آ گیا۔ ۔ ۔ کتنا ٹھنڈا تھا وہ ہاتھ؟ شرجیل کے جسم میں سرد سی لہر دوڑ گئی۔ زور لگا کر اس نے اس بے جان سے جسم کو اپنے بائیں بازو میں جکڑا اور تیرتا ہوا کنارے

کی طرف پلٹنے لگا۔

"بچاؤ۔ بچاؤ۔"

کنارے پر پہنچ کر اس نے دیکھا کہ اس نیم جان جسم کے سینے پر گہرا زخم ہے، جس سے خون اور پانی اُبل رہا تھا۔

اجنبی دم توڑ رہا تھا۔

دفعتاً وہ بڑبڑایا "اُس نے مجھے مار ڈالا خنجر سے وار کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ میں کون ہوں۔ ۔ ۔ وہ۔ ۔ ۔" اُس کی زبان بند ہو گئی۔

"گھبراؤ نہیں!" شرجیل آہستہ سے بولا "تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔"

اتنے میں اسے دو زخم اور نظر آئے جو دونوں پہلوؤں پر تھے۔ شرجیل کو خدشہ تھا کہ اس کے دونوں پھیپھڑے بھی زخمی ہیں، لیکن شرجیل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہیے۔ اس کی جان کس طرح بچائے۔

"بھائی!" شرجیل آہستہ سے بولا۔ ۔ ۔ "میں تمہارے لئے کچھ زیادہ نہیں کر سکتا۔"

زخمی نے آنکھیں کھول دیں اور شرجیل کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ ۔ ۔ "میں جانتا ہوں۔ ۔ ۔ اور تم نے جتنا کچھ بھی کیا ہے وہ میرے لئے بہت ہے۔ اس نے پیچھے سے حملہ کیا تھا۔ ۔ ۔ بہت طاقتور ہے۔ خنجر دستے تک میری پشت میں اتر گیا۔ میں پلٹ پڑا تھا لیکن افسوس اُسے ایک خراش بھی نہ لگا سکا۔ مم۔ ۔ ۔ مم۔ ۔ ۔ میں۔ ۔ ۔

ضحاک نیل گردن ہوں ۔

"زیارت گاہ کے محافظ!" شرجیل نے بے قرار ہو کر پوچھا۔

"ہاں!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں وہی ہوں۔ ربِ عظیم کے لئے اُسے گھیر لو وہ بہت بُرا ہے۔ غدار، تنکرال کا سرطان!"

وہ پھر خاموش ہو گیا۔

"تم پر کس نے حملہ کیا تھا بھائی ضحاک؟" شرجیل نے سوال کیا۔

"داراب سرکش نے!" زخمی نے مردہ سی آواز میں جواب دیا اور پھر ایک ہچکی کے ساتھ اس کی زبان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گئی ...

اور شرجیل سوچتا رہ گیا۔ کیا وہی داراب سرکش؟ کاش یہ اتنی دیر اور زندہ رہتا کہ اُسے داراب سرکش کے بارے میں کچھ اور بھی بتا سکتا۔

شرجیل ضحاک نیل گردن کے نام سے واقف تھا اور زیارت گاہ کے بڑے عابد نے اس کو اسی لئے روانہ کیا تھا کہ وہ ضحاک نیل گردن کو تلاش کرے اور تلاش کر کے اس کا معاون اور مددگار بن جائے۔ لیکن افسوس وہ اس وقت، اس کے سامنے مُردہ پڑا تھا اور ہر قسم کے حصولِ معاون سے بے نیاز ہو چکا تھا۔

ان دنوں تنکرال اور زرد ریگستان کی سرحد پر بے چینی تھی۔ شمال کے ناپاک تنکرال کے اس ٹکڑے پر قبضہ جمانے کے چکر میں تھے جس سے گزر کر تنکرالی قافلے زرد ریگستان پار کر کے دوسرے ممالک میں برائے تجارت داخل ہوا کرتے تھے۔

تنکرالی سرحد کے قریب کا وہ ٹکڑا بہت زرخیز تھا اور وہاں امن پسند لوگوں کی چھوٹی چھوٹی بستیاں تھیں۔ ان لوگوں کی زندگیوں کا انحصار زراعت پر تھا۔

دریائے نیلی کی ایک شاخ اس خطے کو سیراب کرتی تھی۔ سُنا جا رہا تھا کہ داراب سرکش نامی کوئی تنکرالی ہی شمال کے ناپاکوں کی مدد سے اُس خطے پر قبضہ کر کے اپنی شخصی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔

زیارت گاہ کے بڑے عابد نے ضحاک نیل گردن کو دریافت حال کے لئے بھیجا اور زیادہ وقت گزر جانے کے بعد سُرخسان کے سردار کے نوجوان بیٹے شرجیل کو طلب کیا تھا۔

اس انتخاب کی وجہ شرجیل کی غیر معمولی طاقت اور فنونِ سپہ گری میں مہارت تھی، لیکن شرجیل نے یہ سفر سرخسان کے سردار کے بیٹے کی حیثیت سے نہیں شروع کیا تھا بلکہ اپنے بارے میں دوسروں کو یہی بتاتا آیا تھا کہ وہ چوبی مکانات بنانے کا ماہر ہے اور سرحد کے اس علاقے میں جانا چاہتا ہے جہاں ان دنوں چوبی مکانات کی تعمیر کا کام بڑے زور و شور سے جاری ہے۔

اس نے ایک بار پھر لاش پر نظر ڈالی اور اس کے قریب بیٹھ کر اس کی جامہ تلاشی لینے لگا۔ لاش کی جیبوں سے کچھ نقدی سونے کی مہروں کی صورت میں برآمد ہوئی۔ پھر وہ لاش کے پاس سے اٹھ ہی رہا تھا کہ پانی کے چھپاکے کی آواز آئی جیسے کوئی پانی میں کودا ہو۔

شرجیل نے لپک کر اپنی رائفل سنبھال لی۔ ادھر تھوڑے ہی فاصلے پر پانی میں ایک انسانی شکل دکھائی دی۔ شرجیل نے رائفل کا رُخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا: "اگر تم دوستانہ رویہ رکھنا چاہتے ہو تو چلے آؤ لیکن مجھے تمہارے دونوں ہاتھ خالی نظر آنے چاہئیں، ورنہ میں تمہاری کھوپڑی میں سوراخ کر دوں گا۔"

"ٹھہرو، لڑکے ٹھہرو!" اجنبی نے کہا: "میں ایک امن پسند آدمی ہوں اور میں تمہیں جانتا تک نہیں ہوں۔ مجھے کنارے پر آنے دو۔"

شرجیل نے رائفل کی نال جُھکا دی۔ اجنبی کنارے پر آ گیا۔ خاصا دیو قامت آدمی تھا۔ شرجیل سے بھی پانچ یا چھ انچ اونچا۔ اس کے شانے بھی شرجیل کے شانوں سے چوڑے تھے۔ سیاہ داڑھی تھی، لیکن ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اس کی ایک ٹانگ شاید کسی حادثے میں ضائع ہو گئی تھی۔ لیکن بیساکھیاں استعمال کرنے کی بجائے اس نے لکڑی کی مصنوعی ٹانگ لگا کر چلنے میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ اسی لئے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کس دل گردے کا آدمی تھا۔

اس نے لاش پر نظر ڈال کر سخت لہجے میں شرجیل سے پوچھا "کیا تم نے اسے قتل کیا ہے؟"

"نہیں!" شرجیل نے مضبوط لہجے میں کہا "کہیں تم ہی نے تو اس پر حملہ نہیں کیا تھا؟"

"قطعی غلط!" اجنبی نے کنکھیوں سے لاش کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا "اوہ۔ اوہ۔ کتنا شاندار آدمی تھا جو اتنی آسانی سے مار ڈالا گیا۔ میں نے اپنے زمانے میں کئی آدمیوں کو قتل کیا تھا، مگر اسے نہیں۔"

وہ مسکراتا ہوا شرجیل کی طرف مڑا اور بولا "بہ حال میں ابھی ابھی آیا ہوں اور تم ایک تازہ لاش کے قریب کھڑے ہوئے ملے۔ قانون تم سے سوال کرے گا۔ لہٰذا تم کوئی معقول جواب سوچ لو۔"

شرجیل نے کہا "یہ جنگل ہے۔ یہاں کوئی قانون نہیں ہے۔ پھر بھی اسے اس طرح نہیں مرنا چاہیئے تھا۔"

دیو قامت آدمی شانوں کو جنبش دے کر بولا "موت و زیست... کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ہر ایک کو مرنا پڑتا ہے، جب اس کا وقت آ جاتا ہے۔ اس میں وقت اور جگہ کی کوئی قید نہیں۔ وہ مر چکا ہے اور اب کہاں پڑا ہے، اس سے اب کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر دیو قامت آدمی نے کہا "میں نے سُنا ہے کہ آس پاس کوئی سرائے بھی ہے۔ کیا تم وہیں جا رہے ہو؟"

"ہاں، فی الحال میں دریا پار نہیں کروں گا۔"

وہ دونوں ایک جانب چل پڑے اور لاش جہاں پڑی تھی وہیں پڑی رہی۔

"آخر سرائے کتنی دُور ہو گی؟" دیو قامت آدمی نے کہا۔

"میرے اندازے کے مطابق کم از کم پانچ میل۔" شرجیل نے کہا "میں یہیں سے دریا پار کر جاتا لیکن اب اس لاش کی وجہ سے مجھے سرائے تک

جانا پڑے گا تاکہ شایانِ شان طور پر اس کی تدفین ہو سکے۔"

"تمہارا تھیلا بہت وزنی معلوم ہوتا ہے۔ کیا اس میں بھاری اوزار ہیں؟"

"ہاں!" میں چوبی مکانات کی تعمیر کا ماہر ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ زرد ریگستان کے قریب والے سرسبز خطے میں ایک بڑی بستی تعمیر ہو رہی ہے۔ وہاں مجھے معقول معاوضے پر کام مل جائے گا۔"

"تب پھر تم غلط جگہ سے دریا عبور کرنا چاہتے تھے۔ میرے علم اور اطلاع کے مطابق سرائے سے ایک میل کے فاصلے پر دریا پار کرنے کے لئے کشتیاں ملتی ہیں اور ان اطراف میں خطرناک دریائی جانور بھی نہیں پائے جاتے۔"

کچھ دور چلنے کے بعد دیوقامت آدمی نے کہا "تم لہجے سے سُرخسانی معلوم ہوتے ہو۔"

"ہاں میں سُرخسانی ہی ہوں!" شرجیل فخریہ لہجے میں بولا۔

تھوڑی دیر تک پھر خاموشی رہی۔

"میں اپنی اس مصنوعی ٹانگ کی وجہ سے "چوبی ٹنگا" کہلاتا ہوں۔"

"کوئی اصل نام بھی تو ہوگا؟" شرجیل مُسکرا کر بولا۔

"عرصے کی بات ہے۔ میں بھی اب اُسے بھول چکا ہوں!۔ ویسے حقیقتاً آدمی وہی کچھ ہے، جو وہ کر سکتا ہے، ناموں میں کیا رکھا ہے؟"
چوبی ٹنگا بولا۔ "تمہارا بھی تو کوئی نام ہوگا؟"

یکایک شرجیل کو غصہ آگیا۔ پتہ نہیں کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ اور اُسے میرے نام سے کیا سروکار؟

بالآخر اس نے کہا "ہر فرد کا کوئی نہ کوئی نام ہوتا ہے۔ مگر میری نظروں میں بھی اس کی کوئی اہمیت نہیں۔"

شرجیل کا قد پانچ فٹ دس انچ تھا یعنی اُس سے قد میں چھوٹا ہی پڑتا تھا اور وہ ایک طاقتور آدمی معلوم ہوتا تھا، لیکن شرجیل کو اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں تھی۔

اور وہ اندھیرے میں راستہ طے کرتے رہے۔

دیوقامت آدمی اپنی مصنوعی ٹانگ کے باوجود بھی حیرت انگیز رفتار کے ساتھ چل رہا تھا، یعنی مصنوعی ٹانگ اس کی کمزوری نہیں معلوم ہوتی تھی۔

اچانک انہوں نے گھنے درختوں کے اس طرف روشنی دیکھی اور ان کی رفتار مزید تیز ہو گئی اور پھر وہ بڑی سی چوبی عمارت تک پہنچ گئے جو اس علاقے کی سرائے تھی۔ وہ سرائے میں داخل ہوتے۔ بڑے سے ہال کے بہت بڑے آتش دان میں آگ روشن تھی۔ اُن کے سردی سے ٹھٹھرے ہوئے جسموں میں سُرور انگیز گرمی دوڑ گئی۔ وہاں کچھ بنچیں پڑی ہوئی تھیں اور لمبی لمبی میزیں بھی۔ آگ کے قریب ایک متوسط عمر کی عورت ایک بڑے برتن میں کچھ پکا رہی تھی جس کی خوشبو سے ان کی آنتیں انگڑائیاں لینے لگیں۔

ایک توانا اور گنجا آدمی جو انداز سے سرائے کا مالک معلوم ہوتا تھا، انہیں
خوش آمدید کہتا ہوا اُن کے قریب پہنچا اور بے حد نرم لہجے میں بولا "رات
بڑی سرد ہے۔ کچھ تھوڑا سا کھا کر تیمال پیو۔ اُس کے بعد میری بیوی تمہارے
لیے خوش ذائقہ کھانے فراہم کرے گی۔" پھر وہ عورت کی طرف مڑ کر بولا۔
"جان! کھانا میز پر لگا دو۔ یہ دونوں بہت بھوکے معلوم ہوتے ہیں۔"
وہاں ایک لمبا آدمی بھی موجود تھا، جو دیوار سے ٹیک لگائے شرجیل
کو غور سے دیکھے جا رہا تھا۔
شرجیل کی صدری کے بٹن کھلے ہوئے تھے اور اس کی پیٹی میں اڑسا
ہوا پستول صاف نظر آ رہا تھا۔
شرجیل نے اپنے اوزاروں کا تھیلا ایک طرف رکھ دیا اور کاندھے
سے رائفل اتار کر اس کے قریب ہی دیوار سے ٹکا دی۔

"میرا نام عنتر ہے!" سرائے کے گنجے مالک نے کہا "ہم یہاں
تھوڑی سی کھیتی باڑی کر لیتے ہیں۔ کسی قدر ماہی گیری بھی کرتے ہیں۔
اور بندوق کا شکار وافر ہے۔" اس نے شرجیل اور چوبی ٹھنگے پر نظر ڈالتے
ہوئے کہا "اور ہماری عمدہ تیمال جو جسموں کو گرم رکھتی ہے۔"
"واقعی؟" شرجیل مسکرا کر بولا "تمہاری تیمال ایسی ہی ہے۔ میرا
جسم تھکن اور ٹھنڈک سے چور تھا، لیکن اب میں خود کو تر و تازہ محسوس
کرتا ہوں۔"

ہال میں ایک سیاہ فام آدمی بھی موجود تھا جس کی آنکھیں سانپ جیسی
تھیں۔ اس نے شرجیل کی طرف دیکھ کر پوچھا "کیا دُور کا سفر ہے؟"
"میرے سفر کا تعلق روزگار سے ہے؟" شرجیل نے جواب دیا۔
"جہاں بھی مل جائے۔ ویسے مجھے اطلاع ملی ہے کہ جنوبی سرحد کے قریب
بستیاں بسائی جا رہی ہیں۔"
شرجیل نے غلط بیانی سے کام لیا تھا کیونکہ اُسے جنوب کی طرف
نہیں بلکہ شمالی سرحد کی طرف جانا تھا۔
لمبا اور دبیہہ آدمی دانتوں میں پائپ دبائے میز کے قریب آیا
اور شرجیل کے مقابل بیٹھ گیا۔ اس کی مسکراہٹ خوشگوار تھی، لیکن آنکھوں
میں سرد مہری کا تاثر تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ طنز کر رہی ہوں۔
شرجیل کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ شخص تفریحاً نفرت کرتا ہو۔
"میرا نام سردار خاور زمان ہے۔" لمبے آدمی نے شرجیل کی آنکھوں میں
دیکھتے ہوئے کہا "کیا تم کچھ پیو گے؟"
"شکریہ! میں پی چکا ہوں!" شرجیل نے جواب دیا۔
"تم نے اپنا نام نہیں بتایا؟" سردار خاور زمان نے کہا۔
"غضنفر!" شرجیل نے جواب دیا، لیکن اس کی آنکھوں میں جھنجلاہٹ
تھی۔
چوبی ٹھنگا اُسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ شاید اس الجھن میں پڑ
گیا تھا کہ اس نے اپنا نام غلط کیوں بتایا۔

اتنے میں عنتر کی بیوی بھاپ اٹھتے ہوئے اسٹو کا پیالہ اٹھائے ہوئے میز کے قریب آئی اور بولی "اس سے شروعات کرو۔"

وہ ایک زندہ دل عورت معلوم ہوتی تھی "ابھی اور بھی بہت کچھ آرہا ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

سردار خاور نے اپنا پائپ روشن کیا۔ وہ چوبی ٹینگے سے آنکھیں ملاتے ہوئے کترا رہا تھا۔

کیا وہ ایک دوسرے کو جانتے تھے؟ یا کسی ایسے واقعے کو یادداشت تک لانے سے گریز کر رہے تھے، جس کا بھول جانا ہی بہتر ہوتا۔

میز پر بھانت بھانت کی گفتگو ہوتی رہی اور شرجیل انہیں خاموشی سے سنتا رہا۔ دفعتاً اُسے وہ لاش یاد آئی جسے دریا کے کنارے چھوڑ آیا تھا۔ وہ شکراں کی زیارت گاہ کا محافظ اور نامور جنگجو تھا کہیں ایسا تو نہیں کہ انہیں لوگوں میں سے کوئی اس کا قاتل ہو۔

لیکن وہ کیوں مار ڈالا گیا۔ . . یہ قتل قزاقی کے تحت نہیں ہو سکتا کیونکہ اس جیب میں خاصی رقم موجود تھی۔ وہ سوچتا رہا اور پھر اسٹو کی خوشبو نے اُسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

اسٹو بے حد لذیذ تھا۔ جب وہ ختم ہو گیا تو سرائے کی مالکہ جامن کی پڈنگ اور کافی لے آئی۔

دفعتاً سردار خاور نے شرجیل سے پوچھا "کیا تم مرغسانی ہو؟"

"ہاں میں مرغسانی ہوں۔" شرجیل نے جواب دیا۔

"تمہارے انداز جانے پہچانے سے ہیں غضنفر! میرا خیال ہے کہ میں نے تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے یا تمہارے ہی جیسے کسی اور کو۔"

شرجیل نے لاپروائی سے کہا "ہو سکتا ہے۔ میں عموماً سفر کرتا رہتا ہوں۔"

لیکن سردار خاور کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اس کے جواب سے مطمئن نہ ہوا ہو۔

کھانے اور کافی کے اختتام پر عنتر نے میز ایک طرف کھسکا دی گویا سونے کا انتظام بھی اسی کمرے ہی میں تھا۔ انہوں نے اپنے کمبل بچھائے اور لیٹنے کی تیاری کرنے لگے۔

قندیلیں بجھا دی گئیں، لیکن شرجیل کو نیند نہیں آئی وہ مسلسل اسی لاش کے بارے میں سوچے جا رہا تھا۔

اس آدمی کا قتل بے وجہ نہیں ہوا ہو گا، یقیناً وہ اپنے قاتل کا تعاقب کرتے ہوئے مارا گیا ہو گا۔ اور قاتل اُسے دریا میں پھینک کر مطمئن ہو گیا ہو گا کہ اسے ایک الجھن سے نجات مل گئی، لیکن شاید قاتل کو اس کی جیبیں ٹٹولنے کا موقع نہیں ملا تھا ورنہ وہ ان سونے کی مہروں اور اعلیٰ درجے کے پستول کو کبھی نہ چھوڑتا۔

شرجیل سوچ رہا تھا کہ اُسے اس لاش کے بارے میں کسی سے کچھ نہ کہنا چاہئیے۔ چوبی ٹینگا اس لاش کے بارے میں جانتا تھا مگر اس نے بھی اس لاش کے بارے میں کسی سے کچھ نہیں کہا۔ کہیں وہ خود

بی تو اس کا قاتل نہیں تھا؟

اپنے کمبل کے نیچے شرجیل نے چاقو کھول لیا۔ اس کے کاموں میں اکثر چاقو کی ضرورت بھی پڑتی تھی، اس لئے ہتھیار کی بجائے اوزار کی طرح بھی استعمال کیا جا سکتا تھا اور وہ چاقو مٹھی میں دبائے ہوئے سو گیا۔

دفعتاً نہ جانے وہ کیسے جاگ پڑا۔ اس نے دیکھا کہ کوئی اس پہ جھکا ہوا . . . اس پر سے کمبل ہٹا رہا ہے اور پھر اس کا ایک ہاتھ شرجیل کی جیب کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اس نے اپنا چاقو والا ہاتھ اوپر اٹھا دیا۔ اور پھر دوسرے حملے کے لئے لوٹ لگائی تھی کہ چور اچھل کر بھاگا اور اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

شرجیل چاقو کے دستے پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔ ہر طرف تاریکی تھی۔ کسی طرف بھی کوئی حرکت دکھائی نہ دی۔

آتش دان میں آگ مدھم پڑتی جا رہی تھی۔ اس نے آتشگیر اٹھا کر آگ کو کریدا اور کمرے میں کسی قدر روشنی پھیل گئی۔ فرش پر چند آدمی بے خبر سو رہے تھے۔ یا ہو سکتا ہے اُن میں سے کوئی بن بھی رہا ہو اور انہیں میں سے کوئی ایک شرجیل کو لوٹ کر قتل کر دینا چاہتا ہو، لیکن کون؟

چند لمحوں تک وہ اُن سبھوں پہ غائر نظر ڈالتا رہا اور پھر اپنے بستر پر آ لیٹا۔ صبح بھی قریب تھی۔ شرجیل لیٹ تو گیا مگر جاگتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اٹھ بیٹھے۔ اپنے جوتے پہننے کے بعد شرجیل اٹھ بیٹھا

اور اپنی پیٹی میں پستول اُڑسنے لگا۔

سردار خاور زمان نے ہاتھ بڑھا کر کہا "بڑا دلچسپ حربہ معلوم ہوتا ہے کیا میں ذرا اسے دیکھ سکتا ہوں؟"

شرجیل نے کہا "کیا تم مذاق کر رہے ہو؟ میں اپنے اسلحے میں کسی کو ہاتھ نہیں لگانے دیتا۔ بس یہ ایک پستول ہے جیسے سب ہوتے ہیں۔"

ناشتے کی میز پر عنتر نے انہیں بتایا کہ دلدلی علاقہ آگے چند میلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے بعد خشک راستے جنگل سے گزرتے ہیں۔

چوبی ٹنگا شرجیل کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا "کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم دونوں ساتھ ہی سفر کریں؟"

"ٹھیک ہے!" شرجیل سر ہلا کر بولا۔

"میری دانست میں یہ زیادہ محفوظ ہوگا" چوبی ٹنگا بولا۔

"تمہارے لئے یا میرے لئے؟" شرجیل نے کہا۔

"دونوں کے لئے!" چوبی ٹنگے نے کہا "مجھے ان لوگوں میں سے کچھ کی نظریں اچھی نہیں لگ رہی ہیں"

شرجیل سوچنے لگا کہ آخر یہ ایسا کیوں کہہ رہا ہے؟ دوسروں کے خلاف شکوک و شبہات کا اظہار کیوں کر رہا ہے؟ کہیں خود اسی نے تو پچھلی رات اس پہ حملہ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ٹھیک ہے! اگر یہ قریب رہا تو اس پہ نظر رکھنے میں آسانی ہوگی۔ شرجیل نے سوچا اور اگر

ایسا نہیں ہے تو وہ ایک بہترین جہاندیدہ ساتھی ثابت ہوگا۔

"ٹھیک ہے! اگر میری اور تمہاری منزل ایک ہی ہے تو اس میں کیا حرج ہے!" شرجیل نے کہا۔

سب لوگوں کے رخصت ہو جانے کے بعد شرجیل اور چوبی ٹنگے نے اپنا سامان چیک کیا اور شرجیل نے عنتر سے کہا "اسی پگڈنڈی پر پانچ میل پیچھے ایک لاش پڑی ملی ہے۔ وہ گلتزنگ کی زیارت گاہ کا محافظ تھا۔ کوئی نہ کوئی اس کی تلاش میں ضرور ہوگا۔ یہ سکے لو اور اس کے شایانِ شان تدفین کا سامان کر دینا۔ اس کا نام ضحاک فیل گردن تھا اور پچھلے دن وہ مر گیا۔ اس کا نام اور تاریخ لوحِ مزار پر ضرور لکھوا دینا۔

عنتر نے سنہری سکے لیتے ہوئے پوچھا "وہ کیسے مرا؟"

"اُسے قتل کیا گیا تھا" شرجیل نے جواب دیا "وہ زخمی ہو کر دلدل میں گر گیا تھا یا اُسے دھکیلا گیا تھا لیکن وہ قاتل کے بارے میں بتلانے سے پہلے ہی مر گیا۔"

"آخر اُسے کس نے قتل کیا؟" عنتر بڑبڑایا۔

"میرا خیال ہے کہ پچھلی رات جو لوگ یہاں سوتے تھے انہی میں اُس کا قاتل بھی تھا، اسی لئے میں نے ان کی موجودگی میں کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھا کہ کہیں دوسرا قتل ہی نہ ہو جائے۔" شرجیل نے کہا۔

عنتر نے وعدہ کیا کہ وہ نہ صرف لاش کی تدفین کرے گا بلکہ اُس

کے قتل کی خبر زیارت گاہ تک پہنچا دے گا۔ اس کے بعد وہ دونوں اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

دریائے نیلی کا یہ کنارہ دلدلی تھا، لہٰذا یہاں سے کشتی کا سفر ممکن نہیں تھا۔ وہ کنارے کے جنگلوں میں سفر کرتے رہے۔ وہ چلتے رہے اور مختلف قسم کی گفتگو کرتے رہے اور شرجیل چوبی ٹنگے کو بتاتا رہا تھا کہ وہ پائیدار کشتیاں بھی بنا سکتا ہے۔

چوبی ٹنگا خاموشی سے سب کچھ سنتا رہا تھا۔ پھر اُس نے بھی اپنے بارے میں بتانا شروع کیا۔ کسی زمانے میں شکرال کے جیالوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ پھر وہ ایک مہذب ملک میں چلا گیا اور بحری قزاقی کرنے لگا۔

اچانک شرجیل رک گیا کیونکہ چند سو گز کے فاصلے پر اُس کی نظر سردار خاور زمان اور دوسروں پر پڑی۔

چوبی ٹنگا غرا کر رہ گیا، لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ وہ اُن دونوں کو دیکھ کر رک گیا تھا اور ان دونوں کے قریب پہنچنے کا منتظر تھا۔

"ہوشیار رہنا لڑکے!" چوبی ٹنگا آہستہ سے بولا "وہ بہت بُرا آدمی ہے! رحم اور اخلاق اُس کے لئے بے معنی ہیں۔ تم نے اگر اُسے ذرہ برابر بھی موقع دیا تو تمہارے پہلو سے خون اُگلتا ہوا دل نکال لے گا۔"

"تو تم اسے جانتے ہو؟" شرجیل نے کہا۔

چوبی ڈھنگا خاموش ہو گیا جیسے اس نے بہت کچھ کہہ دیا ہو۔

چند لمحے خاموش رہ کر اس نے تلخی سے کہا "میں اسے جانتا ہوں؟ کیوں نہیں۔ ہاں میں اُسے جانتا ہوں اور وہ بڑا گھناؤنا موقع تھا جب میں نے اُسے جانا تھا۔ اُس پر نظر رکھنا لڑکے اور ایک لمحے کے لئے بھی اس پر اعتماد نہ کرنا۔ پتہ نہیں کیوں اتنی شدت سے تمہاری طرف متوجہ ہو گیا ہے اور جو اس کی توجہ کا مرکز بنتے ہیں، مر جاتے ہیں میں نے ایسا ہوتے دیکھا ہے۔"

سردار خاور زمان اب بھی وہیں کھڑا ان کے قریب پہنچنے کا منتظر تھا۔

جیسے ہی یہ دونوں قریب آئے، سردار خاور نے بڑی خوش دلی سے کہا "ہمارے ساتھ آجاؤ۔ مل کر سفر کرنے میں تحفظ ہے۔ کیونکہ جنگلوں میں بسنے والے بسا اوقات مسافروں پر حملہ آور ہوتے ہیں اور ان کا سب کچھ چھین کر قتل کر دیتے ہیں۔"

سردار زمان سمیت وہ چار افراد تھے، یہ دونوں بھی اُن کے ساتھ ہو لئے۔

چوبی ڈھنگا ایسے زاویے سے چل رہا تھا کہ شرجیل نے بھی محسوس کر لیا کہ وہ کسی غیر متوقع حملے کا خدشہ رکھتا ہے اور چلنے کا یہ انداز اسی لئے اختیار کیا ہے کہ اس غیر متوقع حملے کا مقابلہ کر سکے۔ شرجیل بے خوفی

سے چلتا رہا۔ ہر چند کہ سردار خاور کی شخصیت مرعوب کن تھی اور اس کی آنکھوں سے ہونے والی توانائی کا اظہار اس کی جسمانی قوت کا بھی چیخ چیخ کر اعلان کر رہا تھا لیکن شرجیل اپنی خود اعتمادی کی بنیاد پر ذرہ برابر بھی متاثر نہیں معلوم ہوتا تھا۔

آہستہ آہستہ جنگل کا گھناؤ ختم ہوتا گیا اور کہیں کہیں کھیت دکھائی دیئے اور شام ہوتے ہوتے انہیں مویشیوں کے کچھ ریوڑ دکھائی دینے لگے جن کے ساتھ چرواہے بھی تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ بستی قریب ہے۔

بستی میں پہنچ کر وہ سرائے کی طرف بڑھتے رہے۔ یہ ایک دو منزلہ عمارت تھی، جس میں داخل ہوتے ہی کشادگی کا احساس ہوتا تھا۔

سرائے کے مالک نے انہیں خوش آمدید کہا۔

یہاں انہیں سونے کے لئے الگ الگ کمرے بھی مل گئے۔

تنہائی میسر آتے ہی شرجیل کو پھر وہ لاش یاد آئی جسے وہ دریا کے کنارے چھوڑ آیا تھا۔ اسے قتل کرنے والا داراب سرکش تھا لیکن وہ اس کے بارے میں کچھ اور بتانے سے پہلے ہی مر گیا تھا۔

زیارت گاہ کے بڑے عابد کو بھی نہیں معلوم تھا کہ شمالی سرحد کے قریب اٹھنے والے فتنے کا ذمے دار جو شکرا، سنا جاتا ہے، اس کا نام کیا تھا کہیں وہ داراب سرکش ہی تو نہیں؟ جو سارے شکرال میں اپنی بد دیانتی اور چیرہ دستیوں کی وجہ سے مشہور تھا۔

شمالی سرحد کے فتنے کا ذمے دار اگر وہی تھا تو شکرال سے غداری

کا ترکیب ہو رہا تھا، سنا جاتا تھا کہ وہ شمال کے ناپاکوں سے مل کر شمالی سرحد پر
اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے اور وہ علاقہ ایسا ہی تھا، جس سے گذر کر
شکرالی مہذب ممالک سے تجارتی رابطہ قائم کرتے تھے۔ اگر وہاں داراب
سرکش جیسے کسی بدمعاش کا عمل دخل ہو گیا تو پورے شکرال کو اس کے
سامنے جھکنا پڑے گا اور یہ شکرالیوں کی روایت کے خلاف ہوتا۔

شرجیل سوچتا رہا۔

"نہیں سردار خاور زمان کا تعلق بھی داراب سرکش سے نہ ہو۔"

تھوڑی دیر کے بعد وہ اپنے کمرے سے نکل کر عام نشست کے کمرے
میں آیا، لیکن وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ آگے بڑھا اور اس چھوٹے سے کمرے
میں داخل ہوا جہاں سرائے کا مالک بیٹھتا تھا۔

"گلترنگ کی زیارت گاہ کے نام پر!" شرجیل نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

سرائے کا مالک احتراماً کھڑا ہو کر کسی قدر جھکا۔ پھر شرجیل سے بولا۔

"جان و مال سب حاضر ہیں!"

شرجیل نے اس کی میز کے قریب پہنچ کر جیب سے سنہری سکے نکالے
اور انہیں میز پر رکھتا ہوا بولا: "مجھے ان کی رسید بنا دیجئے اور یہ
سکے بڑے عابد کو اس پیغام کے ساتھ بھجوا دیجئے کہ ضحاک نیل گردن کو
داراب سرکش نے قتل کر دیا۔ یہ سکے لاش کے کمر بند سے برآمد
ہوتے تھے۔"

"آرام سے بیٹھ جاؤ! اور مجھے بتاؤ کہ کیا قصہ ہے؟" سرائے کے مالک نے
کہا۔

شرجیل بیٹھ کر اسے ضحاک کی لاش کے بارے میں بتانے لگا پھر بولا
"آپ کو شمالی سرحد پر اٹھنے والے فتنے کے بارے میں تو علم نہیں ہوگا؟"

"ہاں میں نے سنا ہے کہ وہاں کسی قسم کی بے ضابطگی ہو رہی ہے۔"
سرائے کے مالک نے جواب دیا۔

"ضحاک بڑے عابد کا فرستادہ تھا اور اسے وہاں کے اصل حالات
معلوم کرنا تھے لیکن اسے داراب سرکش نامی آدمی نے قتل کر دیا۔" شرجیل
نے کہا۔

"تو کیا داراب سرکش ہی اس فتنے کا ذمہ دار ہے؟" سرائے
کے مالک نے پوچھا۔

"یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔" شرجیل نے جواب دیا۔ "ضحاک
نے صرف اپنے قاتل کا نام بتایا تھا۔ اس کے بعد اس کی موت
واقع ہو گئی تھی۔"

سرائے کے مالک نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ "داراب سرکش
کو شکرال کی کوئی بھی بستی قبول کرنے کو تیار نہ تھی۔ پھر آخر وہ کہاں گیا
ہوگا؟ ہو سکتا ہے کہ اس فتنے میں اسی کا ہاتھ ہو۔"

"کیا آپ نے کبھی اسے دیکھا ہے؟" شرجیل نے سوال کیا۔

"نہیں! میں نے بھی صرف نام سنا ہے!" سرائے کے مالک

نے جواب دیا۔

"ہمارے ساتھ جو سردار خاور زمان ہیں کیا پہلے بھی کبھی اس سرائے میں ٹھہرے ہیں؟" شرجیل نے سوال کیا۔

"ہاں، ہاں۔ کیوں نہیں۔ وہ تو اکثر ادھر سے گزرتے رہتے ہیں۔ وادیٔ زمرّد میں ہرنوں کا شکار اُن کا محبوب مشغلہ ہے۔ لہٰذا اس طرف جاتے ہوئے یہاں ضرور قیام کرتے ہیں۔"

شرجیل نے پھر اُس کے سلسلے میں بات آگے نہیں بڑھائی۔

سرائے کے مالک نے کہا "آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے آپ خود ہی یہ پیغام بڑے عابد تک لے جاؤں گا۔"

شرجیل جیسے ہی سرائے سے باہر آیا اس کی نظر چوبی ٹٹنگے پر پڑی جو شاید اسی کا منتظر تھا۔ وہ تیزی سے اس کے قریب پہنچ کر بولا۔

"وہ چلے گئے!"

"کون چلے گئے؟" شرجیل نے پوچھا۔

"خاور اور دوسرے لوگ! خاور نے تمہارے بارے میں پوچھا تھا۔" چوبی ٹٹنگے نے جواب دیا۔

شرجیل سوچنے لگا۔ کیا وہ سب خاور کے ساتھی ہی تھے ہیا محض اتفاقاً خاور کا ساتھ ہو گیا تھا۔ بالکل اُسی طرح جیسے ان کا اور چوبی ٹٹنگے کا ساتھ ہو گیا تھا۔

دفعتاً شرجیل کو اپنے اوزار یاد آئے اور اس نے سوچا کہ فرہت

لیلیٰ سے ایک گھوڑے یا خچر کا انتظام کرنا چا
اسے دریا کے اس حصّے تک پہنچنا تھا جہاں کشتی
وہاں تک پہنچنے کے بعد کوئی دشواری نہ رہتی۔ . . . وہ
تعمیر کرتا اور سارا سامان اس پر بار کرکے شمال کی طرف روانہ ہو جاتا۔
وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کی وہ لڑکی نظر آگئی۔

وہ خوبصورت تھی۔ بڑی پیاری لگ رہی تھی اور بھورے رنگ کے ایک گھوڑے پر سوار تھی۔ اُس کے دائیں بائیں دو مرد سوار تھے۔ ایک ادھیڑ عمر کا مضبوط جسم والا آدمی تھا جس کے بال سرمئی تھے۔ چہرہ چوڑا چکلا تھا اور جبڑوں کی بناوٹ مضبوط تھی۔

دوسرا آدمی جوان تھا اور خوش شکل تھا۔

دونوں مرد مسلح تھے اور عمدہ قسم کے گھوڑوں پر سوار تھے۔

وہ سیدھے سرائے کے دروازے پر آئے۔

لڑکی نے شرجیل سے کہا "نوجوان! کیا میں سرائے کے مالک سے گفتگو کر سکتی ہوں؟"

لڑکی کے طرزِ تکلم نے شرجیل کو جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر دیا اور اس نے کہا "کیوں نہیں، کیوں نہیں! جاؤ وہ اندر موجود ہے!"

لڑکی کے چہرے پہ جھکنے سے شرمندگی کے آثار نظر آتے اور اس

نے کہا " کیا تم برائے مہربانی اُسے بلا دو گے ؟"

شرجیل نے دروازے میں داخل ہوتے ہوئے سرائے کے مالک کو آواز دی " دیکھئے آپ سے ایک خاتون ملنا چاہتی ہیں ! "

سرائے کا مالک دروازے پر آتے ہی کھل اٹھا اور پذیرائی کے لئے آگے بڑھتا ہوا بولا " خاتون بیٹھ ! کیا آپ اندر تشریف لائیں گی ؟ آپ کے لائق جو کچھ بھی ہے حاضر کیا جائے گا ؟ "

وہ گھوڑے سے اتر پڑی اور دروازے کی طرف بڑھ ہی رہی تھی کہ سرائے کے مالک نے پوچھا " کیا آپ کے بھائی کی کچھ خبر ملی ؟ "

وہ رکتی ہوئی بولی " نہیں ! ابھی تک نہیں اور اسی لئے میں گھر سے نکلی ہوں " وہ سرائے کے اندر چلی گئی اور ادھیڑ عمر آدمی نے شرجیل کو تنقیدی نظروں سے دیکھتے ہوئے چوبی کھونٹے پر اپنی توجہ مرکوز کر دی اور اس کی آنکھیں اس پر جمی کی جمی رہ گئیں۔

اُس کے نوجوان ساتھی نے گھوڑے سے اترتے ہوئے کہا " اگر تم مجھ سے پوچھو ! تو یہ ایک احمقانہ بھاگ دوڑ ہے۔ اگر ہمایوں زندہ ہوتا تو کبھی کا آ چکا ہوتا اور اگر وہ مر چکا ہے تو اس بھاگ دوڑ کا فائدہ ؟ "

" وہ اس کا سگا بھائی ہے ! " معمر آدمی نے سخت لہجے میں جواب دیا " جو کچھ اس سے ممکن ہے وہ کرے گی جیسا کہ اس کا باپ کرتا : "

" اس کے باوجود میں اسے حماقت سمجھتا ہوں ! " نوجوان آدمی نے کہا۔

" فضول باتیں مت کرو " معمر آدمی بولا۔

پھر انہوں نے اپنے گھوڑے باندھ دیئے اور سرائے کے اندر چلے گئے۔

شرجیل نے ان کی گفتگو سنی تھی اور اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ لڑکی کو اپنے کسی گمشدہ بھائی کی تلاش ہے۔

شرجیل کے اندازے کے مطابق وہ یہاں سے کہیں دور نہیں رہتی تھی کیونکہ سرائے کا مالک اسے خوب جانتا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ یہاں اکثر و بیشتر آتی رہتی ہو۔

غیرارادی طور پر شرجیل پھر سرائے کے عام نشست کے کمرے میں داخل ہوا اور کھڑکی کے قریب والی میز سنبھال لی۔

سرائے کے مالک نے کسی قدر حیرت سے اس کی طرف دیکھا تھا۔ لڑکی اور اس کے ساتھی بھی بیٹھ گئے تھے اور نشست کے اعتبار سے اس کا آمنا سامنا نہیں ہوتا تھا۔

شرجیل نے ایک گلاس شراب کا طلب کیا۔

لڑکی سرائے کے مالک سے کہہ رہی تھی " ہمایوں کے بارے میں میں نے آخری بار یہ سنا تھا کہ وہ شمال کی طرف سفر کرنے والا ہے اور یہ بھی سنا تھا کہ اس کے ساتھ کچھ سر برآوردہ لوگ بھی ہیں "

سرائے کے مالک نے کہا " خبریں ایک مقام سے دوسرے مقام تک بہت دیر سے پہنچتی ہیں۔ لیکن آخر سردار ہمایوں کو کیا سوجھی تھی کہ

انہوں نے اتنا تکلیف دہ سفر اختیار کیا ہے۔"

لڑکی نے کہا "کیا تم نہیں جانتے کہ میرا بھائی جڑی بوٹیوں کے خبط میں مبتلا ہے؟ اصل تشویش کا باعث یہ ہے کہ مجھے اس کا ایک خط ملا تھا۔ مجھے شبہ ہے کہ خط پہنچانے والے نے خط پہنچانے میں جان بوجھ کر دیر کر دی تھی۔"

"لیکن کوئی خط پہنچانے والا ایسا کیوں کرنے لگا؟" سرائے کے مالک نے کہا۔

لڑکی پُرتفکر انداز میں بولی "شمالی علاقے میں جو گڑبڑ ہو رہی ہے اُس کے سلسلے میں کہیں میرے بھائی کو کوئی خاص بات معلوم نہ ہوئی ہو اور گڑبڑ کرنے والوں نے اُسے بھانپ بھی لیا ہو۔ ایسی حالت میں سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے۔"

"لیکن یہ محض واقعہ بھی ہو سکتا ہے!" سرائے کے مالک نے کہا۔ "آپ کے بھائی بہت عقلمند آدمی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ وہ جس کام میں بھی لگتے ہیں اس کے علاوہ اور سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ خود انہی کی کسی بھول کی بنا پر خط کا انداز ایسا ہو گیا ہو کہ آپ اس پر شبہ کر سکیں۔"

"میرا بھائی بہت ذہین ہے!" لڑکی بولی۔ "ہو سکتا ہے کہ وہ خطرات میں گھرا ہوا ہو اور اس نے خود ہی اپنے خط میں ایسا رویہ اختیار کیا ہو کہ میں شبہے میں مبتلا ہو کر اس کے لئے کچھ کروں اور اس کے دشمنوں

کو بھی اطلاع نہ ہو سکے کہ اس نے مجھے ان کے بارے میں کچھ لکھا ہے۔"

سرائے کے مالک نے کہا "ہاں! اس کا امکان ہے، لیکن نہ جانے کیوں مجھے ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے یہ سب کچھ آپ کے اپنے ذہن کی پیداوار ہو۔"

"کیا آپ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ شمال میں گڑبڑ ہے، اور اس سلسلے میں جس شخص کا نام لیا جا رہا ہے، وہ سال ہا سال سے پورے شکراں میں بدنام چلا آ رہا ہے۔ میری مراد داراب سرکش سے ہے۔" لڑکی نے کہا۔

شرجیل اپنی گردن سہلا کر رہ گیا لیکن وہ اس طرح ان لوگوں کی طرف متوجہ نہیں تھا، جیسے اُسے بھی ان لوگوں کی باتوں سے کسی قسم کی دلچسپی ہو۔

شرجیل سوچ رہا تھا کہ وہ ایک بے حد ذہین لڑکی معلوم ہوتی ہے۔

لڑکی پھر بولی "کیا آپ میرے باپ کو جانتے تھے؟"

"کیوں نہیں! کیوں نہیں! میں ان کی بے اندازہ عزت کرتا تھا۔ وہ ایک بڑے تاجر تھے۔ ساری دُنیا کے حالات سے باخبر انسان تھے۔ شکراں کے باہر بھی ان کی بڑی ساکھ تھی۔" سرائے کے مالک نے جواب دیا۔

"خیر ہاں، تو!" لڑکی سر ہلا کر بولی "مجھے علم ہے کہ آپ بھی

سرائے کا مالک اور لڑکی کے دونوں ساتھی بھی شرجیل کی طرف متوجہ ہو گئے۔

وہ پھر آپس میں گفتگو کرنے لگے۔ مگر اس بار اُن کی آوازیں اتنی مدھم تھیں کہ شرجیل نہ سُن سکا۔

شرجیل سوچ رہا تھا کہ اگر وہ اپنے آپ کو ظاہر کر دے تو اس مغرور لڑکی کے چھکے چھوٹ جائیں گے۔

ہر چند کہ شرجیل شکرال کے لئے ایک عمومی سا نام تھا لیکن درحقیقت سُرخسان کے شرجیل خاندان کے افراد شہ زوری میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ شرجیل اپنے خاندان کا آخری فرد تھا لیکن سُرخسان کی سرداری کے لئے جدوجہد کرنے کی بجائے اس نے خود کو زیارت گاہ سے وابستہ کر دیا تھا۔

وہ لوگ آپس میں گفتگو کر رہے تھے اور کبھی کبھی تہمینہ حقارت آمیز نظروں سے شرجیل کو دیکھنے لگتی اور وہ دل ہی دل میں مسکرا کر رہ جاتا۔

اپنی تیمال ختم کر کے شرجیل اٹھ گیا اور قیمت ادا کر کے صدر دروازے کی طرف چل پڑا۔

ٹھیک اسی وقت تہمینہ کا معمر ساتھی بھی اٹھا اور شرجیل کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ باہر آکر اس نے شرجیل کو مخاطب کر کے کہا "جناب میرا نام شہامت ہے اور میں آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں"

شرجیل نے پہلی ہی نظر میں اُسے پسند کیا تھا کیونکہ اس کی آنکھوں

حالاتِ حاضرہ سے باخبر لوگوں میں سے ہیں۔ عالم لوگوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے اور آپ کی جان پہچان کا . . . سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ شمالی سرحد کے قریب آپ کی جان پہچان کے لوگ کم نہ ہوں گے لہٰذا آپ اس سلسلے میں میری مدد ضرور کریں گے۔ اسی خیال کے تحت میں نے پہلے آپ سے ملنا مناسب سمجھا"

"اوہ! تو کیا آپ خود شمال کی طرف سفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں؟" سرائے کے مالک نے کہا۔

"ہاں! میں آپ جیسے مدبر لوگوں سے مشورہ کرنے کے بعد یقیناً شمال کی طرف سفر کروں گی" لڑکی نے جواب دیا۔

"خاتون تہمینہ! میں آپ کو اس کا مشورہ ہرگز نہ دوں گا۔ شمالی سرحد بے حد خطرناک لوگوں کی آماجگاہ بن گئی ہے۔ اور ان کا سربراہ بلاشبہ، اراب سرکش ہی ہے" سرائے کے مالک نے کہا۔

دفعتاً شرجیل کو کھانسی آگئی اور وہ چونک کر اسے اس طرح دیکھنے لگی جیسے اُسے اس کی وہاں موجودگی کا پہلی بار احساس ہوا ہو۔

وہ غضبناک ہو کر بولی "تم ایک ایسی گفتگو سنتے رہے ہو جس کا تم سے کوئی تعلق نہیں"

"میں نہیں سمجھا خاتون! آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟ میں تو خاموشی سے تیمال پیتا رہا ہوں۔ بھلا مجھے آپ کی باتوں سے کیا واسطہ!" شرجیل نے کہا۔

میں اُسے راست بازی کی جھلکیاں نظر آتی تھیں۔

"اور میں شرجیل ہوں۔" وہ مسکرا کر بولا۔

شہامت نے کہا۔ "میں بغور دیکھ رہا تھا کہ آپ داراب سرکش کے نام پہ چونکے تھے! کیا آپ اسے پہچانتے ہیں؟"

"نہیں! میں نے بھی صرف نام ہی سنا ہے!" شرجیل نے جواب دیا۔

"آپ کس طرف کا ارادہ رکھتے ہیں؟"

"میں چوبی مکانات معمار ہوں، جہاں بھی کام مل جائے گا اُدھر ہی نکل جاؤں گا۔" شرجیل نے کہا۔

"آپ خاتون تہمینہ کی تندمزاجی کا بُرا نہ مانیے گا۔ وہ اپنے بھائی کی وجہ سے پریشان ہیں۔"

"کوئی بات نہیں۔" شرجیل نے بے پروائی سے ہنس کر کہا۔ "میں عورتوں کی تندمزاجی کا بُرا نہیں مانتا، البتہ کوئی مرد میرے مقابل تندمزاج ہو کر دیکھے ما"

"آپ ایسے ہی معلوم ہوتے ہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ پھر چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "جناب! جب ہم اِدھر آ رہے تھے تو کچھ لوگ راستے میں ملے تھے۔ کیا وہ یہیں سے رخصت ہوئے تھے۔"

"ہاں!" شرجیل نے مختصر سا جواب دیا۔

"کیسے لوگ تھے؟ شاید وہ بھی شمال ہی کی طرف جا رہے ہیں۔

"اُن میں سے ایک خطرناک معلوم ہوتا ہے، وہ جس کی آنکھیں سانپ جیسی ہیں۔" شرجیل نے کہا۔

"میں نے اس پہ غور نہیں کیا تھا۔ اچھا! آپ پر سفر کی صعوبتیں آسان ہوں۔" اُس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

شرجیل نے مصافحہ کرتے ہوئے اُسے بھی سفر کی آسانیوں کی دُعا دی۔ شہامت پھر سرائے میں واپس چلا گیا۔ چوبی ٹنگا سرائے کے باہر شرجیل کا منتظر تھا۔

اُس نے شرجیل سے کہا۔ "تمہارے اوزاروں کا تھیلا دوسرے سامان سمیت بہت وزنی ہو گیا ہے۔ ایک گھوڑا مل جاتا تو بہتر ہوتا۔ کیونکہ ہم فی الحال یہاں سے سیدھے بستی کی طرف چلیں۔ شاید وہاں کوئی گھوڑا یا باربرداری کا خچر ہاتھ آ جائے۔"

"اچھا! چلو، پہلے اُدھر ہی چلتے ہیں!" شرجیل نے پُرتفکر لہجے میں کہا۔ "لیکن ہم وہاں کسی سے گھوڑے یا خچر کی بات نہیں کریں گے۔"

"پھر بات کیسے بنے گی؟" چوبی ٹنگے نے اُسے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھا جائے گا! فی الحال میری جیب اتنی وزنی نہیں ہے۔"

"کیا میں اس سلسلے میں کوئی مدد کر سکتا ہوں؟" چوبی ٹنگے نے بڑے خلوص سے کہا۔

"نہیں تم مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو، تم فکر کیوں کرتے ہو، میں خود دس خچروں پر بھاری ہوں۔ سارا سامان اپنی پشت پر لاد کر ہی اب تک پیدل سفر کرتا رہا ہوں۔"

چوبی ٹنگا کچھ نہ بولا اور وہ بستی کی طرف چل دیئے۔ بستی صاف ستھری تھی۔ مختلف اقسام کی کتنی دکانیں تھیں جن سے ضروریاتِ زندگی کا سامان خریدا جا سکتا تھا۔ ایک چھوٹی سی صاف ستھری سرائے بھی تھی۔

شرجیل نے چوبی ٹنگے سے کہا۔ "بس ہم سرائے میں چل کر ایک ایک گلاس تیمال کا پئیں گے اور آگے کے سفر کے علاوہ اور کسی قسم کی گفتگو نہیں کریں گے۔ گھوڑے یا خچر کا تو نام بھی نہ لینا ایسا نہ ہو کہ قیمتوں کی زیادتی کی بنا پر ہمیں شرمندگی اٹھانی پڑے۔"

"اچھی بات ہے پیارے۔ جیسی تمہاری مرضی۔" چوبی ٹنگے نے کہا۔

دونوں سرائے میں داخل ہوئے اور چوبی ٹنگے نے باورچی خانے کی کھڑکی میں سے جھانک کر دو گلاس تیمال کے لیے کہا۔

سرائے کا مالک خود ہی ان کے لیے تیمال لایا جس کی قیمت کی ادائیگی شرجیل نے نکلے ہاتھ کر دی۔ اُس نے کانی ٹکیوں کی بجائے دھات کا سکہ اُسے دیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ لوگ پیدل سفر کر رہے ہیں۔" اُس نے کہا۔

"ہاں۔ ابھی تک تو ہمارا سفر پیدل ہی ہوا ہے۔" چوبی ٹنگا بولا۔

"لیکن آگے کا راستہ سواری کے بغیر بے حد دشوار ہوگا۔ آپ لوگ وزن لاد کر پیدل نہ چل سکیں گے۔ اگر آپ چاہیں تو یہاں آپ کو گھوڑے اور بار برداری کے خچر بھی مل جائیں گے۔"

چوبی ٹنگے نے دُزدیدہ نگاہوں سے شرجیل کی طرف دیکھا جو اس طرح لاتعلق بیٹھا تھا جیسے یہ سب اُس کے سننے کی باتیں ہی نہ ہوں۔

"کیا خیال ہے؟" چوبی ٹنگے نے اُسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"گھوڑے بھی بہت مہنگے ہیں!" شرجیل بے پروائی سے بولا۔

"جہاں ہم جا رہے ہیں، وہاں پہنچ کر انہیں دوبارہ فروخت کر سکو گے۔" چوبی ٹنگے نے کہا۔

سرائے کا مالک واپس چلا گیا تھا۔ دفعتاً ایک موٹا سا آدمی سرائے میں داخل ہوا۔ صورت ہی سے کسی قسم کا تاجر معلوم ہوتا تھا۔ وہ سیدھا باورچی خانے کی طرف چلا گیا اور وہاں سے تیمال کا گلاس لے کر ان کی میز کی جانب آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھتا ہوا بولا۔ "اگر کوئی حرج نہ ہو تو؟"

"کوئی حرج نہیں؟" چوبی ٹنگا بولا۔ "جب کہ اپنی تیمال تم خود ہی لائے ہو۔"

"اوہو، تو تم مجھے نہیں پلاؤ گے؟" موٹے آدمی نے خوشدلی سے کہا۔

"جب کوئی شخص میرے پاس کچھ فروخت کرنے کے لئے آتا ہے تو خود ہی مجھے بلاتا بھی ہے۔"

"تم بہت عقلمند معلوم ہوتے ہو" موٹے نے ہنس کر کہا۔ پھر شرجیل کی طرف دیکھ کر بولا "جوان آدمی! تم قابلِ رشک صحت کے مالک ہو۔ وجیہہ اور دل کش بھی ہو لیکن یقین کرو کہ اس کڈھب راستے پر وزن لاد لاد کر پیدل چلتے ہوتے ذرا اچھے نہ لگو گے۔"

"آہا۔ تو تم شاید گھوڑوں کے تاجر ہو" شرجیل مسکرا کر بولا۔

"تم ٹھیک سمجھے جوان آدمی" موٹے نے کہا اور شرجیل کو بڑی توجہ اور دلچسپی سے دیکھتا رہا۔ پھر بولا "واقعی تم ایک خوبصورت اور طاقتور جسم کے مالک معلوم ہوتے ہو۔ یہاں بستی میں بھی کچھ طاقتور جوان ہیں، لیکن افسوس کہ تم ایک مسافر ہو چلے جاؤ گے ورنہ ہم ایک انعامی دنگل منعقد کر کے دیکھتے کہ تم واقعی کتنے طاقتور ہو۔ کیا تم کشتی بھی لڑتے ہو؟"

شرجیل نے تذبذب کے ساتھ کہا "ہاں! میں طاقتور بھی ہوں اور کشتی کے فن سے بھی واقف ہوں، لیکن خواہ مخواہ وقت ضائع نہیں کرتا۔ البتہ اگر انعام کی رقم معقول ہو تو اس پیشکش پر غور کر سکتا ہوں۔"

"ہماری بستی میں دو چوٹی کے لڑاکے ہیں" موٹے نے کہا "زاراک اور جابر کو تو آج تک کوئی شکست دے ہی نہیں سکا، لیکن آج کل وہ بستی میں موجود نہیں ہے۔ اگر تم کہو تو تمہاری اور زاراک کی کشتی کا اعلان کر دیا جاتے۔"

شرجیل نے ہنس کر کہا "نہیں! میں تو اس جابر سے لڑوں گا جسے آج تک کسی نے شکست نہیں دی۔"

"لاف وگزاف سے کام نہیں چلے گا لڑکے! جابر بہت طاقتور ہے۔ اب تک کتنی بڑے پہلوانوں کی ہڈیاں توڑ چکا ہے" موٹے نے کہا۔

شرجیل نے جھنجھلا کر کہا "اب تو میں اُس کے علاوہ کسی اور سے لڑوں گا ہی نہیں۔ خاصی دلچسپی رہے گی۔"

موٹے نے حقارت سے ہنس کر کہا "تم جابر کے ساتھ دلچسپی کی بات کرتے ہو۔ دلچسپی نہیں موت کا تشنج کہو۔ بہر حال وہ تو یہاں موجود نہیں ہے۔ تم زاراک سے لڑو۔ شوقین لوگ اکٹھے ہو جائیں گے اور شرطیں بدیں گے۔"

"لیکن میں معمولی شرطوں کے لئے نہیں لڑ سکتا" شرجیل نے منہ بنا کر کہا۔ موٹا جلدی سے بولا "تم گھوڑوں کی بات کر رہے تھے۔ میں دو ایک گھوڑے کچھ رقم کے ساتھ لگا سکتا ہوں۔"

شرجیل حقیقتاً اسی سے لڑنا چاہتا تھا جس کی اس نے بہت تعریف سنی تھی یعنی جابر! لیکن اب اُن گھوڑوں کے لئے اُسے زاراک سے لڑنا پڑے گا۔

"اب ہمیں چلنا چاہیئے!" شرجیل نے چوبی ٹیگے سے کہا "یہ معاملات طے ہوتے دکھائی نہیں دیتے ہم اپنی راہ کیوں کھوٹی کریں۔"

موٹا جلدی سے بولا "نہیں! نہیں۔ . . ایسی کوئی بات نہیں۔

تیس چالیس آدمیوں کی بھیڑ ہوگی اور یہ کشتی دوستانہ فضا میں لڑی جاتے گی اور ہارنے والا کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا جس سے بہ ظاہر ہو کہ وہ اپنی ہار کا انتقام لینا چاہتا ہے۔ کشتی سے پہلے کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ یقین کرو اگر تم جیت گئے تو بڑے فائدے میں رہو گے۔ میں اب چلتا ہوں، مجھے اب اس مقابلے کی تشہیر بھی تو کرنی ہے۔"

وہ سرائے سے نکل گیا۔

چوبی ٹنگا شرجیل کو عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

شرجیل نے ہنس کر پوچھا "اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو؟"

"آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟" چوبی ٹنگے نے پُرتشویش لہجے میں کہا۔

"کیا پہلے بھی کبھی کشتی لڑنے کا اتفاق ہوا ہے؟"

شرجیل نے پروائی سے کہا "ہاں! کیوں نہیں! بچپن میں ساتھیوں کو چھیڑ چھیڑ کر لڑا کرتا تھا۔"

"بس کرو، خدا کے بندے!" چوبی ٹنگا بیزاری سے بولا۔ "بچپن کے تجربات کی بنا پر ایک پیشہ ور پہلوان سے لڑنے چلے ہو؟"

"ختم کرو!" شرجیل اٹھتا ہوا بولا۔ "چلو اُس کے اصطبل میں چل کر گھوڑے دیکھیں۔ مجھے ہر حال میں دو گھوڑے . . . اور باربرداری کے لئے ایک خچر چاہئیے۔"

چوبی ٹنگا بے دلی سے اٹھا اور اُس کے ساتھ ہولیا۔

وہ یقیناً ایک بڑا تاجر تھا کیونکہ اس کے اصطبل میں ہر قسم کے گھوڑے موجود تھے۔

شرجیل نے دو ایسے گھوڑے پسند کئے، جو لمبے سفر کے لئے نہایت موزوں تھے۔ اُسے ایک مغموم آنکھوں والا خچر بھی پسند آیا۔

چوبی ٹنگا بیزاری سے منہ بناتے ایک طرف کھڑا تھا۔ اُس نے کہا۔

"میں تو پیدل ہی چلنا زیادہ مناسب سمجھوں گا۔"

شرجیل نے کہا "بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں گھوڑے پر چلوں اور تم پیدل۔"

"تم میری فکر نہ کرو!" چوبی ٹنگا بولا۔

اور وہ پھر سرائے کی طرف چل پڑے۔

سرائے کے مالک نے ایک بار پھر اُن کا خیر مقدم کیا، اور زاراک کی باتیں چھیڑ دیں۔

اس دوران میں شاید اُسے علم ہو گیا تھا کہ کشتی کی بات پکی ہو گئی ہے۔ شرجیل نے پوچھا "کیا وہ بہت لمبا چوڑا ہے؟"

"یقیناً!" سرائے کا مالک سر ہلا کر بولا۔ "تم سے کہیں زیادہ۔ وزن میں بھی تم اس سے کم ہی ہو گے۔ جابر کے علاوہ وہ آس پاس کے تمام پہلوانوں کو شکست دے چکا ہے۔ جابر تو ناقابل شکست ہے ہی۔"

"میں زاراک کو شکست دوں گا۔" شرجیل نے بے پروائی سے کہا۔

"تم !" سرائے کے مالک نے حقارت سے کہا۔ "وہ تمہیں کچا چبا جائے گا۔"

شرجیل کو غصہ آگیا لیکن اُس نے اظہار نہیں ہونے دیا۔ وہ تو جابر سے مقابلہ کرنے کی ٹھانے ہوا تھا اور یہ نامعقول سرائے والا اسے زاراک ہی سے دہشت زدہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سرائے کا مالک مزید کچھ کہے بغیر اندر چلا گیا۔ واپسی پہ اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک موٹا سا ٹکڑا تھا۔ اس نے اُسے شرجیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ کبھی گھوڑے کی نعل تھی جسے زاراک نے سیدھا کر دیا تھا۔"

شرجیل نے اُسے اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا "واقعی یہ ایک مردانہ کارنامہ ہے۔ خیر ہاں تو گھوڑوں کے تاجر کی طرف سے ہمیں ایک ایک گلاس تیمال پیش کرو۔ اُس نے وعدہ کیا تھا۔"

"ضرور۔ ضرور !" سرائے کے مالک نے نرم لہجے میں کہا۔ "تم ایک اچھے نوجوان ہو۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرو۔ میں اسے ہرگز پسند نہیں کروں گا کہ تم اپنا کوئی ہاتھ یا پیر گنوا بیٹھو۔"

پھر وہ ان کے لئے تیمال لینے اندر چلا گیا اور شرجیل مسکرا کر چوبی ٹنگے کی طرف دیکھنے لگا۔

"ہوسکتا ہے وہ سچ کہہ رہا ہو۔" چوبی ٹنگا بولا۔

شرجیل نے اُسے کچھ جواب دیئے بغیر لوہے کا وہ ٹکڑا اٹھایا اور نہایت آسانی سے اُسے گھوڑے کے نعل کی شکل کے دو بل دے دیئے۔

چوبی ٹنگا لمبی سانس لے کر رہ گیا، لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔
اتنے میں سرائے کا مالک تیمال لے کر آگیا۔

شرجیل نے اُسے کہا "تم ہمیں کھانا بھی کھلا دو، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تھوڑی ہی دیر بعد زاراک سے مقابلہ ہو جائے۔"

"ارے ! تو کیا ابھی تک یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی ؟" سرائے کے مالک نے کہا۔

"یقیناً !" ہمارے لئے دو اچھے بستروں کا انتظام کر دینا" شرجیل نے کہا۔

کھانا کھانے کے بعد چوبی ٹنگا تو دروازے کی طرف بڑھ گیا، اور شرجیل نے سرائے کے مالک سے کہا "تمہارا کھانا بہت لذیذ تھا اور تیمال بہت اچھی تھی۔"

پھر اس نے گھوڑے کی وہ نعل اٹھائی اور اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا "دیکھو ! یہ بات میرے اور تمہارے ہی درمیان رہنی چاہیئے کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔"

نعل کو اس ہئیت کذائی میں دیکھ کر سرائے کا مالک ہکا بکا رہ گیا۔ کچھ کہنا چاہا لیکن صرف ہونٹ ہل کر رہ گئے۔ آواز نہیں نکل سکی۔

پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور نعل کو ایک میز کی دراز میں رکھ کر بند کر دیا۔ اتنے میں گھوڑوں کا تاجر بھی آگیا۔ اس نے کہا۔

"زاراک تم کو یہیں سرائے کے سامنے ملے گا۔ سورج غروب ہونے کے وقت' کشتی سامنے والے گھاس کے قطعے پر ہوگی۔"

شرجیل نے بے پرواہی سے شانوں کو جنبش دے کر کہا۔ "میں نے قطعی نہیں کہا تھا کہ میں اس سے ملوں گا بھی۔ بھلا مجھے اس سے کیا حاصل ہوگا؟"

"تم اس سے شرط لگا سکو گے۔" گھوڑوں کے تاجر نے کہا "تم بھی اور تمہارا دوست بھی۔ میرا خیال ہے کہ تم شرط لگانا پسند کرو گے۔"

شرجیل نے کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ کہا "میرے پاس بہت تھوڑا سا سرمایہ ہے لیکن تمہارے پاس بہت سے گھوڑے ہیں۔"

"گھوڑوں کا نام مت لو۔" تاجر نے گڑبڑا کر کہا "میں زیادہ سے زیادہ دو سنہری سکے لگا سکتا ہوں۔"

شرجیل نے ہنس کر کہا "تو پھر تم اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ میں تمہارے دو گھوڑوں اور ایک خچر کے مقابلے میں بیس سنہری سکے لگاؤں گا۔"

گھوڑوں کے تاجر کے چہرے پر تاریکی سی چھا گئی اور اس نے کہا "اگر میں نے گھوڑوں کا ذکر کیا بھی تھا تو وہ محض مذاق تھا۔ میں تو یونہی تفریحاً دو سنہری سکے . . ."

"بس!" شرجیل ہاتھ اٹھا کر بولا "تم تفریح کی بات کر رہے ہو اور میں مٹی میں ناک رگڑنے جا رہا ہوں۔"

"تو تم نہیں لڑو گے؟" تاجر نے کہا۔

"میں کیوں لڑوں! محض تمہاری تفریح کے لئے!" شرجیل نے کہا۔

"لیکن میں تو زاراک کو کہلوا چکا ہوں اور دوسروں کو بھی اس کی اطلاع ہوگئی ہے۔" تاجر نے کہا۔

"تمہارا اپنا مسئلہ ہے!" شرجیل بے پرواہی سے بولا "لیکن میں اپنی بات پر قائم ہوں۔ میرے بیس سنہری سکے اور تمہارے تین جانور۔"

اس نے انکار میں سر ہلا دیا اور بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔

شرجیل اُسے اسی حالت میں چھوڑ کر سرائے سے باہر آیا' اس کی نظر شاہراہ کی طرف اٹھ گئی۔ چند سوار سرائے کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ وہ قریب پہنچے تو شرجیل نے انہیں پہچان لیا۔ یہ خاتون تہمینہ اور اس کے دونوں ساتھی تھے۔ معمر آدمی کا گھوڑا قدرے پیچھے رہ گیا تھا۔

معمر آدمی نے اپنے گھوڑے سے اترتے ہوتے شرجیل سے کہا "تم ابھی یہیں ہو؟" اور کسی قدر شبہے کی نظروں سے اُسے دیکھنے لگا۔

"بس کیا بتاؤں!" شرجیل نے مسکرا کر کہا "یہاں کچھ اُلجھ کر رہ گیا ہوں۔ یہ لوگ مجھے کشتی کے ایک مقابلے میں دھکیل رہے ہیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہے، لیکن گھوڑوں کا تاجر گڑبڑ کر رہا ہے۔"

"تمہارا مطلب گبول سے ہے! وہی یہاں گھوڑوں کا تاجر ہے۔"

"ہاں وہی۔ وہ مجھے بہت معمولی قسم کی شرطیں لگا کر بددل کر رہا ہے۔"

"یا تم خود ہی ڈر رہے ہو؟" اچانک تہمینہ بول پڑی۔

"ہو سکتا ہے۔" شرجیل نے بے پرواہی سے کہا۔ "مجھے کچھ نہ کچھ تردد تو ہونا ہی چاہیے جب کہ میں نے ابھی تک اپنے مقابل کو دیکھا تک نہیں ہے۔ ویسے میری خواہش تھی کہ میرا مقابلہ جابر سے ہوتا لیکن اتفاق سے وہ یہاں موجود نہیں ہے۔"

"جابر!" معمر آدمی بوکھلا کر بولا۔ "اس کا تو تصور تک خوفناک ہے۔ تم شاید کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو! اس کے ساتھ مقابلہ کرنے والا اپنا کوئی نہ کوئی عضو ہمیشہ کے لئے گنوا بیٹھتا ہے۔"

"تب تو یقیناً اُسے سبق ملنا چاہیئے۔"

"تم اُسے سبق دو گے!" تہمینہ حقارت سے بولی۔

"ہاں خاتون! سوچا تو یہی تھا، لیکن وہ مجھے زاراک سے لڑانا چاہتے ہیں۔"

"تم اُس کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ میں زاراک کو جانتی ہوں، وہ بہت طاقتور ہے۔"

"ہاں خاتون! میں نے بھی یہی سنا ہے، لیکن ابھی میں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے کیونکہ گھوڑوں کا تاجر گبول گڑبڑ کر رہا ہے۔"

"وہ کیا گڑبڑ کر رہا ہے؟"

"میں معمولی شرائط کے تحت کشتی نہیں لڑ سکتا۔ میں نے اُس سے کہا تھا کہ وہ میرے بیس سنہری سکوں کے مقابل اپنے تین جانور شرط

پر لگاتے۔ غالباً گبول کا خیال ہے کہ زاراک اتنا طاقتور نہیں ہے کہ اُس کے لئے زیادہ سرمائے کا خطرہ مول لیا جاتے!"

اچانک گبول سرائے سے نکل آیا اور ہنستا کر بولا۔ "مجھے تمہاری شرط منظور ہے۔ یہ کشتی ضرور ہوگی، میں تشہیر کر چکا ہوں۔"

تہمینہ شرجیل کی طرف دیکھ کر بولی۔ "سچ سچ بتاؤ تمہارے پاس کتنی رقم ہے؟"

"صرف دس سنہری سکے، خاتون!"

"اُن میں میرے پندرہ سکے بھی شامل کر لو۔ میں تمہیں زاراک کے ہاتھوں پٹتے دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"سچ خاتون!" شرجیل خوش ہو کر بولا۔ "آپ میری شرط میں شرکت کریں گی۔"

"کیوں، کیا عورتوں کو شرط لگانے کا حق حاصل نہیں ہے! میرے علاقے میں عورتیں بھی گھڑدوڑ اور کشتیوں پر شرط لگاتی ہیں!"

تہمینہ کے معمر ساتھی نے کہا۔ "خاتون! میں آپ کی جگہ ہوتا تو ہرگز ایسا نہ کرتا۔ آپ اس شخص سے پوری طرح واقف بھی نہیں ہیں۔"

"میں تو بس صرف اتنا جانتی ہوں کہ زاراک اُسے خاک میں ملا دے گا۔ چلو اب اندر چلو۔" وہ گھوڑے سے اتر کر سرائے کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

وہ شرجیل کے قریب سے اس طرح گذر گئی تھی جیسے وہاں اُس

موجود ہی نہ ہو۔ شرجیل نے اُس کے قرب سے عجیب سی خوشبو محسوس کی تھی۔

سورج غروب ہونے سے قبل ہی زاراک وہاں پہنچ گیا۔ وہ ایک بلند وبالا گھوڑے پر سوار تھا۔

شرجیل نے اُسے دیکھتے ہی محسوس کیا کہ وہ نہ صرف تن و توش میں بلکہ وزن میں بھی اس سے زیادہ ہے۔ عمر میں بھی اس سے دو چار سال بڑا ہی رہا ہوگا البتہ اس کے چہرے پر بچوں جیسی نرمی تھی جس سے خود شرجیل محروم ہو چکا تھا۔

زاراک نے شرجیل کی طرف دیکھا تک نہیں، بس دونوں کے درمیان تعارف ہوا اور وہ گھاس کے قطعے پر پہنچ گئے اور انہوں نے کپڑے اتار دیئے اور جسموں پر صرف زیر جامے رہنے دیئے۔

زاراک تیزی سے آگے بڑھا، شاید وہ شرجیل کے سینے پر ٹکر مار کر گرا دینا چاہتا تھا۔

شرجیل پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا اور پھر پلٹ کر اس کی بائیں کنپٹی پر ایک ہاتھ رسید کیا۔

زاراک اس حملے سے لڑکھڑایا لیکن فوراً ہی سنبھل کر پھر حملہ آور ہوا۔ شرجیل الٹے سیدھے حملے کرکے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ زاراک کشتی میں

کتنی مہارت رکھتا ہے۔

کم از کم پچاس تماشائی گھاس پر موجود تھے۔

زاراک مضبوط اور تیز وطرار تھا۔ لیکن شرجیل نے اندازہ کر لیا کہ وہ بہت زیادہ کشتیاں نہیں لڑا۔

اچانک شرجیل تیزی سے آگے بڑھا۔ شاید اس بار وہ کوئی خطرناک داؤ لگاتا لیکن بدقسمتی سے پتھر کا ایک ٹکڑا اس کے پیر کے نیچے آ گیا۔

بس وہ اپنے زور میں گر ہی پڑا ہوتا لیکن زاراک نے اسے گرنے نہیں دیا کیونکہ اس کا سر زاراک کے دائیں بازو کی گرفت میں آگیا تھا لیکن قبل اس کے کہ وہ اس پر مزید زور دیتا، شرجیل نے ایک گھٹنا زمین پر ٹیک کر داہنا ہاتھ اس کی ٹانگوں کے درمیان ڈال کر اُسے الٹ دیا اور دبوچ کر بیٹھ گیا۔

اب شاید زاراک کو اپنے مقابل کی طاقت کا اندازہ ہوا تھا کیونکہ وہ اس کے دباؤ میں آنے کے بعد سے جنبش بھی نہیں کر سکا تھا۔

تہمینہ کا معمر ساتھی چیخا۔ "پہلی جیت شرجیل کی۔"

شرجیل زاراک کو چھوڑ کر ہٹ گیا اور زاراک متحیرانہ انداز میں اُسے گھورتا ہوا اٹھ گیا۔

سناٹے کے وقفے میں سرائے کا مالک شرجیل کے پاس آکر آہستہ سے بولا "واہ بھئی! تم نے تو کمال ہی کر دیا۔ پہلے میں سمجھا تھا کہ زاراک تمہیں رگڑ دے گا۔"

"سبھی کچھ ہوتا ہے!" شرجیل نے خشک لہجے میں کہا۔

دوسری طرف لوگ زاراک کو طرح طرح کے مشورے دے رہے تھے۔ سستانے کا وقفہ اختتام کو پہنچا اور وہ دونوں پھر ایک دوسرے کے مقابل آ گئے۔

شرجیل کے اندازے کے مطابق زاراک طاقتور ضرور تھا لیکن اسے زیادہ داؤ پیچ نہیں آتے تھے۔

اچانک اُس نے شرجیل کے دونوں شانوں کو پکڑا اور اُسے اُلٹے قدم دھکیلتا ہوا دور تک لے گیا اور پھر شرجیل نیچے گرا اور وہ اپنے ہی طور پر گرا تھا ایک نیا داؤ لگانے کے لئے۔

زاراک اُسے اپنی کارکردگی سمجھا اور اس کی مناسبت سے شرجیل پر چھا جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ شرجیل نے اسے ٹانگوں پر رکھ کر دور اچھال دیا اور اُس کے گرنے کی آواز دور دور تک پھیلی تھی۔

پھر قبل اس کے کہ وہ اُٹھتا، شرجیل نے چھلانگ لگائی اور اس پر جا پڑا۔

زاراک اُٹھنے کے لئے زور لگا رہا تھا لیکن شرجیل نے اُسے اس بُری طرح گانٹھ رکھا تھا کہ وہ ہل بھی نہیں سکتا۔

"دوسری جیت بھی شرجیل کی" تہمینہ کے معمر ساتھی نے آواز لگائی۔

پھر وقفہ ہو گیا۔

تہمینہ کا معمر ساتھی شرجیل کے قریب آ کر بولا "تم تو واقعی چھپے رستم نکلے۔ زاراک طاقتور ضرور ہے لیکن تمہاری طرح خوبصورت کشتی نہیں لڑ سکتا۔"

"شکریہ!" شرجیل کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

وقفہ ختم ہو گیا اور وہ تیسری بار مقابل ہوئے۔

اس بار جلد ہی فیصلہ ہو گیا۔ شرجیل نے زاراک کی پشت زمین سے لگا دی تھی۔

"مکمل جیت شرجیل کی ہوئی" اس کا اعلان ہوتے ہی شرجیل نے زاراک کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اُسے اٹھایا اور بولا "اب میں تمہیں تیمال پلاؤں گا۔"

"میں نے تمہاری دعوت قبول کی" زاراک مسکراتا ہوا بولا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈالے سرائے کی طرف چل دیئے۔

وہ دونوں سرائے کے اندر پہنچ کر باورچی خانے کی کھڑکی تک گئے اور تیمال طلب کی۔

پھر زاراک اپنا گلاس لے کر ایک میز پر چلا گیا اور شرجیل وہیں کھڑا ہلکی ہلکی چسکیاں لیتا رہا۔

دفعتاً اس کے شانے کو کسی نے آہستہ سے چھوا۔۔۔ وہ چونک کر

مڑا۔ سامنے تہمینہ کھڑی نظر آئی۔ اُس نے خشک لہجے میں کہا "یہ لو تمہاری رقم! لیکن میں نہیں جانتی تھی کہ تم پیشہ ور پہلوان ہو"

"میں پیشہ ور پہلوان نہیں ہوں، لکڑی کا کام میرا پیشہ ہے اور مجھے آپ کی رقم نہیں چاہیے۔ میں گھوڑے اور خچر جیت چکا ہوں جن کی مجھے ضرورت ہے" شرجیل نے تنک کر کہا۔

"خیر۔ خیر!" وہ خشک لہجے میں بولی "تم طاقتور ضرور ہو لیکن ذہانت اور چیز ہے"

پھر وہ تمکنت کے ساتھ سر اٹھائے ہوئے باہر چلی گئی۔ اس کا یہ رویہ ہتک آمیز تھا لیکن نہ جانے کیوں اُس نے شرجیل کے ذہن پر کوئی ناگوار اثر نہیں ڈالا اور وہ بدستور اُسے پسند کرتا رہا۔

اتنے میں سرائے کا مالک بھی اندر آگیا اور اس نے شرجیل سے کہا "کیوں بھائی کیا اب واقعی جابر ہی سے کشتی ہوگی؟ مگر نہیں جابر اور چیز ہے۔ تم اس کا تصور بھی نہ کرو ورنہ گردن کی ہڈی ہی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے"

اچانک عقب سے کسی نے کہا "اب جابر کہاں دھرا ہے کہ اُس سے کشتی ہوگی"

دونوں نے مڑ کر دیکھا۔ ایک اجنبی دروازے کے قریب کھڑا تھا۔

سرائے کے مالک نے کہا "کیوں بھئی! کیسی باتیں کر رہے ہو؟"

اجنبی بولا "میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ اب اس سے کوئی بھی نہیں لڑ سکے گا کیونکہ آج صبح وہ پشتان بستی میں مار ڈالا گیا اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ایک تنہا آدمی نے اُسے مار ڈالا" وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر پھر بولا "وہ صرف تین ثانیوں کی کشتی ثابت ہوئی تھی۔ مقابل نے اُسے اس طرح پٹخا کہ اُس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے مر گیا"

"ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں" سرائے کا مالک مضطربانہ بولا "وہ گینڈے کی گردن تھی"

"تم کیا بات کرتے ہو؟" اجنبی بولا "جابر کا مقابل عجیب ہی آدمی تھا۔ اُس کی گردن توڑ دینے کے بعد اس نے اپنا پائپ نکالا اور اس میں تمباکو بھرنے لگا' جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ اب بھی سوچ سوچ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں"

"آخر اس حیرت انگیز آدمی کا کوئی نام بھی ہے؟" سرائے کے مالک نے کہا۔

"کیوں نہیں!" اجنبی بولا "اُس نے اپنا نام سردار خاور زمان بتایا تھا"

شرجیل نام سُن کر سناٹے میں رہ گیا۔ خاور زمان! کہیں وہی ضحاک فیل گردن کا بھی تو قاتل تو نہیں؟

دوسرے دن سفر شروع ہوا تو وہ سب ساتھ تھے۔ آخر خاتون تہمینہ بھی تو شمال ہی کی طرف سفر کر رہی تھی اور اُسے بھی دریا نیلی کے اس حصے تک پہنچنا تھا جہاں سے کشتیوں کے ذریعہ سفر جاری رکھا جا سکتا تھا۔ تہمینہ اور اس کے ساتھیوں کے گھوڑے آگے بڑھ گئے تھے۔ شرجیل نے مصلحتاً اپنا گھوڑا سب سے پیچھے رکھا تھا۔ چوبی ٹنگے کا گھوڑا اس کے ساتھ تھا۔

گھوڑوں کا تاجر گمبول بھی ان کے ساتھ ہو لیا تھا۔ اُسے بھی شاید کسی کام سے پشتیان بستی تک جانا تھا۔ شرجیل سوچ رہا تھا کیا سردار خاور زمان اب بھی پشتیان بستی میں مقیم ہوگا۔

دفعتاً گھوڑوں کا تاجر گمبول بھی اپنا گھوڑا ان کے برابر لے آیا۔ اور شرجیل سے بولا "تم خوش نصیب ہو کہ جابر پہلے ہی مر گیا ورنہ تم باز نہ آتے، اُس سے ضرور لڑتے اور مارے جاتے۔"

"ہو سکتا تھا! لیکن وہ خاور زمان کو تو نہیں مار سکا۔"

"میں نہیں جانتا کہ خاور زمان کون ہے۔ میں نے اُسے کبھی نہیں دیکھا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے یہاں کے لوگوں کے لئے وہ اجنبی نہیں ہے۔"

وہ اُسے نہ جانتا ہو لیکن شرجیل کے ذہن پر تو خاور زمان بُری طرح چھا کر رہ گیا تھا، کوئی خلش تھی اُس سے متعلق۔ کہیں وہ دارا بے سرکش کے ساتھیوں میں سے نہ ہو۔ چوبی ٹنگے نے بھی تو اس کے متعلق یہی کہا

تھا کہ وہ اُسے ایک بُرے آدمی کی حیثیت سے جانتا ہے، بہرحال جو شخص جابر جیسے آدمی کی گردن توڑ سکتا ہو، اُس سے ہوشیار ہی رہنا چاہیے۔

شرجیل نے سوچا جس طرف ہمیں سفر کرنا ہے شاید خاور زمان کی بھی وہی منزل ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تہمینہ کو بھی کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے، لہٰذا یہ اچھا ہی ہے کہ سفر میں اُن کا ساتھ ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد چوبی ٹنگا اور شرجیل تنہا رہ گئے۔ دوسروں کے گھوڑے آگے نکل گئے تھے۔

شرجیل نے چوبی ٹنگے سے کہا "تم نے بھی خاور زمان کا ذکر اچھے آدمی کی حیثیت سے نہیں کیا تھا۔ آخر تم اُسے کب سے اور کیسے جانتے ہو؟"

"کوئی پندرہ سال پہلے کی بات ہے!" چوبی ٹنگا بولا۔ "لیکن وہ اس وقت سردار خاور زمان نہیں تھا بلکہ ارژنگ کہلاتا تھا۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟" شرجیل چونک کر بولا۔

"میں نہیں جانتا کہ وہ سردار خاور زمان کس طرح بنا۔" چوبی ٹنگا بولا۔

"یقین کرو وہ مجھے پہچان نہیں سکا ورنہ زندہ نہ چھوڑتا۔"

"تو تم اُس سے خائف ہو۔" شرجیل نے پوچھا۔

"میں ایسے گھوڑوں سے ہمیشہ خائف رہا ہوں جن کا مزاج۔۔۔ کچھ ٹھیک نہ رہا ہو اور وہ چلتے چلتے اچانک لوٹ جائیں۔" چوبی ٹنگا نے جواب دیا۔

"تم بڑی عجیب باتیں کر رہے ہو!" شرجیل نے کہا۔

"یقین کرو میرے دوست! میں غلط نہیں کہہ رہا۔ وہ ہنستے ہنستے تمہارے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھائے گا، تم سمجھو گے شاید پیار سے تھوڑی چھونے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن وہ اچانک تمہاری گردن پکڑ لے گا۔" چوبی ٹنگا بولا۔

پستان بستی پہنچے تو وہاں کی سرائے میں جابر اور خاور زمان ہی کے تذکرے چھڑے ہوئے تھے۔ "قبل اس کے کہ خاور زمان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی ہو سکتی، وہ بستی سے چلا گیا۔"

اچانک اُن میں سے ایک آدمی بولا "واہ... واہ! کیا منظر تھا، جب اُس کی گردن ٹوٹی تھی، بس مزا آ گیا تھا۔"

شرجیل نے سوچا کیسے لوگ ہیں یہاں کے، کہ ایک اجنبی آ کے اُن کے آدمی کو مار گیا اور وہ خوش ہو رہے ہیں لیکن تھوڑی ہی دیر میں اُس نے اندازہ کر لیا کہ جابر پسندیدہ آدمی نہیں تھا۔ آس پاس کی بستیوں والوں کو خواہ مخواہ پریشان کرتا رہتا تھا۔

چوبی ٹنگا بھی اُن لوگوں کی گفتگو سُن رہا تھا۔ اُس نے آہستہ سے کہا "دیکھو شرجیل میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ خاور زمان کے جسم میں کوئی شیطانی رُوح قیام پذیر ہے، ہمیں اس سے دور ہی رہنا چاہیے۔"

شرجیل نے کہا "فضول باتیں مت کرو، ہمیں اس کے سلسلے میں

فکرمند ضرور ہوں مگر خائف ہرگز نہیں۔"

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد وہ پشتان بستی سے روانہ ہو گئے۔

اب جنگل کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ ان سنگلاخ چٹانوں تک پہنچ گئے جہاں دریائے نیلی محض ایک پُرشور پہاڑی نالے کی شکل اختیار کر گیا تھا اور اُسے یہاں سے پار کرنا ناممکن تھا، لہٰذا وہ اُس طرف بڑھتے رہے جہاں لکڑی کے لٹھوں کا ایک پُل دوسری طرف جانے کا واحد ذریعہ تھا۔

وہ پُل سے گزر کر شاراں بستی میں جا پہنچے۔

اس سفر کے دوران میں تہمینہ اور شرجیل کے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی اور اس کے ساتھ اُس کے مقابل تہمینہ کا رویہ ایسا ہی تھا جیسے وہ اُسے نچلے درجے کا کوئی ناقابل توجہ فرد سمجھتی ہو، البتہ اس کا معمر ساتھی شہامت شرجیل سے گھل مل کر گفتگو کرتا آیا تھا۔

شاراں بستی کی سرائے میں انہوں نے قیام کیا۔

تہمینہ کے نوجوان ساتھی سے بھی گفتگو ہوتی تھی وہ خاصا خوش شکل آدمی تھا لیکن نہ جانے کیوں شرجیل کو ناقابلِ اعتماد لگتا تھا۔

اس کا نام سختیار تھا۔

اس نے شرجیل سے کہا "شاید تم کرانمال جاؤ گے۔"

"نہیں تو!" شرجیل بولا "میں دریا پار کر کے شمال کی طرف جاؤں گا

جہاں نئی بستیاں بسائی جا رہی ہیں۔"

"آہا! تب تو خاتون تہمینہ کا ساتھ ہوگا!" بختیار نے کہا۔

"میری اُن سے کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔" شرجیل نے کہا۔

"یا یوں کہو، انہوں نے خود ہی تم سے گفتگو نہیں کی۔" بختیار مضحکہ اڑانے والے انداز میں بولا۔

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو!" شرجیل نے خشک لہجے میں لاپرواہی سے کہا۔

شرجیل یہ سوچتا ہوا آگے بڑھ گیا کہ کہیں بات نہ بڑھ جائے۔

○

سرائے صاف ستھری تھی، کھانا عمدہ تھا اور سرائے کے مالکان شائستہ اور بستی کے اہم لوگ معلوم ہوتے تھے۔

وہ لوگ ہر رات کسی بستی کی سرائے میں قیام کرتے اور دوسرے دن پھر سفر شروع ہو جاتا۔

آج خاتون تہمینہ کا ہمسفر ساتھی شہامت، شرجیل کے ساتھ چل رہا تھا اور چوبی ٹھنگا کچھ آگے بڑھ گیا تھا۔

شہامت نے اس کی طرف اشارا کر کے شرجیل سے پوچھا۔ "کیا تم اس آدمی کو عرصے سے جانتے ہو؟"

"نہیں تو۔" شرجیل بولا۔ "اسی سفر میں ساتھ ہوا ہے، دراصل اس

کی بھی یہی منزل ہے جو میری ہے۔"

"اس سے ہوشیار رہنا، صورت ہی سے قزاق معلوم ہوتا ہے۔"

"ابھی تو اس کا رویہ میرے ساتھ ٹھیک ہی رہا ہے۔ اگر کسی موقع پر اس نے کوئی حرکت میرے خلاف کی تو میرے ہی ہاتھوں مارا جائے گا۔"

"تمہاری خود اعتمادی قابلِ تعریف ہے!" شہامت مسکرا کر بولا۔

"شکریہ!" شرجیل نے کہا اور خاموشی اختیار کر لی۔ تھوڑی دیر بعد شہامت ہی بولا۔ "کیا تم کسی بڑی رقم کے ساتھ سفر کر رہے ہو؟"

"نہیں تو۔" شرجیل ہنس کر بولا۔ "اگر میرے پاس کوئی بڑی رقم ہوتی تو گھر ہی بیٹھتا۔ کام کی تلاش میں کیوں دھکے کھاتا پھرتا۔ لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اچانک تم یہ سوال کیوں کر بیٹھے ہو۔"

"پشتان بستی میں، میں نے ایک آدمی کو چوروں کی طرح تمہاری نگرانی کرتے دیکھا ہے اور وہ وضع قطع سے بھی کوئی ذی عزت آدمی نہیں لگتا تھا۔"

"کیا اس کی آنکھیں سانپ جیسی تھیں؟"

"شاید ہاں! وہ اپنی آنکھوں کی بناوٹ کی بنا پر مجھے بُرا آدمی لگا تھا۔"

"فکر نہ کرو دوست!" شرجیل ہنس کر بولا۔ "جو بھی میرے منہ آیا مارا جائے گا۔"

شہامت پھر کچھ نہیں بولا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آگے بڑھ گیا۔

اور شرجیل چوبی ٹنگے کے قریب پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ "تم آگے
آگے کہاں بھاگے جا رہے ہو؟" شرجیل نے اُس کے عقب میں پہنچ کر
کہا:
"بس یونہی آگے بڑھ آیا تھا۔ تم اس عورت کے ساتھی سے گفتگو
کر رہے تھے، میں نے مخل ہونا مناسب نہ سمجھا۔"
پھر وہ دونوں ساتھ ہی چلتے رہے تھے۔ خچر کی لگام بھی چوبی ٹنگے
ہی کے گھوڑے کی زین سے بندھی ہوئی تھی۔
اگلی سرائے خاصے پُرفضا مقام پر واقع تھی اونچے اونچے اور گھنے
درختوں نے اُسے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ کچھ لوگ درختوں
کی چھاؤں میں اُس چبوترے پر بیٹھے نظر آئے، جو سرائے کی عمارت
کے آگے شاید اسی لئے بنایا گیا تھا کہ دوپہر کو درختوں کی چھاؤں کا
لطف اٹھایا جا سکے۔
شرجیل اپنا گھوڑا باندھ ہی رہا تھا کہ خاتون تہمینہ وہاں پہنچ گئی۔
اور شرجیل سے بولی "میرے گھوڑے کی اچھی طرح مالش کرنے کے
بعد اصطبل میں لے جانا۔"
"شرجیل اُسے حیرت سے دیکھتا ہوا بولا۔" خاتون! میں آپ
کا ملازم تو نہیں ہوں۔"
"تو پھر کس کے ہو؟"
"کسی کا بھی نہیں، ہمیشہ سے آزاد پیشہ رہا ہوں۔"

"میں سمجھی تھی شاید شہامت نے تمہیں میری ملازمت پر آمادہ کر لیا
ہے۔"
"جی نہیں! میری اُن سے ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔" ویسے
اگر آپ دوستانہ انداز میں مجھ سے یہ کام لینا چاہتی ہوں تو میں
تیار ہوں۔"
"نہیں شکریہ!" وہ خشک لہجے میں بولی۔ "خود شہامت
دیکھ لے گا۔"
اتنے میں اس کا جوان ساتھی بختیار وہاں پہنچ گیا اور وہ اپنا
گھوڑا اس کے حوالے کر کے پُرتمکنت انداز میں چلتی ہوئی سرائے
میں داخل ہو گئی۔
"کیوں دوست! خاتون سے کیا باتیں ہو رہی تھیں؟" بختیار
نے شرجیل سے پوچھا۔
"کچھ نہیں، ہم دونوں نے ایک دوسرے کی خیریت دریافت
کی تھی۔"
وہ بے اعتباری سے مسکرایا، لیکن کچھ بولا نہیں۔ شرجیل اور چوبی ٹنگے
نے اپنے اپنے گھوڑے وہیں باندھ دیئے اور چبوترے پر بیٹھ
کر سستانے لگے۔
تھوڑی دیر بعد خاتون تہمینہ کا معمر ساتھی شہامت پھر باہر آیا
اور تہمینہ کے گھوڑے کی مالش کرنے لگا۔ شرجیل اپنی جگہ سے اٹھ کر

اس کے پاس جا بیٹھا، اُسے یہ آدمی شہامت بہت پسند آیا تھا۔

"بھائی شرجیل ایک بات سمجھ میں نہیں آتی تم لکڑی کے مکانات کے معمار ہو۔ آخر کوئی کسی معمار کا تعاقب کیوں کرنے لگا؟"

"یہ کوئی ایسی الجھی ہوئی بات نہیں ہے۔ اب ہم ہی لوگ اتفاقاً آپس میں مل بیٹھے ہیں۔ خاتون تہمینہ کو اپنے بھائی کی تلاش ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ شاید ان کا بھائی داراب سرکش کے چکر میں پھنس گیا ہے۔ میں اس سفر کے دوران میں ایک ایسے آدمی سے ملتا ہوں جس پر کسی نے قاتلانہ حملہ کیا تھا وہ داراب سرکش کا نام لیتا ہے اور مر جاتا ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ داراب سرکش کا تعاقب کرتا ہوا خود اس کے ہاتھ سے مارا گیا ہو۔ میں نے اُس لاش کی تدفین کا انتظام کرایا تھا پھر کیا یہ ممکن نہیں کہ داراب سرکش کا کوئی آدمی میرے پیچھے بھی لگ گیا ہو؟"

"ہاں یہ ممکن ہے!" شہامت نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اب تک جتنے بھی ملے ہیں اُن میں سے کوئی داراب سرکش کو پہچانتا نہیں ہے؟" شرجیل نے کہا "سب نے اس کا نام ہی سنا ہے اور اس کی بُری شہرت سے واقف ہیں؟"

"واقعی یہ بات تو ہے!" شہامت بولا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا، پھر پوچھا! "اُس آدمی کے بارے میں بھی کچھ معلوم ہو سکا تھا یا نہیں، جس کی تدفین کا انتظام تم نے کیا تھا؟"

اس کے پاس سے برآمد ہونے والے کاغذات سے معلوم ہوا تھا کہ وہ گلترنگ کی زیارت گاہ کا ایک محافظ سردار ضحاک فیگرون تھا؟"

"اوہ... اوہ... !" شہامت گھوڑے کی مالش کرتے کرتے رُک کر شرجیل کو بہت غور سے دیکھنے لگا پھر بولا "ہمیں علم ہے کہ زیارت گاہ کے بڑے عابد کو شماں کے حالات پر تشویش ہے۔ لڑکے سچ بتاؤ تم کون ہو۔ پتہ نہیں کیوں تمہارا بیان میرے حلق سے نہیں اترتا کہ تم چوبی مکانات کے پیشہ ور معمار ہو؟"

"میں نے غلط بیانی سے کام نہیں لیا!" شرجیل بولا "لیکن ہمیں مطمئن رہنا چاہئیے کہ اس سفر میں کئی لوگ شامل ہیں اور ہم اپنی حفاظت خود کر سکیں گے اور تمہیں بتاؤں کہ صرف میرا تعاقب ہی نہیں کیا جا رہا، بلکہ ایک رات میں سو رہا تھا، مجھ پر حملہ بھی ہو چکا ہے مگر بروقت بیدار ہو جانے کی بنا پر بچ گیا لیکن حملہ آور میرے ہاتھ نہیں آسکا تھا۔ رات کی تاریکی نے اُسے نگل لیا؟"

○

سرائے میں شرجیل اور اس کے ساتھی کے لئے الگ کمرہ مل گیا۔ جس میں دونوں نے رات بسر کی۔ دوسری صبح چوبی ٹینگے کو سوتا ہی چھوڑ کر وہ اُٹھ گیا اور سرائے کے عام نشست کے کمرے میں آیا۔ یہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ ابھی تو شاید سرائے کا باورچی خانہ بھی ٹھنڈا پڑا ہوا تھا۔

شرجیل نے دراصل سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی بستر چھوڑ دیا تھا۔

وہ کھڑکی کے قریب جا کھڑا ہوا اور صبح کی ٹھنڈی ہوا کے مزے لینے لگا۔ فضا میں عجیب سی خوشبو رقص کر رہی تھی۔

دفعتاً عقب سے کسی نے کہا! "کیا تمہیں قزاقوں کی آمد کا انتظار ہے"

شرجیل چونک کر مڑا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک دبلا پتلا اور قد میں شرجیل سے بھی نکلتا ہوا آدمی کھڑا تھا۔ آنکھوں میں خاص قسم کی توانائی کا اظہار ہوتا تھا اس کے جسم پر چرمی لباس تھا اور کاندھے سے رائفل لٹک رہی تھی۔

شرجیل نے مسکرا کر کہا "قزاقوں سے دنیا بھری پڑی ہے، ان سے کسی وقت اور کہیں بھی سابقہ پڑ سکتا ہے"

"ٹھیک ہے، اگر ان سے سابقہ پڑ گیا تو تم ان سے نپٹ سکو گے!" اس نے ہنس کر کہا "دیکھنے میں بڑے جی دار لگتے ہو"

"شکریہ!" شرجیل بولا۔

"لیکن شاید ان اطراف میں پہلے کبھی نہیں آئے۔ شمال کی طرف سفر کا ارادہ ہے؟"

شرجیل کو وہ برا آدمی نہیں لگا تھا لہٰذا اس نے اعتراف کر لیا کہ اس کا خیال درست ہے، وہ شمال کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

"تم لوگوں کے ساتھ کوئی عورت بھی ہے۔ ۔ ۔ کیا نام ہے۔ ۔ ۔؟"

"خاتون تہمینہ" شرجیل نے کہا۔

"اوہ!" اس کے لہجے میں کچھ عجیب سا تاثر تھا جس نے شرجیل کو پوری طرح اس کی طرف متوجہ کر دیا۔

"کیا تم اس سے واقف ہو؟" شرجیل نے سوال کیا۔

"نہیں۔ لیکن نام دلچسپ ہے!" بلکہ خوبصورت نام کہنا چاہیئے"

شرجیل کچھ نہ بولا۔ اس نے کہا "میرا نام طہماس ہے"

اور میں شرجیل ہوں"

"ٹھہرو، میں اپنے اور تمہارے لئے چائے لے آؤں" اس نے کہا اور باورچی خانے کی طرف چلا گیا۔ شرجیل اس کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ آدمی عزم اور قوت والا معلوم ہوتا ہے۔ تھوڑی کی بناوٹ بتاتی ہے کہ صادق القول بھی ہے، خیر اگر وہ بھی شمال ہی کی طرف سفر کر رہا ہے تو ہمسفروں میں ایک قابلِ اعتماد فرد کا اضافہ ہے۔

تھوڑی دیر بعد طہماس چائے کی دو پیالیاں لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔

چائے پی کر دونوں اصطبل کی طرف چل پڑے۔ اپنے اپنے گھوڑوں کو مزید چارہ ڈالا۔

پھر تھوڑی دیر بعد طہماس نے کہا "چشمہ یہاں سے نزدیک ہے، کیوں نہ ہم انہیں پانی بھی پلا لائیں"

"میرے ساتھ دو گھوڑے ہیں اور ایک ٹٹو!" شرجیل نے کہا۔

"فکر نہ کرو ایک کو میں سنبھال لوں گا اور دوسرے کو تم۔"

"میرا ساتھی ابھی تک سو رہا ہے۔" شرجیل نے کہا۔

"کوئی بات نہیں، ہم ہی چاروں جانوروں کو سنبھال لیں گے،" اس طرح وہ چشمے کی طرف روانہ ہو گئے، چشمہ راستے سے اونچائی پر تھا۔ اس لئے شرجیل کو وہ سوار نظر آ گیا جو اپنے گھوڑے راستے پر دوڑاتے جا رہا تھا۔

کچھ اور قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ کوئی مرد نہیں ہے بلکہ گول چہرے اور سفید رنگت والی ایک جوان العمر عورت تھی۔

ان دونوں کے گھوڑے سیراب ہو چکے تھے لہٰذا یہ بھی سرائے کی طرف چل پڑے۔ وہ عورت بھی سرائے ہی کی طرف جا رہی تھی، لیکن گھوڑا تیز رفتار نہیں تھا، اس لئے وہ تینوں سرائے کے احاطے میں ایک ساتھ ہی داخل ہوئے، اچانک جوان العمر عورت شرجیل کی طرف دیکھ کر بولی "تم ہی شاید وہ گستاخ جوان ہو!"

"میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ آپ صحیح ہی کہہ رہی ہیں۔"

"اتنے چوڑے شانوں والا یہاں شاید ہی اور کوئی ہو۔" عورت نے کہا "میں خانم بلازری ہوں۔ تم لوگوں کے ساتھ شمال کی طرف سفر کروں گی۔"

"آپ کا گھوڑا بہت عمدہ نسل کا ہے۔" شرجیل نے کہا اور وہ ہنستی ہوئی گھوڑے سے اتر آئی۔ طہماسپ بالکل خاموش تھا، شاید اسے اپنا

نظر انداز کیا جانا گراں گزر رہا تھا، لیکن ٹھیک اسی وقت خانم بلازری طہماسپ کی طرف دیکھ کر بولی "تم نے دیکھا، یہ شخص پہلی بار کسی خاتون سے ملتا ہے تو تعریف کرتا ہے، اس کے گھوڑے کی۔ یقیناً خاتون تہمینہ اسے گستاخ سمجھنے میں حق بجانب ہے۔ کیا واقعی تم گستاخ ہو؟"

"اپنی اپنی سمجھ ہے محترمہ! ورنہ میں تو خواتین کا بہت احترام کرتا ہوں۔"

پھر وہ سرائے کے اندر چلی گئی اور طہماسپ نے مسکرا کر شرجیل سے کہا۔

"ہوشیار رہنا! بہت تیز عورت معلوم ہوتی ہے۔"

وہ اپنے گھوڑے کی راسیں شرجیل ہی کو تھما گئی تھی۔ شرجیل نے اس کا گھوڑا باندھتے ہوئے کہا "کیا میں تمہیں بد دماغ اور مغرور لگتا ہوں؟"

"نہیں تو۔ تم خوش مزاج اور یاروں کے یار معلوم ہوتے ہو،" طہماسپ ہنس کر بولا۔

"پھر بھی یہ عورتیں مجھے بد دماغ اور گستاخ سمجھتی ہیں۔"

"وہ اور بات ہے۔ تم دوسروں کی طرح ان کی جوتیاں نہیں چاٹنے لگتے۔"

وہ دونوں سرائے کے اندر پہنچے۔

شہامت کمرے میں موجود تھا اور چوبی ٹنگا زینہ طے کر کے نیچے آ رہا تھا۔

شرجیل نے شہامت سے نئے ہم سفر کا تعارف کراتے ہوتے کہا "یہ طُھماس ہیں اور یہ شہامت "

شہامت نے طھماس سے پوچھا "کیا تم بھی شمال کی طرف سفر کر رہے ہو؟"

طھماس نے کہا "ہاں"

شرجیل نے کہا "یہ ہمارے ہی ساتھ سفر کریں گے۔ میرا مطلب ہے، میرے اور چوبی ٹھنگے کے ساتھ "

"ضرور... ضرور!" شہامت سر ہلا کر بولا "خوش آمدید!"

شرجیل نے کہا "ان کا تعلق شمال کے اسی علاقے سے ہے جہاں ہم جا رہے ہیں "

شہامت چونک کر طھماس کو غور سے دیکھنے لگا اور پھر بولا "تب تو کسی فرصت کے وقت میں ان سے بہت سی باتیں کروں گا "

"ضرور... ضرور! جب دل چاہے " طھماس بولا۔

تھوڑی دیر بعد تہمینہ بھی کمرے میں آگئی اور جیسے ہی اُسے طھماس کے بارے میں معلوم ہوا وہ وقت ضائع کئے بغیر بولی "جناب طُھماس! میں خاتون تہمینہ ہوں۔ آپ کا تعلق شمال سے ہے؟"

"جی ہاں! دو ماہ قبل میں اُدھر سے آیا تھا۔ اپنے بھائی کی بیماری کی خبر سنی تھی، لیکن جب میں ادھر پہنچا تو وہ ختم ہو چکا تھا "

"مجھے افسوس ہے!" تہمینہ بولی "کیا آپ ہمارے ہم سفر بننا

پسند کریں گے؟"

"میرا خیال ہے محترمہ! میں آپ کا ہم سفر بن چکا ہوں۔ جناب شرجیل نے مجھے اس کی دعوت دی تھی "

وہ تیزی سے شرجیل کی طرف مڑ کر بولی "تم کون ہوتے ہو دعوت دینے والے! یہ میرا قافلہ ہے "

"مجھے افسوس ہے!" شرجیل بولا "مجھے علم نہیں تھا کہ میں آپ کے قافلے سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ ہم ایک سمت میں سفر کر رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ میں جسے بھی مدعو کرنا چاہوں، اُس کے لئے قطعی آزاد ہوں "

وہ پھر طُھماس کی طرف مڑ کر بولی "کیا تم ہمارے شریک سفر بنو گے؟"

"یقیناً محترمہ!" طھماس نے کہا "لیکن اگر اس میں کوئی نزع ہے تو میں پہلے ہی جناب شرجیل کا ہم سفر بن چکا ہوں "

اچانک وہ اٹھی اور دوسری میز پر چلی گئی۔

شرجیل نے سوچا کہ وہ اُس سے شاید اپنے گمشدہ بھائی کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتی ہے۔

بھری دوپہر میں اُن کا سفر دوبارہ شروع ہوا، لیکن اس سفر میں شرجیل ہی قافلہ سالار بنا تھا۔ اس کا گھوڑا سب سے آگے چل رہا تھا۔ شرجیل کچھ عجیب قسم کی بے چینی محسوس کر رہا تھا، جس کو وہ کوئی

نام نہیں دے سکتا تھا۔ طھماس اس کے قریب پہنچ کر بولا "تم شاید اپنے سے پہلے روانہ ہونے والوں کے نشانِ قدم دیکھ رہے ہو۔"

شرجیل نے نفی میں سر ہلا دیا۔

طھماس بولا "کسی قسم کی آواز ہی تھی جس نے مجھے جگایا تھا۔ میرا خیال ہے کہ دو سوار ایسے تھے جنہوں نے سرائے سے دور درختوں کی چھاؤں میں قیام کیا تھا اور پھر وہیں سے آگے روانہ ہو گئے تھے۔"

"تمہارا خیال ہے کہ کوئی ہمیں راستہ دکھا رہا ہے۔" شرجیل بولا۔

طھماس نے کہا "اس علاقے میں چوروں، رہزنوں اور قزاقوں کی بہتات ہے۔"

چند میل چلنے کے بعد طھماس نے کہا "کیا تم شہامت کو یہاں بلا سکتے ہو؟"

شرجیل نے شہامت کو آواز دی۔

طھماس نے اس سے کہا "میرا خیال ہے کہ ہم غلط راستے پر جا رہے ہیں۔ کسی نے ہم سے پہلے روانہ ہو کر ہماری رہنمائی کی کوشش کی ہے اور ہم انہی کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔"

شہامت کچھ سوچتے رہنے کے بعد بولا "ہاں! اس کا امکان ہے، مجھے پہلے سے احساس ہوتا رہا ہے۔ کہ ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔"

اس جگہ سے راہنمائی شہامت کے سپرد کر دی گئی اور وہ نہایت احتیاط سے اپنے گھوڑے کو صحیح راہ پر لگانے کی کوشش کرنے لگا۔

شرجیل اور طھماس پیچھے رہ گئے تھے۔

"اب شاید تعاقب کرنے والوں کو ہمارا سُراغ نہ مل سکے۔" شرجیل نے کہا "کیونکہ شہامت جنگل کے اندر سے راستہ بنا رہا ہے۔"

"مجھے یہ آدمی پسند آیا ہے!" طھماس بولا۔

سہ پہر کو وہ ایک چھوٹی سی بستی کے قریب سے گزرے، لیکن چلتے ہی رہے بستی میں ٹھہرے نہیں۔

شام ہوتے ہوتے وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں درختوں کے نیچے صاف شفاف زمین تھی یعنی کھلے میں بھی رات بسر کی جا سکتی تھی۔ وہیں پڑاؤ ڈال دیا گیا۔ تہمینہ اور خانم گلازری کے لئے ایک چھوٹی سی چھولداری نصب کر دی گئی جو شاید تہمینہ ہی کے سامان میں شامل تھی۔

دوسری صبح پھر روانگی ہوتی اور دوپہر سے قبل ہی وہ ایک اور بڑی بستی میں پہنچ گئے، شہامت نے اصل راستہ چھوڑ کر جنگل کے اندر سے جو راستہ بنایا تھا، اس کی وجہ سے فاصلہ کم ہو گیا تھا ورنہ اصل راستے سے یہاں تک پہنچنے میں پورے پورے دو دن لگتے۔

انہوں نے بستی کی سرائے میں کھانا کھایا۔ ضروریات کی چیزیں خریدیں اور پھر چل پڑے، یہاں سے انہیں بالکل سیدھا راستہ اختیار کر کے دریا کے اس گھاٹ تک پہنچنا تھا جہاں سے شمال کی جانب کشتی رانی ہوتی تھی۔

انہیں کہیں بھی ایسے آثار نظر نہ آئے جن کی بناء پر سوچا جا سکتا کہ ان کا تعاقب اب بھی جاری ہے یا تعاقب کرنے والے مصلحتاً ان کے آگے نکل گئے ہیں ۔

○

شیبانی گھاٹ تک پہنچنے سے پہلے انہیں فرزان نامی بستی میں رُکنا پڑا۔ یہاں زیادہ تر تاجر آباد تھے اور بہت عمدہ عمدہ عمارتیں دیکھنے میں آتی تھیں۔

تہمینہ کی سہیلی خانم بلازری کا باپ بھی ایک بڑا تاجر تھا اور فرزان بستی میں بھی اس کی تجارت تھی۔ اُس کا ایک مکان یہاں بھی تھا، لہٰذا تہمینہ اور اس کے ساتھی اُدھر چل دیتے تھے۔ شرجیل کو علم ہو گیا تھا کہ فرزان بستی میں وہ سرائے میں نہیں ٹھہریں گے لہٰذا وہ ان سے الگ ہی الگ رہا تھا اور آخر اس نے چوبی ٹنگے اور طہاس سمیت سرائے کی راہ لی تھی۔

ویسے شہامت نے جاتے جاتے شرجیل سے کہا تھا کہ اس کی ہمسفری میں وہ چین کی نیند سوتا رہا تھا اور خاتون تہمینہ نے کہا تھا "میں لوگوں کو الوداع کہنا پسند نہیں کرتی۔"

شرجیل نے اس کی وجہ پوچھنے کی کوشش نہیں کی تھی اور اپنے راستے پر چل دیا۔

"تم اُسے خواہ مخواہ ناراض کر دیتے ہو!" چوبی ٹنگے نے کہا۔

"تو کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس کے قدموں پر سر رکھ دوں؟"

"نہیں! انسانیت سے پیش آؤ۔"

"تم اس کا رویہ نہیں دیکھتے" شرجیل بولا۔ خوبصورت عورتیں مجھے بھی اچھی لگتی ہیں، لیکن اگر وہ مغرور ہوں تو میں . . . انہیں منہ لگانا پسند نہیں کرتا۔"

طہاس خاموش تھا، اس نے اس سلسلے میں اپنے خیال کا اظہار نہیں کیا تھا۔ سرائے پہنچ کر وہ شام تک آرام کرتے رہے اور پھر طہاس نے اُن سے کہا کہ وہ ذرا اس علاقے کی طرف جا رہا ہے جہاں شمالی کوہستان کے مسافر قیام کرتے ہیں۔

"اوہو، تب تم اُن سے ذرا ہمایوں کے بارے میں معلوم کرنا۔"

"کون ہمایوں؟"

"خاتون تہمینہ کا بھائی! وہ شمال میں جا کر کہیں گم ہو گیا ہے اور وہ اسی لئے شمال کی طرف سفر کر رہی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تلاش کر سکے۔"

طہاس مسکرا کر بولا "بہر حال اس نے تمہیں متاثر کیا ہے۔"

"اس میں میری بھی غرض پوشیدہ ہے" شرجیل نے خشک لہجے میں کہا۔

"اچھی بات ہے میں ہمایوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے

کی کوشش کروں گا۔" طہماس بولا۔

اس کے چلے جانے کے بعد چوبی منگا تو آرام کرنے لگا اور شرجیل سرائے سے باہر آ گیا۔

تاریکی پھیل گئی تھی اور دریا کی طرف سے آنے والے خوشگوار جھونکے ذہن پر نیند سی مسلط کر رہے تھے۔

دریا تو یہاں سے بھی گزرتا تھا لیکن یہاں ایسی بڑی کشتیاں دکھائی نہیں دیتی تھیں جن پر شمال کی طرف سفر کیا جا سکتا۔ زیادہ تر اقامتی کشتیاں اس جانب کے ساحل پر لنگر انداز رہتی تھیں۔

کشتی بان اپنے پورے خاندانوں سمیت انہی کشتیوں پر رہتے تھے۔

ماہی گیری ان کا پیشہ تھا اور یہ معاوضے پر اپنی کشتیاں نہیں دیتے تھے۔

شرجیل مسلسل خاتون تہمینہ کے بارے میں سوچے جا رہا تھا۔ اس کے نامناسب رویے کے باوجود شرجیل نے ایک موقعے پر دل ہی دل میں عہد کیا تھا کہ وہ اس کا تحفظ کرے گا۔

سب سے زیادہ پریشانی اس بات کی تھی کہ تہمینہ بہت زیادہ خود اعتمادی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ جس سے کبھی کبھی ناتجربہ کاری جھلکنے لگتی تھی۔

بہرحال شہامت جیسے لوگوں کی موجودگی غنیمت تھی۔ شرجیل کو یقین تھا کہ شہامت اُسے بھٹکنے نہیں دے گا۔

دریا کے کنارے پہنچ کر شرجیل نے مشرق کی سمت چلنا شروع کر دیا۔

اچانک اُسے ایسا محسوس ہوا کہ مشرق کی سمت سے کوئی بہت بڑی عمارت بہتی ہوئی چلی آ رہی ہے جس کی ہر کھڑکی روشن نظر آ رہی تھی۔

آہستہ آہستہ اُسے احساس ہوا کہ وہ سمندری بلا کی شکل کی ایک بہت بڑی کشتی ہے۔ پھر کچھ اور قریب آئی تو وہ متحیر رہ گیا کیونکہ کشتی بھی چپوؤں سے کھینی جانے والی کشتی نہیں تھی بلکہ اس کو ایک چھوٹا سا دُخانی جہاز ہی سمجھنا چاہیئے۔

اُس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ دریائے نیلی میں کبھی کوئی دُخانی کشتی بھی نظر آئے گی۔

وہ سوچنے لگا کہ کہیں یہ شمال کے ناپاکوں کی ملکیت نہ ہو۔ لیکن انہیں یہاں اس علاقے میں قدم رکھنے کی جرأت کیونکر ہوئی۔

شرجیل سیدھا گھاٹ پر چلا گیا۔

یہ کشتی وہیں لنگر انداز ہوتی تھی۔

قریب پہنچ کر وہ متحیر رہ گیا اُس کی بناوٹ بڑی شاندار تھی اور اُسے دیکھ کر مضبوطی کا احساس ہوتا تھا۔

"کیا خیال ہے؟ کیسی چیز ہے؟" قریب کھڑے ہوتے آدمی نے شرجیل سے پوچھا۔

شرجیل کے پاس تعریف کے لئے جتنے بھی الفاظ تھے، سب کے سب صرف کر دیتے۔ یہ کشتی کم از کم پچھتر فٹ لمبی رہی ہوگی۔

"کیا یہ شمال کی طرف جائے گی؟" شرجیل نے پوچھا۔

جواب اثبات میں ملا تھا۔

وہ دونوں خاصی دیر تک گفتگو کرتے رہے تھے۔

اس شخص کا نام شہ زور کوہی تھا۔

کچھ دیر بعد شرجیل اُس سے رخصت ہو کر سرائے کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

چوبی ٹنگا عام نشست کے کمرے میں بیٹھا ہوا ملا۔ وہ اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر پھیر کر کچھ بڑبڑاتا جا رہا تھا۔ یہ اُس کی عادت تھی کہ جب بھی مضطرب ہوتا داڑھی پر ہاتھ پھیر پھیر کر بڑبڑانے لگتا تھا۔

اس کے سامنے تیمال کا گلاس رکھا ہوا تھا۔

شرجیل کو دیکھ کر اس نے مضطربانہ انداز میں ہاتھ ہلایا اور اُس کے قریب پہنچنے پر بولا۔ ”وہ لوگ ہمارے پاس آتے تھے۔“

”کون لوگ؟“ شرجیل نے سوال کیا۔

”خاور زمان اور اس کے ساتھی! جن کی تعداد میں مزید اضافہ ہو گیا ہے اور وہ صورت سے اچھے نہیں لگتے تھے۔“

”ہو گا! ہمیں کیا؟“ شرجیل بولا۔

”تمہیں کیا؟“ چوبی ٹنگا آنکھیں نکال کر بولا۔ ”کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ ہماری خیریت دریافت کرنے آتے تھے اور تمہیں وہ آدمی یاد ہو گا جس کی آنکھیں سانپ کی سی تھیں۔ وہ خصوصیت سے تمہارے بارے میں پوچھتا پھر رہا تھا۔“

چوبی ٹنگے نے تیمال کا بڑا سا گھونٹ لیا۔

”اچھی بات ہے!“ شرجیل نے لاپروائی سے کہا۔ ”وہ جانتا ہے کہ میں کون ہوں۔“

”اور یہی نہیں!“ چوبی ٹنگے نے معنی خیز انداز میں کہا۔ ”اُس نے خاتون تہمینہ کے بارے میں بھی پوچھ گچھ کی تھی۔“

شرجیل اب پوری طرح چوبی ٹنگے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اور چوبی ٹنگا اپنے گلاس کے اندر اس طرح گھورنے لگا جیسے اس میں ہاتھی تیر رہے ہوں۔

”تو اُس نے تہمینہ کے بارے میں پوچھا!“ شرجیل نے احمقانہ انداز میں سوال کیا۔

”ہاں! لیکن اُس کے بارے میں اُسے کوئی بھی کچھ نہیں بتا سکا۔ کیونکہ کسی کو معلوم ہی نہیں ہے کہ وہ کہاں گئی ہے۔“

شرجیل سوچ میں پڑ گیا۔ وہ اپنی حفاظت بخوبی کر سکتا تھا لیکن وہ مغرور لڑکی ضرور چوٹ کھائے گی، اگر وہ اُس سے آدمیت سے پیش آتی تو وہ اس کا بھی بہترین محافظ ثابت ہوتا۔

وہ بھی شمال کی طرف جا رہی تھی اور خاور زمان اور اُس کے ساتھیوں کا رُخ بھی اُسی جانب تھا۔ وہ اپنے بھائی کی تلاش میں جا رہی تھی اور یہ لوگ نہ جانے کس چکر میں تھے۔ خاتون تہمینہ اور اس کا بھائی ہمایوں اپنے باپ کی چھوڑی ہوئی بہت بڑی

دولت کے مالک تھے اور پورے شکراں میں ان کی تجارت پھیلی ہوئی تھی۔ اُن کے بے شمار کارپرداز تھے اور شکراں کی ہر بستی میں اُن کے جاننے والے موجود تھے۔ ہر جگہ اُن کا احترام کیا جاتا تھا۔

اگر یہ دونوں کسی طرح داراب سرکش کی گرفت میں آجائیں تو وہ اُن سے کتنا زبردست فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ شمال کے ناپاکوں کی مدد سے پوری سرحد پر قابض ہو سکتا ہے' ایک نئی مملکت کی بنیاد ڈال سکتا ہے اور اس سلسلے میں ہمایوں اور تہمینہ کی دولت اُسے مزید مضبوطی بخش سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے شمال میں داراب سرکش نے ہمایوں کو قید کر رکھا ہو اور اس کی طرف سے اس قسم کی تحریک ہوئی ہو کہ اس کی بہن بھی اس کی تلاش میں نکل کھڑی ہو۔

خاور زمان ہو سکتا ہے کہ داراب سرکش ہی کا کوئی کارپرداز ہو ورنہ اُسے اور اس کے آدمیوں کو تہمینہ کے بارے میں پوچھ گچھ کرتے پھرنے کی کیا ضرورت تھی۔ خاور زمان خطرناک آدمی تھا اُس نے ایک نامی پہلوان کی گردن ایک گھونسے میں توڑ دی تھی۔

وہ اگلی سرائے میں اپنے بدمعاشوں سمیت قیام کرے گا اور وہاں اس قافلے کا منتظر رہے گا جس میں خاتون تہمینہ اور اس کے ساتھی شامل تھے۔

شرجیل سوچتا رہا اور الجھتا رہا۔

دفعتاً چوبی ٹنگے نے پوچھا "کیا تم خاتون تہمینہ کی مدد کرنے کے

سلسلے میں کچھ سوچ رہے ہو؟"

"مجھے کیا پڑی ہے!" شرجیل جھنجھلا کر بولا۔ اُسے پہلے ہی خطرات سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ شاید تم ایسی تدبیریں سوچ رہے ہو جنہیں اختیار کر کے دشمنوں کی دست برد سے بچا سکو۔" چوبی ٹنگا بولا۔

نہ جانے کیوں شرجیل کو بہت زیادہ غصہ آگیا اور اُس نے کہا۔ "تم اپنے کام سے کام رکھو قزاق! میں صرف ایک بڑھئی ہوں۔"

چوبی ٹنگے نے قہقہہ لگایا اور بولا "تم نے مجھے قزاق کہہ کر میری توہین نہیں کی۔ میں حقیقتاً اپنے وقت کا بہت بڑا بحری قزاق تھا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب بحرِ ہند کے سینے پر فرنگیوں کے جہاز مونگ دلتے تھے اور اُن جہازوں کا عملہ خوفزدہ رہتا تھا کہ کہیں بحری عقاب کا سامنا نہ ہو جائے اور وہ بحری عقاب میں ہی تھا۔ شرجیل! کیا میں نہیں جانتا کہ تمہاری رگوں میں بھی قزاقوں کا ہی خون دوڑ رہا ہے۔ سرخان کا پہلا شرجیل کون تھا۔"

"بکواس بند کرو! مجھے نیند آرہی ہے!" شرجیل اٹھتا ہوا بولا۔

کمرے میں موجود افراد یہ سمجھ رہے تھے کہ اب تھوڑی دیر بعد دونوں میں جنگ شروع ہو جائے گی۔

شرجیل میز کے پاس سے ہٹنے بھی نہیں پایا تھا کہ ایک آدمی قریب

کی ایک میز سے اُٹھتا ہوا شرجیل سے بولا۔ ”سردار! کیا میں آپ لوگوں میں شامل ہو سکتا ہوں؟ میرا نام اُسمک ہے۔ میں نے کچھ دیر پہلے تمہیں گھاٹ پر دیکھا تھا جب تم اس دُخانی کشتی کو دیکھ رہے تھے۔ میں اُس کے عملے میں شامل تھا، لیکن کشتی کے مالک نے اُسے ایک خاتون کے ہاتھ بیچ دیا۔ جو عملے کے لوگوں کو خارج کر کے اپنی مرضی کا عملہ رکھ رہی ہے۔“

خاتون کے حوالے پر شرجیل چونک پڑا تھا۔

”بھلا کس خاتون نے خریدی ہے وہ کشتی؟“ اس نے سوال کیا۔

”خاتون تہمینہ نام ہے۔“ اُسمک نے جواب دیا۔ ”عملے کے سربراہ کو بھی اس نے الگ کر دیا ہے اور اس کی بجائے خاور زمان نامی ایک شخص کو عملے کا سربراہ مقرر کیا ہے۔“

شرجیل طویل سانس لے کر بیٹھ گیا۔

اُسمک کہتا رہا۔ ”میں نے سُنا ہے کہ آپ چوبی مکانات کے معمار ہیں۔ میں بھی اس کام میں کسی قدر دخل رکھتا ہوں اور آپ کو بھی ایک مددگار کی ضرورت ہوگی۔“

شرجیل نے اس کی بات پر توجہ دیئے بغیر پوچھا۔ ”کیا تمہیں یقین ہے کہ اُس شخص کا نام خاور زمان ہی ہے؟“

”ہاں! ہاں۔ مجھے یقین ہے کہ اس کے ساتھ متعدد آدمی تھے۔ وہ بھی اب اُسی کشتی پر ہیں اور خاتون تہمینہ یہیں سے شمال کی طرف سفر کریں گی۔“

چوبی منگے نے معنی خیز انداز میں سر ہلا کر کہا۔ ”بہت دیر ہو گئی۔ خاور زمان جادوگر ہے۔ اُس نے بہت تھوڑے سے وقت میں خاتون تہمینہ کے ذہن پر تسلّط جما لیا ہوگا اور اب تم کچھ نہیں کر سکتے۔ تمہارے الفاظ ضائع ہوں گے اور اگر تم نے خاتون تہمینہ کو اُس کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی تو وہ تمہیں مار ڈالے گا۔“

شرجیل نے استہزائیہ سے قہقہے کے ساتھ کہا۔ ”اگر وہ جادوگر ہے تو میں بھی آسانی سے مارے جانے والوں میں سے نہیں ہوں۔“

چوبی منگا ہاتھ ہلا کر بولا۔ ”وہ رستم زماں پہلوان بھی یہی سمجھتا تھا، لیکن خاور زمان نے اس کی گردن توڑ دی تھی۔“

”کچھ بھی ہو جائے!“ شرجیل بولا۔ ”میں خاتون تہمینہ سے ضرور بات کروں گا۔“

”سب کچھ بے اثر ہوگا۔“ چوبی منگے نے کہا۔ ”وہ بے مروتی سے تمہیں رخصت کر دے گی اور جیسے ہی تم اس کی قیام گاہ سے نکلو گے خاور زمان تمہیں مار ڈالے گا۔“

”کچھ بھی ہو، میں اُس سے ضرور ملوں گا۔“ شرجیل نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

”کیا اتنی رات گئے؟“

”نہیں! کل صبح!“

اُس رات شرجیل بڑی بے چینی کی نیند سویا تھا۔

صبح ہوتے ہی اُس نے ناشتہ کرنے کے بعد بستی کے اس حصّے کی طرف جانے کی تیاری شروع کر دی جہاں خاتون تہمینہ کا قیام تھا۔

جیسے ہی شرجیل باہر نکلا، تھوڑے ہی فاصلے پر دو قوی ہیکل آدمی کھڑے نظر آتے۔ وضع قطع سے اچھے لوگ نظر نہیں آتے تھے۔ شرجیل انہیں نظر انداز کر کے بائیں جانب گھوما ہی تھا کہ اُن میں سے ایک نے اونچی آواز میں کہا "غلط راستے پر جا رہے ہو دوست! اگر تم چوبی معمار ہو تو اس طرف جاؤ جہاں کشتیاں تعمیر ہوتی ہیں۔"

"شکریہ!" شرجیل نے کہا "لیکن مجھے اِدھر ہی جانا ہے۔"

وہ دونوں اس کی طرف بڑھے۔ انداز ایسا ہی تھا کہ جیسے وہ دونوں اُس کو اس طرف جانے سے روک دیں گے۔ اُن میں سے ایک کہہ رہا تھا "بہتر یہ ہے کہ تم اُسی طرف جاؤ جہاں کشتیاں تعمیر ہوتی ہیں۔ اونچی بستی میں تم سے کوئی ملنا پسند نہیں کرے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم سے کہا گیا ہے کہ تمہیں اونچی بستی کی طرف جانے سے روک دیں۔"

شرجیل بڑے دلآویز انداز میں مسکرا کر بولا "تو کیا یہ حقیقت ہے کہ تم مجھے اُدھر جانے سے روک دو گے؟"

ایک نے دوسرے کی طرف دیکھ کر کہا "کیوں نہیں! ہم کبھی نہیں چاہیں گے کہ تم کسی دشواری میں پڑو۔"

اُس کے ساتھی نے بھی کہا "بالکل۔ بالکل! ہم کبھی نہیں چاہیں گے کہ

تم خاتون تہمینہ سے مِلو۔"

شرجیل نے کہا "اچھی بات ہے۔ تم شاید درست کہہ رہے ہو، لہٰذا اب مجھے واپس جا کر ایک بار پھر ناشتہ کرنا چاہیے۔"

دوسرے نے پہلے سے کہا "دیکھا۔ میں نہ کہتا تھا کہ لڑکا سمجھ دار ہے۔ بار بار تنبیہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔"

پہلا بولا "نہیں! تھوڑا سا سبق تو دینا ہی چاہیے تاکہ اُسے یاد رہے۔"

شرجیل بڑی پھُرتی سے اُن کے پاس پہنچا اور اس کے جبڑے پر ایک زوردار ہاتھ رسید کر دیا، جو اُس کو سبق دینا چاہتا تھا۔ وہ اچھل کر دُور جا پڑا اور دوسرے سے شرجیل نے پوچھا "تمہارا کیا خیال ہے؟"

اُس نے دانت پیس کر شرجیل پر چھلانگ لگائی اور اپنے ہی زور میں منہ کے بل زمین پر چلا آیا کیونکہ شرجیل بڑی پھرتی سے دائیں جانب ہٹ گیا۔ اتنے میں دوسرا آدمی شرجیل پر آ پڑا، لیکن شاید ان دونوں کو اندازہ نہیں تھا کہ شرجیل ایک ماہر مکا باز بھی ہے۔ ذرا سی دیر میں دونوں کے حُلیے بگڑ کر رہ گئے۔

شرجیل زیادہ تر ایسی جگہوں پر ضربات لگا رہا تھا کہ وہ دونوں وقتی طور پر مفلوج ہو کر رہ جائیں۔ ہوا بھی یہی۔ ذرا سی دیر میں دونوں زمین پر بے ہوش پڑے تھے اور شرجیل تہمینہ کی طرف چلا جا رہا تھا۔

وہاں پہنچ کر اسے خانم بُلانزری کا مکان تلاش کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی تھی۔

اُس نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ فوراً ہی کھلا تھا اور خانم بُلازری
اُسے دیکھ کر متحیر کھڑی رہ گئی تھی۔

"ارے تم! شرجیل! کہاں ہے۔ باہر کیوں کھڑے ہو۔ اندر آؤ۔"
پھر اس نے کسی خاتون سے جو اس کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی، تعارف
کراتے ہوئے کہا "نغمانہ! یہ شرجیل ہیں اور جنگلوں میں ہمارے ہمسفر
رہے ہیں۔"

غالباً وہ اس وقت ناشتہ کر رہی تھیں اس لئے خانم بُلازری اُسے
باورچی خانے سے ملحقہ کمرے میں لیتی چلی گئی۔

"بُلازری!" خاتون تہمینہ کی سخت آواز کمرے میں گونجی "شاید تمہیں
غلط فہمی ہوئی ہے۔ شرجیل ہمارے ساتھ نہیں ہے۔"

اس کے باوجود بھی شرجیل مسکرا کر بولا "خاتون! میرا ارادہ کبھی غیر شریفانہ
نظر نہیں آیا ہوگا۔"

تہمینہ کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ پتہ نہیں یہ تحیر تھا یا شرمندگی۔

"میں نے تمہیں مدعو نہیں کیا تھا۔ یہ میری ایک دوست کا گھر
ہے۔"

شرجیل اس کی بات کاٹ کر بولا "اور آپ یہاں ایک مزدور کو
مدعو نہیں کر سکتیں۔"

شرجیل نے اپنے ہاتھ خانم بُلازری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔
"خانم! کیا یہ ہاتھ اتنے ہی بھدے ہیں کیا لکڑی کو کوئی خوبصورت

شکل دینا گھٹیا کام ہے؟"

بُلازری نے ہنستے ہوئے اُس کے ہاتھ پکڑ لیتے اور بولی "نہیں!
یہ حیرت انگیز ہاتھ ہیں توانا اور مضبوط جنہیں دیکھ کر میرے جسم میں کپکپی
دوڑ جاتی ہے۔"

خاتون تہمینہ نے سختی سے اپنے ہونٹ بھینچ لیے اور پھر بولی "مجھے
افسوس ہے اگر یہ میرا گھر ہوتا تو میں ...!" جملہ پورا کئے بغیر اُس
نے پھر ہونٹ سختی سے بھینچ لئے۔

بُلازری شرجیل کا ہاتھ پکڑ کر کھانے کی میز تک۔ لائی اور نغمانہ سے
بولی "شرجیل ایک بلند بالا آدمی ہے اس لئے انہیں بہت زیادہ
بھوک لگ رہی ہوگی۔ ان کے لئے ناشتہ لاؤ۔"

پھر اُس نے شرجیل کو کرسی پر بٹھاتے ہوئے پوچھا "کیا تمہارا قیام
یہاں زیادہ دنوں تک رہے گا؟"

"میرا خیال ہے!" شرجیل بولا "کہ میں یہاں رُک کر کچھ کشتیاں بناؤں
گا تاکہ میں شمال کی طرف سفر کر سکوں لیکن ایسے واقعات پیش آ گئے ہیں کہ
مجھے خاتون تہمینہ کے پاس آنا پڑا۔"

"کیا وہ ذاتی معاملہ ہے؟ میں چلی جاؤں؟" خانم بُلازری نے
کہا۔

"نہیں، نہیں۔ کوئی ایسی خاص بات نہیں۔" شرجیل جلدی سے بولا۔
"خاتون تہمینہ! اگر آپ اجازت دیں تو میں پوچھوں کہ بڑی دُکانی

کشتی آپ نے خریدی ہے ؟" شرجیل نے تہمینہ سے پوچھا۔

"ہاں !" تہمینہ تمکنت سے بولی "مناسب داموں پر مل گئی اور اب میرا شمال کا سفر آسان ہو جائے گا۔"

"یقیناً یقیناً" شرجیل بولا "اور آپ نے اس کا عملہ بھی رکھ لیا ہے۔"

"سردار خاور زمان عملے کی نگرانی کریں گے۔ وہ بہت ماہر آدمی ہیں۔"

"اور خوبصورت بھی !" بلازری ہنس کر بولی۔

شرجیل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح خاتون تہمینہ کو خاور زمان کی خطرناکیوں سے آگاہ کرے۔ وہ عجیب نظروں سے شرجیل کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔ آخر شرجیل نے کہا۔ "خاور زمان بے حد خطرناک آدمی ہے۔ اُس نے اس علاقے کے سب سے بڑے پہلوان جابر کو کشتی میں مار ڈالا تھا۔"

"مجھے علم ہے۔" تہمینہ نے خشک لہجے میں کہا۔ "وہ خود ہی سردار خاور زمان پر حملہ آور ہوا تھا، نتیجے کے طور پر مار ڈالا گیا۔ خاور زمان نے پہل نہیں کی تھی۔"

"اور ہاں دریا کے دلدلی کنارے پر گلترنگ کی زیارت گاہ کا ایک سپاہی مارا گیا تھا۔" شرجیل بولا "خاور زمان کا گذر بھی اُدھر ہی سے ہوا تھا۔"

"تم بھی اُدھر ہی سے گزرے تھے !" تہمینہ کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"یقیناً میں بھی اُدھر ہی سے گزرا تھا۔ لیکن اس وقت وہ سپاہی زندہ تھا۔"

"اور اس نے تمہیں حملہ آور کا نام خاور زمان بتایا تھا۔" تہمینہ نے بے حد سرد لہجے میں بولی۔

"ن۔۔۔ لیکن۔"

وہ ایک دم اُٹھ کھڑی ہوئی اور تیز لہجے میں بولی "محترم شرجیل میں نہیں سمجھ سکتی کہ تم یہاں کس امید پر آئے ہو، اور مجھے کس بات کا یقین دلانا چاہتے ہو، کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم خاور زمان سے جلتے ہو۔"

"میں اس سے جلتا ہوں !" شرجیل نے حیرت سے دُہرایا "بھلا میں اُس سے کیوں جلوں گا ؟ جلنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے ؟"

اُس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آنکھیں سکڑ گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُن سے چنگاریاں نکلنے لگی ہوں۔ شرجیل کو وہ غصے میں اور زیادہ حسین اور دلکش لگنے لگی تھی۔

پھر شرجیل بھی اُٹھ گیا اور اُس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی بولا۔ "زیارت گاہ کا سپاہی دارا ب سرکش کی فکر میں تھا، جو شمال میں ایک نئے فتنے کی بنیاد رکھ رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ خاور زمان اسی کا گماشتہ ہے اور میرا دعویٰ ہے کہ آپ کا بھائی بھی دارا ب سرکش ہی کے چکر میں پھنس گیا ہے اور یہ خاور زمان اب آپ کو بھی اُسی طرف لئے جا رہا ہے۔ آپ دونوں کی بے پناہ دولت شمالی سرحد پر دارا ب

کو اپنی حکومت قائم کرنے میں بڑی مدد دے گی!"

"تم خواہ مخواہ خاور زمان کو الزام دے رہے ہو" وہ بے حد غصیلی آواز میں بولی "تمہارے پاس اُس کے خلاف کوئی واضح ثبوت موجود نہیں ہے۔ بُلازری میں اس شخص کے ساتھ ایک لمحے کے لئے بھی اس کمرے میں نہیں ٹھہر سکتی۔"

"میں جا رہا ہوں" شرجیل نے خانم بُلازری کی طرف مڑ کر کہا "اتنی اچھی کمائی کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں خانم! مجھے بے حد افسوس ہے کہ میری وجہ سے آپ لوگوں کا ناشتہ ضائع ہو گیا۔ اپنی فہم کے مطابق میں کچھ نیک مشورے دینے آیا تھا، اگر پذیرائی نہیں ہوئی تو میری بدقسمتی۔"

خانم بُلازری شرجیل کو رخصت کرنے دروازے تک آئی اور بولی۔

"اگر یہاں تمہارا قیام رہے تو ملتے رہنا۔ تم نے مجھے متاثر کیا ہے... اور ہاں، تم اپنا دل چھوٹا نہ کرو۔ وہ بھی تمہیں ناپسند نہیں کرتی۔"

"اوہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں خانم!" شرجیل نے کہا "خاتون تہمینہ اس زمین پر تھوکنا بھی پسند نہیں کریں گی جس پر سے میرا گزر ہو۔"

"وہم ہے تمہارا میں اچھی طرح جانتی ہوں۔"

"پھر وہ میری بات کیوں نہیں سنتیں؟"

"ہمیشہ کی ضدی ہے۔ سنی سنائی باتوں پر کان نہیں دھرتی۔ خود ہر بات کا تجربہ کرنا چاہتی ہے۔"

"یہ عادت اس بار انہیں بہت مہنگی پڑے گی، میں پورے یقین

کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔"

شرجیل اب یہ سوچتا ہوا وہاں سے رخصت ہوا کہ اسے کم از کم اس کے ساتھیوں شمامت اور بختیار کو تو اس خطرے سے آگاہ کر ہی دینا چاہئیے تاکہ وہ تو ہوشیار رہیں۔

چلتے چلتے دفعتاً وہ چونک پڑا۔ اسے خود بھی ہوشیار رہنا چاہئیے یہاں آنے سے پہلے اس پر کیا گزر چکی تھی۔ اس کی طرف سے آنکھیں بند نہیں کی جا سکتی تھیں۔ وہ دونوں غنڈے جنہوں نے اسے خاتون تہمینہ تک پہنچنے سے روکنے کی کوشش کی تھی ممکن ہے خاور زمان ہی کے آدمی تھے۔ ہو سکتا ہے کچھ لوگ ابھی اس کی تاک میں ہوں۔ وہ چوکنا ہو کر راستہ طے کرنے لگا۔ سوچ رہا تھا کہ پیدل کیوں آیا اُسے گھوڑے پر آنا چاہئیے تھا۔

اس خدشے کے باوجود بھی وہ بخیریت دونوں سرائے تک پہنچ گیا۔ یہاں شمال کوہستان کا باشندہ طہماس باہر ہی ٹہلتا ہوا ملا۔

"تمہاری حالت سے معلوم ہو رہا ہے کہ کسی سے کشمکش ہوئی ہے؟" اس نے کہا۔

"نہیں تو۔ بھلا کیسی کشمکش اور کس کے خلاف؟"

"بات اڑانے کی کوشش مت کرو، ہمیں تشویش تھی۔ سرائے کے ایک مسافر سے معلوم ہوا تھا کہ دو آدمی تم پر حملہ آور ہوئے تھے" طہماس بولا۔

"اوہ" شرجیل ہنس کر بولا "ہاں ہوئی تھی کچھ ایسی ہی بات، لیکن میں انہیں پیٹ پاٹ کر اپنی راہ لگا تھا، دراصل وہ چاہتے تھے کہ میں خاتون تہمینہ تک نہ پہنچ سکوں، حالانکہ میں ضروری سمجھتا تھا کہ اسے خاور زمان کے خطرے سے آگاہ کر دوں۔"

اور پھر شرجیل نے طہاس کو مختصراً سب کچھ بتا دیا۔

"تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟" طہاس بولا "چربی ٹنگا تمہارے لئے بہت پریشان ہے، اسے جب معلوم ہوا تھا تو وہ ان دونوں حملہ آوروں کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔

"میں اب شہامت سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ تم تو اسے جانتے ہی ہو۔ خاتون تہمینہ کا معتمر ساتھی اسے تلاش کر کے آگاہ کر دو کہ میں اس سے چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے، میں کوشش کرتا ہوں۔" طہاس نے کہا۔ اور شرجیل لباس تبدیل کرنے کے لئے اپنے کمرے میں چلا آیا۔ کمرے کی کھڑکی کا رخ دریا کے گھاٹ کی طرف تھا اور یہاں سے خاتون تہمینہ کی زنانی کشتی صاف دکھائی دے رہی تھی اور اب اس پر اس کا نیا نام بھی لکھ دیا گیا تھا "آبی اژدہا" اور یہ اتنے بڑے بڑے حروف میں لکھا گیا تھا کہ اتنی دور سے بھی صاف پڑھا جا سکتا تھا۔ شرجیل نے اپنے تھیلے سے دوربین نکالی اور کشتی کا جائزہ لینے لگا۔ ایک آدمی کشتی کی بیرونی سطح پر گشت کرتا ہوا نظر آیا، متعدد آدمی اور بھی دکھائی دیئے جو کشتی پر سامان

چڑھا رہے تھے۔ خاور زمان وقت ضائع نہیں کر رہا تھا۔

اتنے میں ایک گھوڑا گاڑی گھاٹ پر پہنچی، جو چاروں طرف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ شرجیل نے دوربین کا رخ گھوڑا گاڑی کی طرف کر دیا۔ کشتی سے پانچ چھ افراد اتر کر گھاٹ پر آئے، گھوڑا گاڑی کا پچھلا پردہ اٹھا کر ایک لمبا سا صندوق نیچے اتارا۔ اسی طرح کے تین صندوق گھوڑا گاڑی سے اتارے گئے اور انہیں کشتی پر پہنچا دیا گیا، لیکن شرجیل محسوس کر رہا تھا کہ وہ لوگ بہت چوکنے ہیں۔ . . اور اس طرح چاروں طرف دیکھ رہے ہیں کہ کہیں کوئی انہیں ان صندوقوں سمیت دیکھ تو نہیں رہا ہے۔ شرجیل کی دوربین بدستور سب کچھ وضاحت سے دکھاتی رہی، جہاں وہ صندوق رکھے گئے تھے، وہاں پہلے سے بھی کچھ صندوق موجود تھے۔ شرجیل نے ان کا شمار کیا تعداد میں آٹھ تھے اور کوئی بھی ان صندوقوں کی بنا پر سمجھ سکتا تھا کہ ان میں کیا ہوگا۔ شرجیل کا واسطہ متعدد بار ایسے صندوقوں سے پڑ چکا تھا۔ ہر صندوق میں کم از کم بارہ عدد رائفلیں رکھی جا سکتی تھیں۔ اب خدا جانے خاتون تہمینہ کو اس کا علم تھا یا نہیں، یا خاور زمان نے اپنے طور پر اتنی رائفلیں کشتی پر بار کی تھیں۔ دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی اور شرجیل نے چونک کر دوربین تھیلے میں ڈال دی، پھر اونچی آواز میں بولا۔

"آ جاؤ۔"

طہاس دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور اطلاع دی کہ وہ فی الحال شہامت کی تلاش میں ناکام ہو گیا ہے۔

شرجیل نے جھٹ دوربین نکال لی اور گھاٹ کا جائزہ لیتا ہوا بولا "دوسری گاڑی بھی آگئی ہے اس پر بھی ویسے ہی صندوق بار ہیں۔ طہماس ذرا تم بھی تو دیکھنا کہ یہ کس قسم کے صندوق ہیں"

طہماس نے دوربین اس کے ہاتھ سے لے کر گھاٹ کی طرف دیکھا اور بولا "اوہو۔ کشتی کا نام بھی بدل دیا گیا ہے۔ آبی اژدہا ۔ ۔ ۔ اوہ! یہ تو رائفلوں کے صندوق ہیں ۔ ۔ ۔"

"پہلے بھی ایک گھوڑا گاڑی سے کچھ صندوق اُترے تھے" شرجیل بولا۔ "اب اس کھیپ سمیت کشتی پر کم از کم دو سو رائفلیں ہو جائیں گی"

"یقیناً یقیناً ۔ ۔ ۔" طہماس بولا "میں کشتی پر بارود کے ہوئے صندوق بھی دیکھ رہا ہوں۔ آخر اب ہمیں کیا کرنا چاہیے"

"شہامت سے ملاقات ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ بھی خاتون تہمینہ کے ساتھ ہی اس کشتی پر سفر کرے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ روانگی سے پہلے ہی میں شہامت کو ہر قسم کے خطرات سے آگاہ کر دوں"

"میں بھی کوشش کروں گا" طہماس نے کہا۔

شرجیل سوچ رہا تھا کہ وہ کر ہی کیا سکتا ہے جبکہ خاتون تہمینہ نے اس کی بات ہی سننے سے انکار کر دیا تھا۔

"بہرحال اب تم کیا کرو گے" طہماس نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں! میں سوچ رہا ہوں کہ یہیں کشتیاں بنانے کا کام شروع کر دوں"

طہماس ایک کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا "تہمینہ بہت اچھی لڑکی ہے بس تھوڑی سی خودسر ہے تو کیا اتنی سی بات کے لئے اُسے خطرات میں چھوڑ دیا جائے"

شرجیل کا دل ایک دم بے چین ہو گیا۔ واقعی اگر وہ بعض معاملات میں ناسمجھ ہے تو کیا اس کی یہی سزا ہونی چاہیے۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ دل نے جواب دیا۔

اتنے میں دوربین ایک آدمی پر مرکوز ہو گئی جو کشتی کے عرشے پر کھڑا پانی میں کچھ دیکھ رہا تھا۔ یہ خاور زمان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ شرجیل کی مٹھیاں بھنچ گئیں لیکن یہ گھونسوں کی شکل میں بھنچی ہوئی مٹھیاں خاور زمان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ وہ بہت خطرناک آدمی تھا، غالباً ہر وقت یہی سوچتا رہتا تھا کہ کس کو کس طرح مار ڈالے۔

○

گھاٹ کے جس حصے میں نئی کشتیوں کی تعمیر ہو رہی تھی وہاں تک پہنچنے میں شرجیل کو کوئی دشواری پیش نہ آئی اور اسے فوری طور پر کام مل گیا۔ سہ پہر کو شرجیل کی ملاقات مالک سے ہوئی۔ اس کا نام بہروز شماوری تھا۔ اس نے شرجیل کا کام دیکھ کر سخت حیرت ظاہر کی اور بولا "تم کیسے برابر کے تراشے نکال رہے ہو ناپ لئے بغیر۔ کیا تم ہمیشہ کشتیاں ہی بناتے رہے ہو"

"نہیں۔ چوبی مکانات بھی تعمیر کرتا ہوں لیکن چوبی کشتیاں بھی بنا

چکا ہوں۔"

"تمہارے سدھے ہوئے ہاتھ ہی بتا رہے ہیں۔ میں ایک بہت بڑی دخانی کشتی تعمیر کرنا چاہتا ہوں۔ انجن میرے پاس پہلے سے موجود ہے۔"

"کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر کہیئے تو میں اس کا نقشہ تیار کر لوں۔" شرجیل نے کہا۔

"خوب خوب تو تم نقشے بھی تیار کرتے ہو۔"

"ابھی تک اپنے ہی نقشوں پر کام کرتا رہا ہوں، خواہ وہ مکانات ہوں خواہ کشتیاں اور ابھی تک ان کاموں کی سربراہی بھی میری ہی رہی ہے۔ مگر کام کے سلسلے میں جھگڑالو آدمی نہیں ہوں۔ اگر کسی کی ماتحتی بھی کرنی پڑی تو مجھے پرواہ نہ ہوگی۔"

"میں تمہارا کام دیکھ رہا ہوں۔" بہروز شماوری نے کہا۔ "تم ہر کام بہت سلیقے سے نمٹانے کے عادی معلوم ہوتے ہو۔ پھر مجھے تمہیں ہی کام کی سربراہی سونپنے میں کیا ہچکچاہٹ ہو سکتی ہے۔ یہ دخانی کشتی پچیس فٹ لمبی ہوگی جس میں انجن کے کمرے سمیت تین کمرے ہوں گے۔"

شرجیل یہی چاہتا تھا کہ اس کی انا بھی مجروح نہ ہو اور وہ کام بھی کر سکے۔ اس نے بہروز شماوری سے کہا۔ "میں آپ کو کل واضح جواب دے سکوں گا۔ ہو سکتا ہے کل تک میں کوئی نقشہ بھی تیار کر لوں جو آپ کو پسند آئے ورنہ جو نقشہ آپ فراہم کریں گے، اس کے مطابق کام شروع کر دوں گا۔"

"اچھی بات ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں کہاں بیٹھتا ہوں۔ سیدھے وہیں آ جانا۔"

بہروز شماوری آگے بڑھا۔ شرجیل کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ پھر اس نے چونک کر کام شروع کر دیا۔

شام تک وہ کام کرتا رہا اور کام کے اختتام پر وہ سرائے کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابھی کچھ دور ہی چلا ہوگا کہ اپنے عقب سے قدموں کی آواز سن کر وہ سوچنے لگا کہ کیا پھر خاور زمان کے کسی غنڈے سے دو دو ہاتھ کرنے پڑیں گے۔ اوزار کا تھیلا اس کے کاندھے پر تھا اور کلہاڑی ہاتھ میں تھی۔ دفعتاً کسی نے اُسے آواز دی۔ "شرجیل۔"

یکلخت اس کے قدم رک گئے کیونکہ اس نے شہامت کی آواز پہچان لی تھی۔ تھیلا اس نے زمین پر رکھ دیا اور مڑ کر شہامت کے قریب پہنچنے کا انتظار کرنے لگا۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ تاریکی پھیل رہی تھی۔ جیسے ہی وہ قریب پہنچا، شرجیل نے کہا۔ "مجھے تمہاری تلاش تھی۔ عقلمند آدمی۔"

"اوہ۔ شرجیل! مجھے بھی تمہاری ہی تلاش ادھر لائی ہے۔ تم بھی تو شمال کی طرف ہی جانا چاہتے تھے۔ ہماری کشتی پہ آ جاؤ، ہم سب ساتھ ہی سفر کریں گے جیسا کہ ابھی تک ہوتا آیا ہے۔"

"یہ تم اپنے طور پر کہہ رہے ہو سردار۔ خاتون تہمینہ اور خاور زمان اسے کبھی پسند نہیں کریں گے۔"

"اگر میں ان سے کہوں گا تو وہ میری بات مان لیں گے۔ تم بھی اچھے بچوں کی طرح ایک بزرگ کا کہنا نہ ٹالو۔"

"میں تمہاری عزت کرتا ہوں مگر خاتون تہمینہ مجھے ایک گھٹیا آدمی سمجھتی ہے۔ صورت حال یہ ہو تو میں قدرتی طور پر ان سے دور رہنا پسند کروں گا۔ رہ گیا خاور زمان تو وہ ایک خطرناک آدمی ہے۔ جلدی یا تو وہ مجھے مار ڈالے گا۔ یا میں اُسے مار ڈالوں گا۔ یہ محض ہوائی قلعہ نہیں ہے۔"

"اور میرے بچے۔ تم نے اسے [illegible] غلطی کی ہے، بظاہر سخت نظر آتا ہے لیکن بے حد نرم دل اور نرم گفتار والا ہے۔ اس نے ابھی تک تمہارے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ اور جب بھی تمہارا ذکر آتا ہے بڑی نرم سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیل جاتی ہے۔"

"خاور زمان کی بات کر رہے ہو؟" شرجیل نے حیرت سے کہا۔

"ہاں ہاں! تمہارا نام آیا تھا۔ شاید تہمینہ ہی نے تمہارا ذکر کیا تھا کہ تم ہمارے ہی قافلے میں شامل ہو کر یہاں تک آ سکے تھے، اس پر خاور زمان نے کہا تھا کہ اگر وہ بھی شمال ہی کی طرف سفر کر رہا ہے تو کیوں نہ اُسے بھی کشتی پر بلا لیا جائے۔ یہ پورے پورے اسی کے الفاظ ہیں۔ میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کر رہا۔"

شرجیل سوچ میں پڑ گیا کہ آخر خاور زمان اس پر اتنا مہربان کیوں

ہو گیا ہے جب کہ اس کے غنڈوں نے کوشش کی تھی کہ وہ خاتون تہمینہ سے بھی نہ مل سکے۔ کوئی نہ کوئی فریب ضرور ہے اس میں۔

"نہیں سردار۔" شرجیل نے کہا۔ "میں اس کشتی پر نہیں جا سکتا لیکن اس پر یقین رکھو کہ جب تم لوگ کسی دشواری میں پڑ گئے تو میں تم سے زیادہ دور نہیں ہوں گا۔ اور ہر حال میں تمہارے کام آنے کی کوشش ضرور کروں گا اور یقین جانو کہ تم لوگ دشواری میں پڑنے والے ہو۔ خواہ خاتون تہمینہ کو میری بات پہ یقین آئے یا نہ آئے۔" شرجیل نے تھیلا اٹھا کر کاندھے پر رکھ لیا تھا اور دونوں آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔

"تم اس لڑکی کو نہیں جانتے شرجیل۔ وہ اچھی طرح جانتی ہے کہ وہ کن خطرات میں گھری ہوئی ہے اور کب اسے کن حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔"

"اس کے باوجود بھی۔" شرجیل جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔

"سنو لڑکے۔" شہامت بولا۔ "اس کا باپ بہت پڑھا لکھا آدمی تھا۔ پورے شمال میں اس کی تجارت پھیلی ہوئی تھی اور وہ اپنے کاربرداروں کو خصوصیت سے ہدایات دیتا رہتا تھا کہ وہ اپنے علاقوں کے تجارتی حالات کے علاوہ دوسرے احوال سے بھی اس کو مطلع کرتے رہا کریں۔ اس کے انتقال کے بعد تہمینہ ہی نے اس کی جگہ سنبھالی ہے۔ ہمایوں تو ایک لاابالی سا لڑکا ہے۔ اس کی مصروفیات دوسری ہیں۔ تو میں یہ کہنا چاہتا

تھا کہ خاتون تہمینہ شکراں کے چپے چپے کے حالات سے باخبر ہے۔ وہ جانتی ہے کہ شمال میں کیا ہو رہا ہے اور اس کا بھائی کس قسم کے حالات سے دوچار ہوا ہوگا۔"

پھر وہ دونوں خیالات میں ڈوبے ہوئے سرائے تک پہنچ گئے تھے۔

"آؤ تیمال کا ایک ایک گلاس ہو جائے" شرجیل نے کہا۔

"نہیں شرجیل۔ اب مجھے خاتون تہمینہ کے پاس پہنچنا ہے۔ ہم دونوں اس کے قریب ہی رہتے ہیں۔ اس وقت تو میں تمہیں اپنی ہمسفری کی دعوت دینے آیا تھا۔ تمہارے دونوں ساتھیوں کو بڑی خوش آمدید کہا جائے گا۔"

پھر وہ شرجیل سے مصافحہ کر کے رخصت ہو گیا۔ شرجیل سرائے کے اندر پہنچنے کے لئے زینے طے کرنے لگا۔

کمرے کے اندر پہنچ کر اس نے شمع روشن ہی کی تھی کہ طہماس آ گیا۔

"کیوں کیا تمہیں کوئی مناسب کام مل گیا" طہماس نے پوچھا۔

"ہاں بہروز شماوری کے لئے کشتیاں بناؤں گا" شرجیل نے جواب دیا۔

"بہروز اچھا اور قدردان آدمی ہے" طہماس نے کہا۔ "اس نے بہت بڑی بڑی کشتیاں بنوائی ہیں اور خود بھی دریاؤں اور جھیلوں میں سفر کرتا

رہتا ہے۔ بہرحال تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہو۔ مکانات کی تعمیر سے زیادہ فائدہ مند کام ہے۔"

شرجیل نے اُسے بتایا کہ شہامت سے اس کی ملاقات ہو گئی تھی اور یہ بھی بتایا کہ ان کے درمیان کیا گفتگو ہوئی تھی۔

وہ خاموشی سے سنتا رہا پھر اس کے خاموش ہونے پر بولا "شرجیل، شہامت نے غلط نہیں کہا۔ میں بھی تقریباً دو سال سے خاتون تہمینہ کو جانتا ہوں۔ پورے شکراں میں اس سے زیادہ چالاک اور ہوشیار لڑکی شاید ہی کوئی مل سکے۔"

"لیکن پھر بھی وہ ایک لڑکی ہے" شرجیل نے کہا۔

"ہے۔ لیکن بہتیرے مردوں سے بہتر دماغ رکھتی ہے۔"

"کیا تم بھی اسے داراب ہرکش کے فتنے سے آگاہ نہیں کر سکتے" شرجیل نے کہا اور طہماس ہنس کر بولا "وہ سب کچھ جانتی ہے، جو کچھ بھی کر رہی ہے دیدہ دانستہ کر رہی ہے۔" شرجیل خاموشی سے اپنی قمیض بدلنے لگا۔ طہماس تحسین آمیز نظروں سے اس کے گٹھیلے جسم کو دیکھے جا رہا تھا۔ بالآخر بولا "ربّ عظیم کی قسم! میں نے بہتیرے طاقتور اور جسیم لوگ دیکھے ہیں لیکن تمہارے جیسے عضلات رکھنے والا آج تک نظر سے نہیں گزرا۔"

"یہ میری خاندانی خصوصیت ہے۔ ہمارے گھرانے میں یا تو میرے جیسے ہوتے ہیں یا پھر اتنے نحیف لوگ کہ کوئی ان کی طرف توجہ ہی نہیں دیتا۔"

تھوڑی دیر بعد وہ کھانے کے لئے عمومی کمرے میں پہنچے، جہاں خاصی بھیڑ تھی۔ یہ دونوں بھی ایک میز کے گرد بیٹھ گئے اور شرجیل نے طہاس سے کہا: "اگر واقعی میں نے بہروز شمادری کے لئے دُخانی کشتی بنانی شروع کی تو مجھے کام کرنے والوں کی ضرورت پڑے گی۔ کیا تم میرے ساتھ کام کرنا پسند کرو گے؟"

"نہیں۔ شکریہ" طہاس کا مختصر سا جواب تھا۔

"تمہیں زیادہ محنت نہیں کرنی پڑے گی۔"

"اس کی بات نہیں ہے" طہاس جلدی سے بولا۔ "لیکن وہ لڑکی"

"یعنی خاتون تہمینہ" شرجیل نے طویل سانس لی۔

"لڑکی کو کسی نہ کسی مرحلے پر یقیناً مدد کی ضرورت ہوگی" طہاس نے کہا۔ "وہ جانتی ہے کہ کیا کر رہی ہے، جو کچھ بھی کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں! اسے اپنا بھائی زندہ یا مردہ چاہیئے، وہ وہاں تک جائے گی، جہاں اس کے بھائی کی لاش پڑی ہوگی۔"

شرجیل اس کی باتیں سن کر بے چین ہوگیا۔ کھانا میز پر لگا دیا گیا تھا۔ لیکن اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اچانک بھوک مر گئی ہو۔

اُس نے طہاس سے پوچھا: "تم تہمینہ کے کیا لگتے ہو؟"

"کوئی بھی نہیں" طہاس نے جواب دیا۔ "لیکن اس نے مجھ سے کہلوایا ہے کہ اگر میں شمال کا سفر کرنا چاہوں تو اس کے ساتھ چل سکتا ہوں۔"

شرجیل اس کی شکل ہی دیکھتا رہ گیا اور وہ اٹھ کر چل دیا۔ بہر حال

شرجیل اب کسی قدر اطمینان محسوس کر رہا تھا کہ کم از کم ایک آدمی تو کشتی پر ایسا ہوگا جو خادر زمان کی طرف سے ہوشیار رہے گا۔ طہاس شمال کے کوہستانی علاقے کا شکاری تھا۔ اس علاقے کے لوگ عام طور پر صادق القول اور وفادار ہوتے ہیں، جو کچھ زبان سے ایک بار نکل جاتا تھا اس کا ہمیشہ پاس کرتے تھے اور انہیں یوں بھی شمالی سرحد کے اس پار کے ناپاکوں سے شدید نفرت تھی اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ اُن کے قریب ہی کہیں اُن ناپاکوں کا عمل دخل ہو۔ خود شرجیل بھی یہی سوچ کر اس سفر پر روانہ ہوا تھا کہ ضرورت پڑنے پر وہ زیارت گاہ کے حوالے سے اُن کی مدد کرے گا۔ کھانا کھا کر شرجیل پھر اپنے کمرے میں آگیا۔ پچھلی شام سے ہوبی ٹھنگے سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ پتہ نہیں وہ کس چکر میں تھا اور کہاں گھوم پھر رہا تھا۔

شرجیل کھڑکی کے پاس آکر کھڑا ہوگیا۔ گھاٹ پر لنگر انداز دُخانی کشتی کی روشنیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ لباس تبدیل کر کے بستر پر لیٹ گیا لیکن نیند کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ جھنجھلا کر اٹھ بیٹھا اور سوچنے لگا کہ آخر اُسے کیا ہوگیا ہے! آخر بار بار خاتون تہمینہ ہی کا خیال کیوں آتا ہے! وہ مہم خصوصیت سے پیش نظر کیوں نہیں ہے، جس کے لئے اس نے مرزبان سے باہر قدم نکالا تھا۔

اچانک کسی نے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ اتنی ہلکی دستک تھی جیسے دستک دینے والا چاہتا ہو کہ آس پاس کا کوئی اور فرد اس دستک کو نہ سن سکے۔

شرجیل کا ہاتھ تکیے کے نیچے رینگ گیا اور پستول کے دستے پر اس کی گرفت مضبوط ہوگئی۔

"کون ہے!" اُس نے الجھتے ہوئے پوچھا۔

"خاور زمان!" باہر سے بے حد پُرسکون آواز آئی۔

شرجیل نے دائیں ہاتھ میں پستول لے کر بائیں ہاتھ سے دروازہ کھولا اور کئی قدم پیچھے ہٹ آیا۔ خاور زمان کمرے میں داخل ہوا اور پستول پر نظر پڑتے ہی بے حد نرم لہجے میں پوچھا۔

"خوفزدہ ہو"

"نہیں۔ محتاط ہوں" شرجیل نے بھی ویسے ہی لہجے میں جواب دیا۔

"تم نے خاتون تہمینہ سے گفتگو کی تھی" خاور زمان نے کہا۔

"... اور میرے علم و اطلاع کے مطابق وہ تم سے متفق نہیں ہو سکی تھیں"

"یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مجھ سے متفق نہیں تھیں۔ البتہ ان کا رویہ غیر واضح تھا۔"

کمرے میں زیادہ روشنی نہیں تھی، کیونکہ شرجیل شمع بجھا چکا تھا۔ خاور زمان نے کہا۔

"کیا یہاں زیادہ روشنی نہیں ہو سکتی؟"

"چاہو تو شمع روشن کر لو" شرجیل نے پستول کی نالی سے شمع کی طرف اشارہ کیا۔ خاور زمان نے دیا سلائی جلا کر شمع روشن کی اور ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"تم مجھ پر اعتماد نہیں کرتے" خاور زمان نے اس طرح کہا جیسے اُسے اس بات پر بہت دُکھ ہو۔

"قطعی اعتماد نہیں کرتا" شرجیل نے بڑی صفائی سے کہا۔

خاور زمان نے ہاتھ ہلا کر کہا "اس کی پرواہ نہیں اس کے باوجود بھی ہمیں تمہاری ضرورت ہے"

"ہمیں ...؟" شرجیل نے حیرت سے دُہرایا۔

"ہاں! ہم سبھوں کو!" خاور زمان نے جواب دیا۔

"خاتون تہمینہ، شہامت اور بقیہ سب یہی چاہتے ہیں، ہم شمال میں جا رہے ہیں ایک نامعلوم سرزمین کی طرف ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ کن کن جگہوں پر کون کون سے قبائل آباد ہیں اور شہامت کا خیال ہے کہ تم اجاڑ راستوں کے ماہر ہو اور نامعلوم جنگی قبائل کے بارے میں بھی خاصی معلومات رکھتے ہو۔ بہترین لڑاکے ہو اور پیٹھ دکھانے والوں میں نہیں ہو"

خاور زمان خاموش ہو کر مسکرایا اور پھر بولا "اس لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم ہمارے ساتھ ہو جاؤ اور خاتون تہمینہ کی بھی یہی خواہش ہے"

"کیا خاتون تہمینہ نے یہ خواہش واضح الفاظ میں ظاہر کی ہے؟" شرجیل نے پوچھا۔

"نہیں!" خاور زمان بولا "لیکن میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ خود تمہیں اس کا احساس ہو یا نہ ہو لیکن وہ تم پر یقین رکھتی ہے اور اعتماد کرتی ہے"

شرجیل استہزائیہ انداز میں ہنسا۔ اس پر خاور زمان نے بے حد سنجیدہ ہو کر کہا "میں مذاق نہیں کر رہا۔ ہمیں بہت دور جانا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کچھاری کے جنگلوں کے آگے ہم پر کیا گزرے؟"

"مجھے بے حد افسوس ہے!" شرجیل نے کہا۔ "مجھے ایک بہت اچھا کام مل گیا ہے۔ میں ایک دُخانی کشتی تعمیر کروں گا۔ میں نے اس طرف کا سفر اسی لئے اختیار کیا تھا۔"

خاور زمان کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ "تم سرخسانی ہو نا؟ اور بخنگ آباد سے آئے ہو۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔" شرجیل نے جواب دیا۔

خاور زمان کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اس کی سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ اب کس طرح گفتگو شروع کرے۔

بہرحال وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "ہمیں تمہاری جیسی ہی مہارت رکھنے والے آدمی کی ضرورت ہے۔ یہ سفر خطرناک ہوگا، جس میں ہمیں کشتی کی مرمت کی ضرورت بھی پیش آسکتی ہے۔ خاتون تہمینہ نامعلوم دریاؤں میں سفر کرنا چاہتی ہیں جہاں نہ کشتیوں کے لئے گھاٹ بنے ہوتے ہیں اور نہ کاریگر میسّر آسکتے ہیں۔"

"میرا خیال ہے۔" شرجیل بولا۔ "تمہارے پاس ماہرین کی کمی نہ ہوگی۔ تم ایک تجربہ کار آدمی ہو۔"

"تم غلط نہیں کہہ رہے!" خاور زمان نے کہا۔ "لیکن ان میں کوئی بھی تمہاری طرح ذہین اور ماہر نہیں۔ ۔ ۔ ۔ میں آج ہی بہروزہ شمادری سے تمہاری تعریف سُن چکا ہوں، تم اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہو، اس لئے اُس طبقے سے کٹ کر رہ گئے ہو جس سے حقیقتاً تمہارا تعلق ہے۔"

"تم میرے طبقے کے متعلق کیا جانتے ہو؟" شرجیل نے پوچھا۔

خاور مسکرا کر بولا۔ "کیا تم سرخسان کے سردار شارق شرجیل کے بیٹے نہیں ہو؟"

"یقیناً ہوں، لیکن اب سرداری میرے گھرانے میں نہیں ہے۔" شرجیل بولا۔

"مجھے علم ہے۔" خاور نے کہا۔ "تم خود ہی سرخسان کے سردار ہوتے، لیکن تم بے پروا ہو اور ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد رہنا چاہتے ہو۔ تم نے خود ہی سرداری کو ٹھکرا دیا تھا۔"

"میرے بارے میں بڑی تفصیلی معلومات رکھتے ہو۔" شرجیل نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

خاور زمان ہاتھ ہلا کر بولا۔ "سنو! مجھے اس سے سروکار نہیں۔ تم ایک شریف آدمی ہو۔ مہذب ہو اور خاندانی پس منظر رکھتے ہو۔ تمہاری نظر بھی شریفانہ ہوتی ہے۔"

"شکریہ! خاور زمان!" شرجیل بولا۔ "لیکن بدقسمتی سے میں تمہارے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ کیا تم مجھے اپنے خاندانی پسِ منظر کے بارے میں کچھ بتانا پسند کرو گے؟"

دفعتاً خاور زمان کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نظر آئے اور وہ شرجیل کو گھورتا ہوا بولا۔ "کیا یہ ضروری ہے؟" پھر وہ اچانک اٹھ گیا اور غیر ارادی طور پر کئی قدم ہٹتا ہوا بولا۔ "ضروری یہ کہ ہم تمہیں ہر حال میں ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ تم اس کے لئے منہ مانگا معاوضہ طلب کر سکتے ہو۔ اس کے علاوہ تم

چاہو تو ہمارے ساتھ مل کر سمور کی تجارت کر سکتے ہو، سونا تلاش کر سکتے ہو اور اچانک بہت دولت مند آدمی بن سکتے ہو۔ کیونکہ تم ایک جنگجو بھی ہو۔"

"میں ۔ ۔ ۔ ؟" شرجیل نے حیرت سے کہا۔

"ہاں ۔ ۔ ۔ تم ۔ ۔ ۔" خاور زمان اُسے گھورتے ہوئے بولا "ہم دونوں ایک دوسرے کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ شمال میں بلا انداز زمین پڑی ہوئی ہے اور وہاں کیا کچھ نہیں ہے، بڑے بالوں والے جانور ہیں، سونا ہے، اور جواہرات ہیں اور ان زمینوں کا مالک کوئی بھی نہیں ہے۔ ٹھیک ہے تم کشتی ہی تعمیر کرنا چاہتے ہو، لیکن اُس کے مقابلے میں سینکڑوں کوس پھیلے ہوئے علاقے کا مالک بننا کیسا رہے گا؟ کشتی تم کسی اور کے لئے بناؤ گے، لیکن وہ تمہاری ملکیت نہیں ہوگی۔"

شرجیل نے کہا "میں کسی دن شمال کی طرف ضرور جاؤں گا، لیکن فتح کرنے کے لئے نہیں بلکہ تجارت کرنے کے لئے۔"

خاور زمان نے بے پروائی سے شانے سکوڑ کر کہا۔

"تمہاری مرضی!" اس کا آدھا چہرہ تاریکی میں تھا، اچانک اُس نے کہا "تم بالکل بے وقوف ہو۔"

پہلی بار شرجیل نے محسوس کیا کہ خاور زمان کسی اعصابی دباؤ میں مبتلا ہو گیا ہے۔

"اچھی بات ہے۔ الوداع ۔ ۔ ۔" کہہ کر خاور زمان نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور شرجیل کو مصافحہ کرنے کے لئے پستول کو بائیں ہاتھ میں منتقل

کرنا پڑا۔

"الوداع!" شرجیل بولا "میری نیک تمنائیں خاتون تہمینہ تک پہنچا دینا اور کیا تمہیں معلوم ہے کہ سماوک خاتون تہمینہ کا ایک پیغام لے کر مشرق کی طرف گیا ہے؟"

"کون سماوک؟" خاور خان چونک کر بولا۔

"اس سرائے کا مالک جہاں ہماری پہلی ملاقات ہوئی تھی۔"

"میں نہیں جانتا!" خاور زمان نے تلخ لہجے میں کہا اور دروازہ کھلا چھوڑ کر باہر نکل گیا۔

شرجیل بہت دیر تک جاگتا رہا، پھر اس پر غنودگی طاری ہو گئی۔ پتا نہیں کب تک اسی کیفیت میں رہا تھا، پھر اچانک دروازہ پیٹنے کی آواز پر جاگ پڑا۔ اُٹھ کر دروازہ کھولا، سامنے چوبی ٹنگا کھڑا نظر آیا۔ بہت زیادہ وحشت زدہ نظر آ رہا تھا۔ شرجیل کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتا ہوا بولا "وہ چلے گئے اور تم نے اُن کو نکل جانے دیا۔"

شرجیل اُس سے اپنا بازو چھڑا کر تیزی سے کھڑکی کے پاس آیا، سورج طلوع ہو رہا تھا اور گھاٹ کا وہ حصہ قطعی ویران تھا جہاں پچھلی شب تک دُخانی کشتی "آبی اژدہا" لنگر انداز رہی تھی۔

شرجیل کا دل ڈوبنے لگا۔

وہ چلے گئے! اور وہ بھی چلی گئی، وہ مایوسانہ انداز میں سوچتا رہا۔

• •

"تم نہیں جانتے کہ خاور زمان کتنا بڑا شیطان ہے۔" چوبی ٹنگا شرجیل کے عقب میں کھڑا ہوا کہہ رہا تھا۔ "شاید شیطان بھی اس سے پناہ مانگتا ہو۔"

شرجیل اُس کی طرف مڑا۔ چوبی ٹنگا کبھی اتنا زیادہ پریشان نہیں دکھائی دیا تھا۔

"میں کیا کر سکتا تھا!" شرجیل نے مایوسی سے کہا۔ "میں خاتون تہمینہ کے پاس گیا تھا، لیکن اُس نے میری بات سننے سے انکار کر دیا، لیکن خاور زمان پچھلی رات میرے پاس آیا تھا۔"

چوبی ٹنگا اُچھل پڑا اور حیرت زدہ آواز میں بولا۔

"وہ یہاں آیا تھا تمہارے پاس۔ اوہ میرے دوست۔"

اور جب شرجیل نے اُسے بتایا کہ خاور زمان کیا چاہتا تھا تو وہ سر ہلا کر بولا۔

"بلاشبہ لڑکی اُس کے قبضے میں ہے اور لڑکی کی کشتی بھی۔ شہامت بھی اُس کے قبضے میں ہے۔ اگر وہ تم پر ہاتھ ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا تو سلیٹ بالکل صاف ہو جاتی۔"

"کیسی سلیٹ!" شرجیل بولا۔ "تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"اُسے داراب سرکش کا نمائندہ کون ثابت کر سکتا ہے۔ تم۔ ہمایوں کی تلاش میں شمال کی طرف کون جا رہا ہے۔ اس کی بہن۔ اگر ہمایوں کی واپسی نہیں ہو سکی تو اس کی بہن کی واپسی بھی نہیں ہو سکے گی۔ شہامت کی بھی واپسی نہیں ہو سکے گی اور اگر وہ تمہیں بھی پا جاتا تو تم بھی۔"

"بس ختم کرو۔" شرجیل ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم تو خواب دیکھنے لگتے ہو۔"

"اور تم شاید ضحاک فیلگرون کا قتل بھول گئے" وہ جو زیارت گاہ کے بڑے عابد کا نمائندہ تھا۔"

"میں یقین کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتا کہ اُسے خاور زمان ہی نے قتل کیا ہو گا۔"

"لیکن اس نے مرنے سے پہلے داراب سرکش کا نام ضرور لیا تھا" چوبی ٹنگے نے کہا۔ "تم کیا سمجھتے ہو؟ میں کل سے غائب رہا ہوں؟ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ کہیں خاور زمان مجھے بہت قریب سے دیکھ کر پہچان نہ لے۔"

"بیٹھ جاؤ۔" شرجیل نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ہمیں پہلے ناشتہ کرنا چاہیئے پھر باتیں بھی ہو جائیں گی۔ کشتی تو اب نکل ہی گئی۔"

ضروریات سے فارغ ہو کر شرجیل نے لباس تبدیل کیا اور دونوں ناشتے کے لئے عمومی کمرے میں پہنچ گئے اور اپنے لئے ایک الگ تھلگ میز منتخب کی۔

شرجیل تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ "تم تو اس آدمی خاور زمان کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو۔ کیا مجھے بھی کچھ بتانا پسند کرو گے۔"

"میں اس کے بارے میں جانتا ہوں۔ وہ شیطان ہے۔ میں بھی بُرا آدمی ہوں لیکن شیطان نہیں ہوں۔ ہمیشہ آدمیت ہی کے جامے میں رہا ہوں۔ میں نے کبھی بے بس پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ بلاوجہ کبھی کسی کو قتل نہیں کیا۔ قتل بھی کیا ہے تو اس وقت کیا ہے جب یہ یقین ہو گیا ہے کہ میں خود مارا جاؤں گا۔ اگر میں نے مقابل کے ساتھ ذرہ برابر بھی رعایت برتی۔ لیکن وہ بے وجہ قتل

کرتا ہے کسی غصّے اور جھنجلاہٹ کے بغیر۔ اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہوتی ہے اور وہ مقابل کا گلا گھونٹ دیتا ہے خواہ وہ طاقتور ہو خواہ کمزور۔ میں نے کبھی کسی کمزور پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ کمزوروں کی گالیاں بھی سہتا رہا ہوں اُسے ہر آدمی سے نفرت ہے، وہ عورتوں سے شدید نفرت کرتا ہے اور وہ بیچاری لڑکی بھی بالآخر اس کی نفرت کا شکار ہو جائے گی۔ ہاں میں اس خبیث کو اچھی طرح جانتا ہوں لیکن اب شاید وہ مجھے نہیں پہچان سکتا۔ کیونکہ مجھ میں شدید تبدیلیاں ہوتی ہیں لیکن میں ڈرتا ہی رہا تھا کہ کہیں وہ مجھے پہچان نہ لے۔ میں وہ جو کبھی کسی سے نہیں ڈرا۔ اُس سے خائف ہوں۔ جب اُس سے سابقہ پڑا تھا تو میں جوان تھا۔ میرے چہرے پر داڑھی نہیں تھی اور میں دو عدد مضبوط ترین ٹانگوں کا مالک تھا۔ وہ بھی نوجوان ہی تھا لیکن یتیم دلیسیر اُس کے ماں باپ دونوں مر گئے تھے ایک رحمدل خاندان نے اس کی پرورش کی تھی۔ لیکن اس نے ایک موقع پر اپنے محسنوں کو بھی قتل کر کے ان کی دولت پر قبضہ کر لیا۔ اُن کے وارثوں کو بھی اُس نے زندہ نہ چھوڑا تھا۔ جب بستی کے سردار کو اس کی خبر ہوئی تو وہ سب کچھ سمیٹ کر مشرق کی طرف بھاگ نکلا۔ میں اُن دنوں بحرِ ہند میں قزاقوں کے ایک جہاز پر تھا کسی طرح اس کی رسائی بھی ہم قزاقوں تک ہو گئی۔ ہمارے سردار نے اُسے جہاز پر سوار کرا لیا۔ ہم اُن دنوں اپنے پہلے گزرنے والے قزاقوں کے خزانے تلاش کر رہے تھے۔ بحرِ ہند میں بے شمار ویران جزیرے بکھرے ہوئے تھے، انہی جزائر میں سے ایک پر ہم نے ایک دن اپنا جہاز لنگر انداز کیا۔ ہمارے پاس جو کچھ مال تھا ہم اُسے اُس جزیرے میں دفن کرنا چاہتے

تھے۔ خاور زمان سمیت ہم چار تھے، یہ ہم چاروں کا مال تھا اور ہم اسے یہاں دفن کر کے محفوظ کرنا چاہتے تھے۔ خاور زمان اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان اور شراب کی بوتلیں لے کر جہاز سے اترا تھا۔ ہم لوگ خوب شرابیں پیتے رہے۔ میں نے تو کم ہی پی تھی، مجھے خوراک کی ضرورت تھی۔ بہت جلد جلد بھوک لگا کرتی تھی اُن دنوں۔ میں نے بھنا ہوا گوشت چُرایا اور اس خیال سے کہ کہیں کسی نے دیکھ نہ لیا ہو، میں نے گوشت کے ٹکڑے کو ڈھلان میں پھینک دیا اور میں نے دیکھا کہ جہاں ٹوکری رکھی ہوئی تھی وہیں ایک بڑا سا جنگلی چوہا دم توڑ رہا تھا۔ بالکل ایسا ہی لگتا تھا جیسے اُسے زہر دیا گیا ہو۔ میں ایک دم ساحل کی طرف دوڑ پڑا تھا۔ جہاں وہ تینوں کھا پی رہے تھے، میں نے ایک دم شور مچا دیا کہ وہ جو کچھ بھی کھا پی رہے ہیں زہریلا ہے۔ خاور زمان نے مڑ کر مجھ پر فائر کیا تھا۔ لیکن میں پینترہ بدل کر بچ گیا۔ جوانی کا زمانہ تھا اس لئے جسم میں بے حد پھرتیلا پن تھا۔ پھر میں دوڑتا چلا گیا تھا۔ خاور زمان نے میرا تعاقب نہیں کیا تھا۔ البتہ میں اُن دونوں مرنے والوں کی چیخیں سُن رہا تھا۔ خاور زمان نے یہ حرکت صرف اس وجہ سے کی تھی کہ چاروں میں صرف وہی زندہ رہے اور سارے مال اور کشتی پر خود قابض ہو جائے وہ تین دن تک میرا پیچھا کرتا رہا اور ہر جگہ وہ میرے لئے کھانے پینے کی کوئی نہ کوئی زہریلی چیز ضرور چھوڑ جاتا تھا۔ میں دیکھتا کہ چوہے اور دوسرے جنگلی جانور انہیں کھا کھا کر مر رہے ہیں۔ آخر تھک ہار کر وہ چوتھے دِن تنہا کشتی لے کر وہاں سے چلا گیا۔"

چوہنگا خاموش ہو کر لمبی لمبی سانسیں لینے لگا۔

"اور وہ سارا مال؟" شرجیل نے سوال کیا۔

"وہ احمق نہیں تھا۔ وہ اُسے ساتھ ہی لے گیا تھا اس کے چلے جانے کے بعد مَیں نے اپنے دونوں ساتھیوں کی لاشیں تنہا دفن کیں۔ سات ماہ تک میں تنہا اسی جزیرے میں بھٹکتا رہا تھا۔ جنگلی پھل کھا کھا کر زندہ رہا تھا پھر اُدھر سے گزرنے والے ایک جہاز نے مجھے اس قیدِ تنہائی سے نجات دلائی تھی وہ خبیث ہے۔ وہ مجھے نہیں پہچان سکا اور اَب مَیں محض اس لئے زندہ رہنا چاہوں گا کہ اُسے مرتا ہوا دیکھوں۔"

"ہاں دوست! میں سمجھتا ہوں۔ مجھے تمہارے جذبات کا احساس ہے۔" شرجیل نے نرم لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ آسانی سے نہیں مر سکتا۔ شرجیل اسے یاد رکھنا' فنونِ سپہ گری کی ایسی مہارت رکھتا ہے کہ پوری پوری فوجوں کو لڑوا سکتا ہے۔ خود بھی ایک معمولی سپاہی کی طرح لڑ سکتا ہے اور دیکھو! مَیں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں کہ اسے براہِ راست کبھی غصّہ نہ دلانا ورنہ وہ تمہیں آن واحد میں مار ڈالے گا۔"

"مجھے یقین نہیں ہے کیونکہ پچھلی رات بھی مَیں نے اسے خاصا غصّہ دلایا تھا اور پوری طرح ہوشیار تھا۔"

"اور تم نے خاتون تہمینہ کو بھی اُس درندے کے حوالے کر دیا' محض اپنی اَنا کی خاطر۔"

"اپنی اَنا کی بات ہوتی تو میں اُس سے ملنے ہی کیوں جاتا لیکن اب ایسا بھی کیا کہ میں خادرزمان کی پیشکش قبول کر لیتا۔"

چوبی ٹنگا کچھ سوچنے لگا پھر بڑبڑایا "دُخانی کشتی کے ذریعے بھی وہ کم از کم گیارہ بارہ دِن میں شمالی سرحد تک پہنچ سکیں گے۔"

"اچھا اگر ہم دریا کے کنارے کنارے ہی گھوڑوں پر سفر کریں اور پھر کسی خاص جگہ سے دریا پار کر لیں تو ہمیں کتنا عرصہ لگے گا؟"

"مجھے سوچنے دو کہ کہاں سے دریا پار کر کے منزلِ مقصود تک پہنچنے میں دشواری نہ ہو گی۔"

وہ خاموش ہو کر سوچ میں ڈوب گیا پھر اچانک چونک کر شرجیل کی کلائی مضبوطی سے پکڑ لی اور بڑے جذباتی انداز میں بولا "کیا واقعی تم ایسا کوئی ارادہ رکھتے ہو؟"

"ہاں! میں یہی سوچ رہا ہوں۔" شرجیل نے کہا۔

"اس طرح ہم بائیس روز میں منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں گے اور مَیں بخوبی جانتا ہوں کہ ہم کس جگہ سے دریا پار کریں گے۔ آخر میری زندگی بھی تو گھومتے پھرتے ہی گذر گئی ہے۔"

شرجیل نے کئی سنہری سکّے اس کے سامنے ڈال دیئے اور بولا۔ "ان سے کھانے پینے اور دوسری ضروریات کی چیزیں خرید لو۔ ہم کل ہی روانہ ہو جائیں گے۔"

بہر حال شماوری سے مل کر اس سے معذرت بھی کرنی تھی اور اُسے بتانا تھا کہ وہ فی الحال اس کے لئے کام کیوں نہیں کر سکتا۔

شرجیل اُس سے ملا اور سارے حالات اُس کے گوش گزار کر دیئے۔

بہروز شماری نے کہا: "اس سرزمین کا تحفظ ہم سب کا فرض ہے۔ میں بڑی مسرت محسوس کرتا ہوں شرجیل! شمال کا فتنہ پھیل کر سارے شکرال کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتاؤ۔ میں اپنے لئے فخر محسوس کروں گا۔ میرے پاس درجنوں عمدہ قسم کے گھوڑے ہیں۔"

پھر اس نے ایک اہلکار کو بلا کر کہا: "شرجیل کو اصطبل میں لے جاؤ اور جتنے گھوڑے یہ منتخب کریں ان کے حوالے کر دو۔"

"میں آپ کا شکر گزار ہوں سردار۔" شرجیل نے کہا۔

"شکر گزاری کی ضرورت نہیں۔ یہ ہم سب کا کام ہے۔"

دوسرے روز سفر شروع ہو گیا تھا۔ دونوں دن بھر سفر کرتے رہے۔ ایک گھوڑے پر انہوں نے اپنا سامان بار کیا تھا۔ دو گھوڑوں پر خود سوار تھے، اور دو فالتو گھوڑے بھی ساتھ تھے، ان پر کوئی وزن نہیں تھا۔ وہ اس لئے تھے کہ سواری کے گھوڑے تھک جائیں تو پھر انہیں استعمال کیا جاتے۔

غروب آفتاب کے وقت تک ان کا سفر جاری رہا۔ پھر انہوں نے ایک جگہ رک کر گھوڑے تبدیل کئے اور سفر پھر شروع ہو گیا، جو آدھی رات تک جاری رہا تھا۔ جنگل کے درمیان انہوں نے پڑاؤ کیا اور گھوڑے چرنے کے لئے چھوڑ دیئے۔

سات یوم تک وہ دن رات سفر کرتے رہے۔ جنگل کا گھنا پن آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا تھا اور چھوٹے چھوٹے کم پتوں والے درخت نظر آنے لگے تھے دونوں ہی بڑی تھکن محسوس کرنے لگے تھے۔

"کیا دو ایک دن آرام کا ارادہ ہے؟" چوبی ٹنگے نے آٹھویں دن شرجیل سے پوچھا۔

"ہاں! میں بھی یہی سوچ رہا تھا ورنہ کہیں جانور ناکارہ نہ ہو جائیں۔" شرجیل بولا۔

چوبی ٹنگے نے جلد ہی قیام کے لئے ایک محفوظ جگہ تلاش کر لی۔

دفعتاً شرجیل نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنیں اور چوبی ٹنگا بھی چونکنا ہو گیا۔ آوازیں اُسی پگڈنڈی سے آئی تھیں، جسے چھوڑ کر وہ اس پوشیدہ اور محفوظ مقام پر آ گئے تھے۔

"دُور دُور تک ان کا پتہ نہیں!" نامعلوم سواروں میں سے کسی نے کہا۔

"میرا خیال ہے وہ ہم سے بہت آگے جا رہے ہیں۔"

"کچھ بھی ہو۔" دوسری آواز آئی۔ "ہم رات تک انہیں جا لیں گے۔"

شرجیل راستے بھر یہی سوچتا آیا تھا اگر کسی نے اُن کا تعاقب کرنے کی کوشش کر بھی ڈالی تو اُسے کامیابی نہیں ہوگی، کیونکہ راستے کی زمین پتھریلی تھی لہٰذا اس پر سُموں کے نشانات نہیں بن رہے تھے۔

شرجیل اُن کی گفتگو بڑی دلچسپی سے سنتا رہا۔ ان میں سے ایک کہہ رہا تھا۔

"اگر آج رات تک ہم نے ان کا سُراغ نہ پالیا تو سردار خاور زمان بہت بُری طرح پیش آئے گا۔"

شرجیل نے مُسکرا کر سر کو جنبش دی اور چوبی ٹنگے کی طرف دیکھنے لگا۔ اُس

کی آنکھوں میں بھی شرارت آمیز تاثرات پائے جاتے تھے۔

شرجیل نے جھانک کر دیکھا۔ نشیب میں پگڈنڈی پر چار سوار نظر آئے۔ چاروں مسلح تھے اور بے حد خطرناک معلوم ہوتے تھے ان میں سے ایک بہت دبلا پتلا تھا۔ اس کا چہرہ شرجیل نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ وہ جھاڑیاں ہٹانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ وہ یہاں سے اُن پر حملہ آور بھی ہو سکتے تھے لیکن انہیں علم نہیں تھا کہ ان کے پیچھے بھی اور کتنے ہوں۔ خاور زمان شرجیل کی طرف سے مطمئن نہیں تھا اس لئے اپنی عدم موجودگی میں بھی اس سے متعلق کچھ نہ کچھ ایسا انتظام کر گیا تھا، جو اُس کی راہ میں دیوار بن جائے۔

شرجیل اور چوبی ٹنگے نے اپنے ریوالور نکال لئے تھے اگر کسی طرح اُن چاروں کی نظریں اُن کی طرف اٹھ جاتیں تو وہ فوری طور پر اپنا تحفظ کر سکیں لیکن وہ آگے بڑھ گئے، اُن کے گھوڑے تیزی سے دوڑ رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ شرجیل نے چوبی ٹنگے سے کہا۔ "روانگی کی تیاری کرو۔ ہم راستہ چھوڑ کر جنگل کے اندر سے راستہ بنائیں گے۔ اگر ہمیں وہ پھر نظر آئے تو ہم بیدریغ ان پر حملہ کر دیں گے۔ کیا سمجھے؟"

وہ جنگلوں سے نکل کر روشن بستی میں داخل ہوئے اور یہ سچ مچ

روشن بستی ہی لگ رہی تھی۔ پورا چاند آسمان پر چمک رہا تھا اور بستی چاندنی میں نہائی ہوئی تھی۔

سرائے کے اصطبل میں انہوں نے اپنے گھوڑے باندھے اور اصطبل ہی کے مالک سے قیام کے لئے ایک جگہ کا پتہ بھی معلوم کیا۔ کوئی خاتون اجلالہ تھی، جو ایک اچھی سی سرائے چلا رہی تھی لیکن وہ لوگوں کی حیثیت اور شخصیت کی بنیاد پر اپنی سرائے میں ٹھہرنے کی اجازت دیتی تھی، ہر کس و ناکس کی رسائی وہاں تک نہیں تھی۔ بہرحال اِن دونوں کو خاتون اجلالہ کی سرائے میں جگہ مل گئی۔

خاتون اجلالہ نے شرجیل کو تو پسندیدگی سے دیکھا تھا، لیکن چوبی ٹنگے کو دیکھ کر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ شرجیل بولا۔ "میں اپنے ساتھی کی شرافت کی ضمانت دے سکتا ہوں اور محترمہ مجھے کسی ایسی جگہ کا پتا بتا دیجئے جہاں مجھے تازہ ترین خبریں مل سکیں۔"

"اگر صرف افواہیں اور لطیفے سننا چاہو تو میر طومان کے کنزک میں چلے جاؤ اگر واقعی تمہیں ڈھنگ کی خبروں کی ضرورت ہے تو سوربجان کنزک کا رُخ کرو جہاں ڈھنگ کے لوگ بیٹھتے ہیں وہاں علمی اور سیاسی باتیں ہوتی ہیں۔ سکرال کے مختلف علاقوں کے تاجر بھی وہیں بیٹھتے ہیں۔"

شرجیل نے سب سے پہلے میر طومان ہی کی کنزک میں قدم رکھا اور میر طومان سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا "میں اس دُخانی کشتی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں جس پر بحری اژدہے کی تصویر بنی ہوتی ہے۔"

"آتی جاتی رہتی ہے" میرطومان نے کہا "بہت دنوں سے نہیں دکھائی دی۔ لوگ سینکڑوں کی تعداد میں آتے ہیں۔ دریائی سفر کرتے ہیں اور کہیں غائب ہو جاتے ہیں، جو پتا نہیں کہاں جاتے اور کیا کرتے ہیں۔ واپسی کبھی نہیں ہوتی۔"

شرجیل نے کہا "تم جانتے ہو کہ وہ کہاں جاتے ہیں اور کہاں غائب ہو جاتے ہیں۔ میری طرف دیکھو! میں گلگت کی زیارت گاہ سے آیا ہوں اور شمال کے اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا میرا کام ہوگا۔"

"ربِ عظیم کا نام اونچا رہے!" میرطومان اپنی جگہ سے اٹھ کر بولا "تم سرخسان کے شرجیل خاندان سے تو نہیں ہو۔"

"تم ٹھیک سمجھے میرطومان! میں خاتون اجلالہ کی سرائے میں مقیم ہوں۔ کوئی اہم خبر ملے تو مجھ تک ضرور پہنچانا۔" شرجیل نے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا سردار! ربِ عظیم کا نام اونچا رہے۔"

واپسی پر چوبی ٹننگے نے پوچھا "کیا دوسرا کزک بھی دیکھو گے۔؟"

"نہیں! میں نے میرطومان کے ذہن میں سب کچھ آثار دیا ہے وہ میرے لئے انواہیں نہیں لائے گا۔"

یہ دونوں پیدل ہی کزک تک آئے تھے اور واپسی بھی پیدل ہی ہو رہی تھی۔ ایک جگہ جب وہ چڑھائی پر چڑھ رہے تھے۔ اچانک دونوں کی چھٹی حس بیدار ہو گئی اور وہ تیزی سے ایک چٹان سے جا لگے۔ سامنے جنگل چاندنی میں ڈوبا ہوا تھا اور گھنیرے سائے دشمنوں کی بہترین کمین گاہ

ثابت ہو سکتے تھے۔ شرجیل نے اپنی پیٹی سے پستول نکال لیا۔ چھٹی حس نے ایک جانب اشارہ کیا اور شرجیل نے جھاڑیوں میں فائر کر دیا۔ ایک چیخ بلند ہوئی اور ایک سایہ ناچتا کودتا ہوا عین راستے پر ڈھیر ہو گیا۔ پھر تو جھاڑیوں سے فائروں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی تھی۔ شرجیل اوٹ میں تھا۔ اچانک اس نے چوبی ٹننگے کو بھی اچھل کر راستے ہی پر جا گرتے دیکھا اور بے حد مضطرب ہو گیا کیا اس کے گولی لگی تھی۔ جھاڑیوں سے پھر فائر ہوتے اور شرجیل کو اس کی طرف متوجہ ہو جانا پڑا۔ وہ بھی برابر فائر کرتا رہا۔ اسی دوران میں اچانک اس کی نظر چوبی ٹننگے کی لاش پر پڑی اور وہ کھل اٹھا۔ کیونکہ لاش آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی جھاڑیوں کی طرف بڑھ رہی تھی اور اس کے داہنے ہاتھ میں کوئی چیز چمک رہی تھی۔ اوہو۔ اس کے ہاتھ میں تو چاقو تھا اور وہ نہایت خاموشی سے جھاڑیوں میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جھاڑیوں سے فائر ہوتے رہے لیکن اس بار شرجیل نے فائر نہیں کیا وہ چاہتا تھا کہ حملہ آور سامنے آ جائیں تب پھر شکار کھیلے۔ اچانک جھاڑیوں سے کسی نے چوبی ٹننگے پر چھلانگ لگائی اور چیخ مار کر دوسری طرف الٹ گیا۔ شاید چوبی ٹننگے کا چاقو تیزی سے اپنا کام کر گیا تھا۔

بس پھر کیا تھا کئی آدمی جھاڑیوں سے نکل کر چوبی ٹننگے پر ٹوٹ ہی پڑنا ہی چاہتے تھے کہ شرجیل چٹان کی اوٹ سے نکل کر ان پر جھپٹ پڑا۔ پستول کے دستے سے ایک کے سر پر ضرب لگائی اور وہ ڈھیر ہو گیا لیکن ساتھ ہی شرجیل کا پستول بھی ہاتھ سے نکل گیا، لیکن شاید اب حملہ آوروں کو بھی پستول استعمال

کرنے کا ہوش نہیں تھا۔ شرجیل کے خوفناک مکوں کے مقابلے میں انہوں نے بھی جنگِ مغلوبہ شروع کر دی تھی۔ مکے اور پستولوں کے دستے چل رہے تھے۔ چوبی ٹنگے کا چاقو بھی اس دوران میں اُس کی گرفت سے نکل گیا تھا لہٰذا اس نے اپنی چوبی ٹانگ کے تسمے کھول کر اُسے اپنے داہنے ہاتھ میں لے لیا تھا اور لیٹے لیٹے دشمنوں کی کھوپڑیوں پر قیامتیں ڈھا رہا تھا۔ شرجیل کے مکے سے اُچھل کر جو بھی اس کی طرف جاتا کھوپڑی پر چوبی ٹانگ کی ضرب وصول کرتا اور قطعی طور پر ڈھیر ہو جاتا۔

دیکھتے ہی دیکھتے راستے پر تقریباً چھ افراد بے حس و حرکت پڑے تھے اور کچھ فرار ہو گئے تھے۔ شرجیل نے چوبی ٹنگے کو بٹھا دیا اور اس کی چوبی ٹانگ کے تسمے کسنے لگا۔

"شرجیل! تم بہترین لڑاکے ہو" چوبی ٹنگا ہانپتا ہوا بولا۔ "مجھے اس وقت اندازہ ہوا۔"

"تم کسی سے کم ہو اُستاد!" شرجیل اس کا شانہ تھپک کر بولا۔ "ان معاملات سے نپٹنے کے بعد کچھ دن تمہاری شاگردی کروں گا۔"

"میری بات چھوڑ دو! میں تو اب چراغِ سحری ہوں اچھا دیکھو ان میں سے کون کون مرا ہے اور کون زندہ ہے؟"

موت صرف اسی کی واقع ہوئی تھی جو شرجیل کی گولی کھا کر ناچتا ہوا جھاڑیوں سے نکلا تھا۔ دوسرے سانسیں لے رہے تھے، لیکن کوئی بھی ہوش میں نہیں تھا۔

"سنو! شرجیل" چوبی ٹنگے نے کہا۔ "یہ وہی لوگ معلوم ہوتے ہیں جو ہمارا تعاقب کر رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ کُل دس افراد تھے چھ یہاں پڑے ہیں اور چار نکل بھاگے۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" شرجیل نے کہا اور چوبی ٹنگے کو سہارا دے کر اٹھاتا ہوا بولا۔ "بس اب ہمیں جلد از جلد سرائے تک پہنچ جانا چاہیے۔"

انہوں نے جلد ہی مسافت طے کر لی تھی۔ خاتون انہیں اس حال میں دیکھ کر ہکا بکا رہ گئی۔ شرجیل کے چہرے پر کئی جگہ ورم تھا اور چوبی ٹنگے کے لباس پر خون کے دھبے نظر آ رہے تھے۔

"تم لوگ کیا کرتے پھر رہے ہو؟" وہ خوفزدہ لہجے میں بولی۔ "مجھے علم نہیں تھا ورنہ . . ."

"محترم خاتون! تم حالات سے بے خبر نہیں ہو!" شرجیل نے کہا۔ "کیا تم نہیں جانتیں کہ شمال میں کیا ہو رہا ہے۔ غور سے سنو! میں گلترنگ کی زیارت گاہ کا ایک سپاہی ہوں اور اس فتنے کا سر کچلنے کے لئے آیا ہوں۔"

"ربِ عظیم کا نام اُونچا رہے!" وہ پیچھے ہٹتی ہوئی بولی۔ "آؤ۔ آؤ۔ اپنے کمرے میں چلو۔ میں تم دونوں کی مرہم پٹی کروں گی۔ گلترنگ کے سپاہی! مجھے معاف کر دو۔"

اُس نے اُن دونوں کی مرہم پٹی کی تھی اور دوسرے دن انہیں سرائے سے نہیں نکلنے دیا تھا۔

"تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔" اس نے کہا۔ "اور جب میں مناسب سمجھوں گی تمہیں باہر جانے دوں گی۔"

دوسری شام کو وہ اُن کے کمرے میں آئی اور آہستہ سے بولی ۔

"میر طوبان آیا ہے، تم سے ملنا چاہتا ہے۔"

"اُسے یہاں لے آیئے خاتون!" شرجیل نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

اس کے بعد صرف میر طوبان ہی کمرے میں داخل ہوا تھا۔ خاتون اجلالہ اُس کے ساتھ نہیں آئی تھی سمجھدار عورت معلوم ہوتی تھی ۔

میر طوبان نے دُخانی کشتی کے پہنچنے کی اطلاع دیتے ہوئے کہا۔ "وہ گھاٹ پر لنگر انداز ہے اور اُس پر سے صرف تین افراد اُترے ہیں۔ ایک بے حد خوبرو خاتون ہیں اور دو مرد ہیں۔"

شرجیل سمجھ گیا کہ خاتون تہمینہ اور اس کے دونوں ساتھی ہوں گے لیکن کیا اب بھی تہمینہ اس کی بات سُن لے گی، ناممکن ہی معلوم ہوتا ہے، وہ ایسی مٹی سے نہیں بنی، جو آتے دن نم ہوتی رہتی ہے، خیر دیکھا جائے گا۔ وہ دخانی کشتی تو نظر میں ہے، جس پر وہ سفر کر رہی ہے۔ کبھی نہ کبھی تو اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوگا اور اُسے کسی دوست کی ضرورت محسوس ہو گی۔

میر طوبان چلا گیا تھا۔

چوبی ٹنگے نے کہا۔ "مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اس بستی میں خاور زمان کا بھی اثر ہو۔"

"مجھے بھی کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے۔" شرجیل بولا۔ "لوٹ مار کی دولت سے لوگ خریدے جا رہے ہیں، لیکن سبھی بے ایمان نہیں، جنہیں معلوم ہو گیا ہے کہ میں کون ہوں وہ میری مرضی ہی کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ میر طوفان کو تم نے نے دیکھ ہی لیا۔"

چوبی ٹنگا طویل سانس لے کر بولا۔ "ہاں۔"

اس کے بعد اس نے خاموشی اختیار کر لی تھی، تیسرے دن بھی دونوں آرام کرتے رہے، البتہ تیسری شام کو شرجیل باہر جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ چوبی ٹنگے نے بھی اس کے ساتھ جانا چاہا، لیکن شرجیل نے کہا۔ "تمہاری وجہ سے لوگ فوری طور پر ہم دونوں کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اب میں جو کچھ بھی کرنا چاہتا ہوں اُس میں رازداری کو دخل ہوگا۔"

"جیسی تمہاری مرضی!" چوبی ٹنگے نے مایوسی سے کہا۔

بہر حال جب شرجیل باہر نکلا اور اِدھر اُدھر والوں کی گفتگو سنی تو اسے معلوم ہوا کہ میر طوبان کی فراہم کردہ اطلاع صرف اسی حد تک درست تھی کہ تہمینہ اپنے دونوں ساتھیوں سمیت گھاٹ پر اتری تھی لیکن وہ تینوں ایک چھوٹی کشتی میں گھاٹ پر آئے تھے۔ دُخانی کشتی "بحری اژدہا" کسی چھوٹے سے جزیرے میں لنگر انداز تھی۔ روشن بستی کے گھاٹ پر لنگر انداز نہیں ہوئی تھی۔

جس وقت شرجیل یہ ساری معلومات فراہم کرتا پھر رہا تھا۔ دو آدمی اس کی نگرانی کرتے رہے تھے اور شرجیل اُن سے بے خبر بھی نہیں تھا۔

لوگوں سے مختلف قسم کی گفت گو کے دوران میں اس نے اندازہ لگایا کہ یہاں سردار خاور زمان کو عام طور پر پسند کیا جاتا ہے اور زیادہ لوگ اُسے جانتے ہیں۔

بالآخر شرجیل ایک بقال کی دکان میں آ کھڑا ہوا۔ چوبی ٹھنگے کے لئے تمباکو خریدنا چاہتا تھا۔ تمباکو خرید کر مڑنے ہی والا تھا کہ کسی نے کہا "عجیب خبط الحواس لوگ ہیں یہاں کے" یہ ایک صحت مند اور بلند و بالا نوجوان تھا۔

"شاید میں شرجیل سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل کر رہا ہوں" اس نے کہا۔

"تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا ؟"

"میرطومان نے بتایا تھا۔ تمہاری بھیجی ہوئی خبریں زیارت گاہ تک پہنچ گئی ہیں۔ مقتول ضحاک نیلگرون میرا بھائی تھا"

"اوہ . . . اچھا . . . !" کہہ کر شرجیل نے بڑی گرمجوشی سے معانقہ کیا۔

"میرا نام شہمود ہے" اس نے کہا "تم حیرت انگیز آدمی ہو جس انداز سے سفر کرتے رہے تھے اسے دیکھ کر بڑے بڑوں کے چھکے چھوٹ جائیں"

"تم کیا جانو ؟"

"میں بھی تمہارے ہی نقش قدم پر چلتا ہوا یہاں تک پہنچا ہوں"

"اوہو، تو تم بھی یہیں ہو" اچانک ایک نسوانی آواز سنائی دی اور شرجیل چونک پڑا۔ خاور زمان اور خاتون تہمینہ دوکان میں داخل ہو رہے تھے۔ دونوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

"کیا خریداری ہو رہی ہے ؟" تہمینہ نے پوچھا۔

"ہاں خاتون ! کچھ ضروریات کی چیزیں !" شرجیل نے کہا۔ اور شہمود کا تعارف کرانے کے لئے مڑا لیکن شہمود کا تو کہیں پتا نہ تھا۔

"تم متحیر نظر آ رہے ہو ؟" خاور زمان نے کہا۔

"مجھے متحیر نظر آنا ہی چاہیے . . . میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اچانک یہاں اس طرح ملاقات ہو جائے گی"

"ہم یہاں صرف آج کل قیام کریں گے" تہمینہ نے کہا۔ "اس لئے یہاں رکے تھے کہ شاید یہیں سے میرے بھائی ہمایوں کے بارے میں کچھ معلوم ہو جائے یہاں ایک ایسا آدمی ہے جو خاصا باخبر رہتا ہے لیکن خبروں کو اس طرح پھیلاتا ہے جیسے افواہیں اڑاتا ہو"

"میرطومان کی بات تو نہیں ہے" شرجیل نے کہا۔

"اوہ ! تو کیا تم اس سے مل چکے ہو ؟"

"ہاں ! مجھے پھر کچھ دنوں کام کی ضرورت پیش آ گئی ہے۔ میں نے سوچا شاید یہاں مل جائے لیکن اس نے کہا کہ کام تو شمال میں ہو رہا ہے۔ وہیں چلے جاؤ۔ نئی نئی بستیاں بسائی جا رہی ہیں"

پھر شرجیل نے اُس سے خانم بلاذری کے بارے میں پوچھا۔

"وہ ابھی دخانی کشتی پر ہے اور کچھ علیل ہو گئی ہے"

"کیا میں ان کی مزاج پرسی کے لئے کشتی پر آ سکتا ہوں" شرجیل نے پوچھا۔

"قطعی نہیں۔ . . . کیونکہ کشتی . . . !"

خاورزمان تہمینہ کی بات کاٹ کر بولا "وہ بیماری کی حالت میں کسی سے ملنا پسند نہیں کرتی۔"

تہمینہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گئی۔

"خیر پھر کبھی سہی!" شرجیل نے کہا۔ لیکن وہ اب بھی سخت متحیر تھا۔ اپنے ساتھ تہمینہ کا یہ نرم رویہ ابھی تک اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

"اچھا سردار خاورزمان! میرا خیال ہے کہ میرا میرطومان سے ملنا ضروری ہے۔" تہمینہ نے کہا "دو گھنٹے بعد کشتی پر پہنچ جاؤں گی۔ شرجیل مجھے میرطومان کے پاس لے جائیں گے۔"

خاورزمان کے انداز سے ایسا معلوم ہوا جیسے ہکا بکا رہ گیا ہو۔ تہمینہ کا رویہ غالباً اس کے لئے غیر متوقع تھا۔

"کیا یہ کام اسی وقت ہونا ضروری ہے۔" خاورزمان نے کہا "پھر کسی وقت سہی! ابھی بہت ضروری کام باقی ہیں۔"

"تمہارا جس طرح دل چاہے اُن کاموں کو نپٹاؤ۔" تہمینہ نے شرجیل کا بازو پکڑتے ہوئے کہا "چلو شرجیل۔"

شرجیل جھرجھری سی لے کر رہ گیا۔ اُسے تو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے خواب دیکھ رہا ہو۔

کیا تہمینہ اس رویے سے یہ تاثر دینا چاہتی تھی کہ وہ اب بھی اپنی مرضی کی مالک ہے۔ خواہ خاورزمان کسی حیثیت کا مالک ہو اور شاید شرجیل

پر بھی جتانا چاہتی تھی کہ خاورزمان بہرحال اس کا زیردست ہے۔ محض ملازم کی حیثیت رکھتا ہے خود شرجیل کو اس کی معیت میں اپنی ملازمانہ حیثیت پسند نہیں تھی۔ اس لئے وہ اُس سے کٹا کٹا رہتا تھا۔

خاورزمان نے پھر کچھ کہنا چاہا تھا لیکن وہ شرجیل کا بازو تھامے ہوئے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"تم نے بہت تیزی سے سفر کیا ہے۔" وہ باہر نکل کر بولی۔

شرجیل نے مڑ کر دیکھا۔ خاورزمان پیچھے آتا نہیں دکھائی دیا تھا۔

"مجھے تیزی سے سفر کرنا پڑا تھا۔" شرجیل نے کہا۔ "میں تم سے پہلے یہاں پہنچنا چاہتا تھا۔"

"کیوں؟" تہمینہ نے متحیرانہ انداز میں پوچھا۔

"اس لئے کہ شاید آپ کو میری مدد کی ضرورت پیش آجائے۔"

"تم ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکے۔ کبھی اتنے مہربان ہو جاتے ہو اور کبھی بے مروتی سے پیش آتے ہو۔"

"یہی میں آپ کے لئے بھی کہہ سکتا ہوں۔ شاید ہم دونوں ایک ہی جیسے ہیں۔"

تہمینہ ہنس کر خاموش ہو رہی۔ تھوڑی دیر بعد وہ میرطومان کے کمرے تک پہنچ گئے۔ میرطومان انہیں دیکھ کر اٹھ گیا اور پھر تعظیماً جھک کر بولا۔

"یقیناً میں خاتون تہمینہ سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔"

"آپ کا خیال درست ہے۔" تہمینہ نے کہا۔

شرجیل نے اس کے لئے کرسی کھسکائی اور وہ بیٹھتی ہوئی میرطومان سے بولی "میرے بھائی ہمایوں سے آپ کی ملاقات ہوئی تھی"

"بے شک ہوئی تھی اور وہ میرے ہی مہمان تھے۔ انہوں نے بتایا تھا کہ وہ بعض پودوں اور جڑی بوٹیوں کی تلاش میں شمال کا سفر کر رہے ہیں وہ تین دن یہاں قیام کر کے ایک بڑی کشتی میں شمال کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ اس کے بعد سے میں اُن کے بارے میں کچھ بھی نہیں سن سکا تھا لیکن خاتون میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ روشن بستی میں قیام کریں اور ہم محترم ہمایوں کا پتہ لگانے کی کوشش کریں گے"

"نہیں مجھے جانا ہی پڑے گا جب میری دُخانی کشتی کی شہرت وہاں ہو گی تو ہمایوں کو اس کی اطلاع ضرور ہو جائے گی اور وہ خود ہی مجھ تک پہنچ جائے گا"

"اگر وہ دشمنوں کی قید میں نہ ہوئے تو" شرجیل نے کہا اور تہمینہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہو گئی اور بولی۔

"بھلا تمہیں اس معاملے سے کیا دلچسپی تم تو اُس علاقے کے بھی نہیں ہو؟"

"میں شکرالی ہوں محترمہ! سرخسان شکرال کا ایک حصہ ہے"

"سرخسان؟" میرطومان چونک کر بولا "شرجیل!... اور کہیں تم سردار شرجیل کے گھرانے سے تعلق تو نہیں رکھتے؟"

"اس سلسلے کا آخری فرد!" شرجیل ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ تہمینہ

اُس کو عجیب نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔

اچانک میرطومان نے شرجیل سے کہا "میرے پاس کچھ نادر و نایاب قسم کا اسلحہ ہے ہو سکتا ہے تمہیں پسند آئے سردار شرجیل۔ تم اسے دیکھ لو۔ اگر شمال کی طرف سفر کرنے کا ارادہ ہے بہت مناسب داموں پر تمہیں مل جائے گا"

پھر میرطومان نے اپنے ایک ملازم کو آواز دی اور اس کے آنے پر کہا کہ وہ شرجیل کو مغربی سیاح کا اسلحہ دکھا دے، جو اُس نے فروخت کے لئے اس کے پاس رکھوایا تھا۔

شرجیل ملازم کے پاس اسلحہ دیکھنے چلا گیا۔ تہمینہ میرطومان ہی کے پاس ٹھہری رہی تھی۔ شرجیل اچھی طرح سمجھتا تھا کہ میرطومان اس کی عدم موجودگی میں کسی قسم کی گفتگو تہمینہ سے کرنا چاہتا تھا۔

شرجیل نے اسلحہ دیکھا۔ دو عمدہ قسم کے پستول تھے اور ایک نہایت نفیس قسم کی رائفل جسے بڑی پھرتی سے بھرا اور خالی کیا جا سکتا تھا۔ پستول پانچ پانچ فائروں کے تھے۔ تینوں چیزیں شرجیل کو پسند آئی تھیں۔ ملازم نے بتایا کہ ان کی قیمت میرطومان ہی بتا سکے گا۔ پھر وہ اس کمرے میں پلٹ آیا جہاں تہمینہ اور میرطومان کو چھوڑ گیا تھا لیکن اب یہاں صرف میرطومان ہی نظر آیا اور اس نے شرجیل کو بتایا کہ وہ شام کو دوبارہ خاتون تہمینہ سے مل سکے گا۔

"آج شب کو میں اپنی قیام گاہ پر خاتون تہمینہ کے اعزاز میں ایک تقریب

برپا کر رہا ہوں۔ تمہیں مدعو کرتا ہوں۔ کیا تم آؤ گے؟"

"ہاں ہاں! کیا تمہیں اس پر کوئی اعتراض ہے؟"

"قطعی نہیں! ہاں تو اس اسلحہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا میں انہیں خرید سکوں گا۔ قیمت بتا دو تو میں اپنی جیب کا جائزہ لے سکوں۔"

"قیمت کی فکر نہ کرو، سردار شرجیل!" میر طومان اٹھتا ہوا بولا۔ "اسلحہ تمہارا ہے۔ کل اگر تم اُسے وصول کر سکتے ہو۔ تمہاری قوتِ خرید سے باہر نہیں ہونے پائے گا۔"

اُس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ شرجیل سمجھ گیا کہ وہ اس معاملے میں مزید گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا لہٰذا اُس سے مصافحہ کر کے رخصت ہو گیا۔

چوبی ٹنگے نے مضطربانہ انداز میں شرجیل کی باتیں سنیں اور بولا۔ "لڑکے میں تمہیں یہی نصیحت کروں گا کہ اس فتنے سے دور رہو اور اس واقعے کے بعد کہ تہمینہ اس بات کی پروا کئے بغیر تمہارے ساتھ میر طومان کی طرف چلی گئی تھی۔ وہ تمہارے خون کا پیاسا ہو گیا ہو گا تم بہادر ہو، طاقتور ہو لیکن میری طرح تجربہ کار نہیں ہو۔"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" شرجیل بولا۔

"میر طومان کی تقریب میں شرکت کے لئے نہ جاؤ۔"

"میں وعدہ کر چکا ہوں۔"

"مکاروں سے سابقہ ہے شرجیل۔ ربِ عظیم کے لئے محتاط رہو۔"

"اوہ تم فکر نہ کرو۔ میں نصف شب سے پہلے ہی واپس آجاؤں گا اور ہاں اگر شہمود نامی کوئی شخص مجھے پوچھتا ہوا یہاں آئے تو اس سے کہہ دینا کہ میں کل دن بھر کسی وقت بھی اس سے یہیں مل سکوں گا۔"

"مت جاؤ لڑکے، میں التجا کرتا ہوں۔" چوبی ٹنگا گڑگڑایا۔

شرجیل روانگی کے لئے لباس تبدیل کر چکا تھا ہنس کر اُس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "تم فکر نہ کرو۔ مجھے کچھ بھی نہیں ہو گا۔ میں صحیح و سلامت واپس آجاؤں گا۔"

"ربِ عظیم تمہارا محافظ ہو۔" چوبی ٹنگا مُردہ سی آواز میں بولا۔

شرجیل خاتون اجلالہ کی سرائے سے باہر آیا اُس نے سوچا کہ اسے دریا کے کنارے ہی کنارے چل کر میر طومان کی قیام گاہ تک پہنچنا چاہیئے۔ اندھیری گلیوں میں گھس کر چلنے کا خطرہ نہیں مول لینا چاہیئے۔

جلد ہی دریا کے کنارے پہنچ کر جنوب کی طرف چلنے لگا۔ مشکل سے تھوڑی ہی دُور چلا ہو گا کہ دریا کی طرف سے عجیب سی چیخیں سنائی دیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی کسی کا گلا گھونٹنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر بالکل صاف آواز سنائی دی۔

"بچاؤ... بچاؤ..."

شرجیل چلتے چلتے رُک گیا۔

چیخیں پھر سنائی دیں۔ . . اور اس بار شرجیل نے جگہ اور سمت کا تعین کر لیا تھا۔ اس کے بعد وہ تیر کی طرح آواز کی طرف جھپٹا تھا، لیکن اُسے اس کی خبر نہ ہو سکی کہ اس کے پیچھے بھی کچھ لوگ تاریکی سے نکل کر خود اُس کی طرف جھپٹے تھے وہ تو اس وقت چونکا تھا جب پانی کے قریب پہنچ کر وہ اس پر ٹوٹ پڑے تھے۔ غالباً کوشش یہ تھی کہ خود خشکی پر رہ کر اُسے ڈبو دیں گے لیکن وہ شرجیل ہی کیا جو تنہا ڈوب جاتا۔ اُس نے اُن میں سے ایک کی گردن بازو میں جکڑ کر خود بھی پانی میں چھلانگ لگادی اور اس کو اسی طرح دبوچے زیرِ نشین ہو گیا۔ اس کا شکار رہائی کے لئے ہاتھ پیر مار رہا تھا لیکن شرجیل کی گرفت سے نکلنا آسان نہیں تھا۔

وہ اپنے شکار کو ڈھال بناتے ہوتے ایک بار پھر سطح پر اُبھرا ہی تھا کہ کسی طرف سے پے در پے دو تین فائر ہوتے اور اس کے شکار کا جسم چھید کر رہ گیا۔ شرجیل نے اُسے پوری گرفت سے آزاد کر کے پھر غوطہ لگایا اور سطح کے نیچے ہی نیچے تیرتا چلا گیا۔

اس وقت واقعی بال بال بچا تھا لیکن ذرا ہی سی دیر میں اس نے محسوس کیا جیسے اس کے بازو میں گولی لگی ہو۔

اگر بہاؤ پہ نہ تیر رہا ہوتا تو بازو کی تکلیف شاید تھوڑی دُور تک آگے نہ بڑھنے دیتی۔ اچانک اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی بہت بڑی اور تاریک شے نے اُس پر حملہ کیا ہو۔ پھر اُس کا ذہن اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

نیم شعوری کیفیت ایک بار پھر ابھر آئی اور اُس نے محسوس کیا جیسے وہ اب گہرے پانی میں تیرتا چلا جا رہا ہے۔

آنکھیں تھوڑی سی کُھلیں اور خیرہ ہو کر رہ گیئں۔ سورج چند گزوں کے فاصلے پر نظر آیا تھا۔ اچنبھے کی بات تھی اس کا ذہن کسی قدر اور جاگا۔ دوبارہ آنکھیں کھولیں۔ وہ کسی دیوار پہ ایک گول سوراخ تھا جس سے سورج کی شعاعیں گزر کر اُس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ اُس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ ذہن سے نیم بے ہوشی کی دُھند چھٹ رہی تھی اور پھر جلد ہی اُسے ادراک ہو گیا کہ وہ کسی کشتی میں تھا اور وہ سوراخ کیبن کا روشندان تھا۔

آہستہ آہستہ سارے حواس بیدار ہوتے گئے اور تو تب شامہ نے اچانک بھوک بڑھانے والی خوشبوؤں کا احاطہ کیا۔ کچن شاید قریب ہی تھا۔ وہ آنکھیں بند کئے لمبی لمبی سانسیں لیتا رہا۔ اچانک کسی لڑکی کی آواز سنائی دی۔ "بابا شاید یہ ہوش میں آ رہا ہے۔"

آواز قریب ہی سے آئی تھی۔ شرجیل نے آنکھیں کھول دیں۔ بڑی خوبصورت لڑکی تھی اور اُسے دہشت زدہ نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔

"تت . . . تم . . . کون ہو؟" شرجیل ہکلایا۔

"میں عتیقہ ہوں!" لڑکی نے جواب دیا۔

"لیکن میں کہاں اور کس حال میں ہوں؟"

"تم ہماری کشتی پر ہو۔ تمہارے بازو میں گولی لگی تھی اور سر پر چوٹیں تھیں تم ڈوب رہے تھے۔ اُدھر سے ہماری کشتی چڑھاؤ پر آ رہی تھی۔ ہم نے تمہیں بچا لیا۔ بابا نے تمہارے بازو سے گولی نکال دی ہے اور سر پر بھی دوائیں لگا کر پٹی کر دی ہے۔"

"تمہاری کشتی کا کیا نام ہے؟"

"نہنگ"

"پہلے کبھی نام نہیں سنا۔"

"ہم جنوب سے آ رہے ہیں۔" لڑکی نے کہا اور پھر اپنے بابا کو آواز دی۔

"میں ابھی ضروری کام کر رہا ہوں۔ تم اُسے دیکھ لو۔" باہر سے آواز آئی اور لڑکی نے شرجیل سے پوچھا "تمہیں بھوک لگ رہی ہو گی؟"

"بہت زیادہ، اگر کھانا نہ ملا تو پھر بے ہوش ہو جاؤں گا۔"

"کھانا جلد ہی ملے گا، بے ہوش ہونے کی ضرورت نہیں۔" لڑکی جلدی سے بولی۔

"تم لوگ کدھر جا رہے ہو؟"

"شمال کی طرف!"

"سرحدی علاقے میں؟" شرجیل نے پوچھا۔

"نہیں! جنگلوں میں۔ ہم سمور کے شکاری ہیں!"

"تم بھی شکار کرتی ہو؟"

"میرا نشانہ بہت اچھا ہے۔ بابا کی شاگرد ہوں۔ بابا کے سینکڑوں شاگرد جنگلوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔"

"میں تمہارے بابا سے ملنے کے لئے بے چین ہوں" شرجیل نے کہا۔

"میں دیکھتی ہوں، وہ کیا کر رہے ہیں۔" کہتی ہوئی وہ کیبن سے چلی گئی اور شرجیل پھر باورچی خانے کی خوشبوؤں سے جی بہلانے لگا۔

تھوڑی دیر بعد ادھیڑ عمر کا ایک توانا آدمی اُس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"میں نینگ شکاری ہوں۔" اُس نے کہا۔

"اور میں شرجیل ہوں . . . اور تمہارا شکر گذار ہوں کہ تم نے مجھے موت کے منہ سے نکال لیا۔"

"میں متحیر ہوں کہ تم بچ کیسے گئے۔ یقینی طور پہ فولادی عصاب کے مالک ہو۔ ہمیں اُمید نہیں تھی کہ بچ سکو۔"

"ربِ عظیم کا کرم ہے!" شرجیل نے کہا "روشن بستی سے ہم کتنی دُور نکل آتے ہوں گے؟"

"دریائی سفر میں یہ بتانا مشکل ہے، پیدل یا گھوڑے پر مسافت کا اندازہ بہ آسانی ہو جاتا ہے۔"

"روشن بستی میں میرے کچھ ساتھی رہ گئے ہیں۔"

"تم گھوڑے کی سواری کے لائق نہیں ہو کہ وہاں واپس جا سکو۔"

"ہاں! میرا بھی یہی خیال ہے۔" شرجیل طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اب مجھے بتاؤ! وہ لوگ کون تھے، جنہوں نے تمہارا خاتمہ کرنے کی کوشش کی تھی؟"

"پہلے تم بتاؤ کہ تم نے کوئی دُخانی کشتی تو نہیں دیکھی تھی؟ ایک شاندار کشتی جو کسی بہت بڑے بحری اژدہے کا تصور پیش کرتی ہے۔"

"ضرور دیکھی تھی! وہ ہم سے بہت آگے جارہی تھی۔" نجتنگ تُسکاری نے جواب دیا۔

"وہ خاتون تہمینہ کی کشتی ہے۔" شرجیل نے کہا۔

"میں خاتون تہمینہ کو جانتا ہوں بہت مالدار اور عقل مند لڑکی ہے۔"

"اس کا بھائی ہمایوں شمال میں جاکر گم ہوگیا ہے۔ وہ اس کی تلاش میں نکلی ہے اور خاور زمان جیسا مشتبہ آدمی اس کے ساتھ ہے۔"

"میں ہمایوں سے بھی مل چکا ہوں، بہت اچھا لڑکا ہے، لیکن وہ شمال میں گم کیسے ہوا؟"

"اس کی کوئی خیر خبر عرصہ سے نہیں ملی۔"

"جنگلوں میں جڑی بوٹیوں اور پودوں کی چھان بین کر رہا ہوگا، خیر خبر کس سے بھجواتے گا۔"

"تم یہ بھی جانتے ہو؟" شرجیل نے حیرت سے کہا

"ہم جہاں گرد لوگ کیا نہیں جانتے؟"

"سردار خاور زمان کو بھی جانتے ہو!"

"شاید! کہیں نہ کہیں نام ضرور سنا ہے، ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر نجتنگ نے پوچھا۔ "تو اسی کشتی والوں نے تمہیں مار ڈالنا چاہا تھا؟"

"شاید! یہ حرکت خاور زمان کی تھی۔"

"کیا تم خاتون تہمینہ کو جانتے ہو؟" نجتنگ تُسکاری نے پوچھا۔

"نہیں تو۔۔۔!" شرجیل نے جلدی سے کہا۔ "مجھے اس سے ہمدردی ہے! میرا خیال ہے کہ خاور زمان ایک بہت بدنام آدمی داراب سرکش کا مانند ہے۔ داراب سرکش جو شمالی سرحد پر اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے شمال کے ناپاکوں سے ساز باز کر رہا ہے۔"

"ہاں! مَیں نے یہ بھی سُنا ہے شاید وہ اس میں کامیاب بھی ہوجائے خطرناک آدمی ہے، مَیں اُس سے بھی مل چکا ہوں۔"

"اوہ۔ تو تم داراب سرکش کو پہچانتے ہو!" شرجیل نے جلدی سے کہا۔

"کیوں نہیں!" نجتنگ تُسکاری نے کہا اور اٹھتا ہوا بولا۔ جاکر دیکھوں عتیقہ باورچی خانے میں کیا کر رہی ہے تم بہت بھوکے معلوم ہوتے ہو۔"

وہ چلا گیا اور شرجیل آنکھیں پھاڑے چھت کو گھورتا رہا۔

سارا دن نجتنگ تُسکاری اور شرجیل گفتگو کرتے رہے، عتیقہ نے اُن

کے لئے لذیذ کھانے فراہم کئے تھے، وہ بہت اچھے کھانے پکاتی تھی۔ نبجتنگ شکاری
سے زیادہ تر داراب سرکش اور ہمایوں کے بارے میں باتیں ہوتی رہی تھیں۔
داراب سرکش کے نام پر نبجتنگ ہمیشہ بُرا سا منہ بنا لیتا تھا اس کے برخلاف
ہمایوں کے ذکر پر کھِل اُٹھتا۔

"وہ بڑی جلدی دوست بنا لیتا ہے، قبائلی اور جنگلی سب اُسے پسند
کرتے ہیں۔" نبجتنگ شکاری نے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ کوئی اُسے گزند نہیں
پہنچا سکے گا۔"

"گزند پہنچانے کی بات نہیں ہے۔" شرجیل بولا۔ "داراب سرکش جو کچھ
بھی کر رہا ہے اُس کے لئے خطیر رقم بھی ضروری ہے، کیا وہ اسے قابو میں
کر کے لُوٹ نہیں سکتا۔ اب یہی دیکھ لو اُس کی بہن بھی اس کے بدمعاشوں کے
پھندے میں پھنس گئی ہے، انہیں اپنا ہمدرد سمجھتی ہے اور انہی کے
ساتھ شمال کی جانب چلی جا رہی ہے۔ اگر دونوں بھائی بہن داراب سرکش
کے قابو میں آ گئے تو وہ صحیح معنوں میں شمالی سرحدی علاقے کا بادشاہ بن جائے گا۔"

"تو تمہیں یقین ہے کہ یہ خاور زمان! داراب سرکش ہی کا آدمی ہو سکتا
ہے۔" نبجتنگ شکاری نے پُرتفکر لہجے میں سوال کیا۔

"ہاں! مجھے یقین ہے۔ میں چھُپ چھُپ کر خاور زمان کی کارکردگی کا
اندازہ لگاتا رہا ہوں۔ تہمینہ کو اس کا علم تک نہ ہوگا کہ اس کی کشتی پر
رائفلوں سے بھری ہوئی درجنوں پیٹیاں بار کی گئی ہیں۔"

"اوہ ۔۔ !" نبجتنگ اچھل پڑا اور حیرت سے شرجیل کی طرف دیکھتا

ہوا بولا۔ "تب تو تمہارے خدشات درست ہو سکتے ہیں۔"

"میں نے بہت چھان بین کی ہے۔"

"اور تم اُن دونوں کی مدد کرنا چاہتے ہو؟" نبجتنگ نے پوچھا۔

"بالکل۔! اور داراب سرکش کا قلع قمع بھی کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ پورے
شکرال کے لئے بہت بڑا خطرہ بننے والا ہے۔"

"میں تمہارے ساتھ ہوں۔" نبجتنگ نے کہا۔ "اگر شمالی سرحد پر اُس کا قبضہ
ہو گیا تو ہم شکاری بھی دشواری میں پڑیں گے۔"

"پورے شکرال کی آزادی کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔" شرجیل نے کہا۔

اُس نے نبجتنگ شکاری کو اپنی گفتگو سے خاصا متاثر کیا تھا۔ دن ختم
ہوا۔ رات ہوئی۔ عتیقہ نے رات کو بھی لذیذ کھانے کھلائے تھے اور کسی ننھی
سی بچی کی طرح اپنی کارکردگی کے بارے میں لاف و گزاف کرتی رہی تھی۔
شرجیل چوبی ٹھنگے کے بارے میں سوچے جا رہا تھا جسے روشن بستی میں
چھوڑ آیا تھا۔ اُس کا سبھی کچھ وہیں رہ گیا تھا، گھوڑے، سامان اور اسلحہ۔
اس وقت اُس کے پاس ایک پستول اور خنجر کے علاوہ اور کچھ بھی نہ تھا۔
اس بے سروسامانی کی حالت میں اگر وہ منزل مقصود تک پہنچ بھی جاتا تو کیا
کر سکتا تھا۔ اسی اُدھیڑ بن میں اُسے نیند آ گئی۔

پھر رات ہی کو کسی وقت آنکھ کھلی اور عجیب سناٹے کا احساس ہوا
ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سب کچھ ساکت ہو گیا ہو۔ کشتی کی حرکت بھی کچھ عجیب سی
لگ رہی تھی، شرجیل نے کمبل ہٹا دیا! اور اٹھ بیٹھا۔ چند لمحے اُسی طرح بیٹھا رہا پھر

سوچا ذرا عرشے پر بھی چلنا چاہیئے۔ کشتی بہت بڑی نہیں تھی بس معمولی سی تھی تین چار افراد کا گزارہ اس پر بخوبی ہو سکتا تھا۔ ڈیک پر بالکل سناٹا تھا اور کشتی چکور بادبان کے سہارے تیزی سے بہی چلی جا رہی تھی۔ شرجیل عتیقہ اور نجتنگ کو ڈھونڈتا پھرا، لیکن وہ کہیں نہ دکھائی دیئے تو وہ اس وقت کشتی پر بالکل تنہا تھا۔ آخر وہ دونوں کہاں گئے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ رات کو کسی حصے میں وہ کشتی کو کنارے سے لگا کر کہیں چلے گئے ہیں اور کسی نے لنگر کھول دیا ہو۔ تاکہ وہ کشتی سے محروم ہو جائیں، شکاریوں کے درمیان آپس میں رنجشیں بھی تو ہوتی ہیں وہ بھی آپس میں ایک دوسرے کو زک دینے کی کوشش کرتے رہتے ہوں گے۔ اگر ایسا ہی ہوا ہے تو وہ بے چارے نہ جانے کہاں رہ گئے ہوں گے!

ہوا کے رحم و کرم پر بہنے والی کشتی کنارے سے ٹکرا بھی سکتی تھی، لہٰذا شرجیل نے ایک پتوار سنبھال لی اور کشتی کو کنارے کے کٹاؤ سے بچانے کی کوشش کرنے لگا۔ پھر اچانک اُسے خیال آیا کہ کہیں وہ خاور زمان اور اس کے آدمیوں کے چنگل میں تو نہیں پھنس گیا ہے۔ . . تو پھر . . . اُسے کیا کرنا چاہیئے؟ آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ کشتی کو کنارے سے لگا کر خشکی پر اتر جانا چاہیئے؟ وہاں وہ اپنا بچاؤ بھی کر سکے گا۔ دُور دور تک جنگل بکھرے ہوتے تھے۔

اس نے ایک مناسب جگہ کشتی لنگر انداز کی اور خشکی پر اتر گیا۔ جنگل سائیں سائیں کر رہا تھا۔ جہاں جنگل کا گھناؤ نہیں تھا۔ وہاں چاندنی کھیت کر رہی تھی۔ شرجیل کو بالآخر ایک پگڈنڈی نظر آئی۔ وہ اس پر چل پڑا۔ تھوڑی ہی دُور چلا ہوگا کہ اچانک چھٹی حس بیدار ہو گئی اور وہ جہاں

تھا وہیں دُبک گیا۔ خدشہ درست نکلا۔ قریب ہی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے دو آدمیوں کی گفتگو سے اندازہ لگا لیا کہ اُن لوگوں نے نجتنگ شکاری اور عتیقہ کو گھیرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں کامیاب بھی ہو گئے ہیں اور اس وقت انہی کے لیئے گھات لگائے ہوتے ہیں۔ ٹھیک اسی وقت اُن میں سے ایک اٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کی پشت شرجیل کی طرف تھی۔ شرجیل نے اپنے پستول کے دستے سے اُس کے سر کے عقبی حصّے پر ضرب لگائی اور عجیب سی آواز نکال کر ڈھیر ہو گیا۔ اُس کا ساتھی اچھل کر بھاگا۔

"ٹھہر جاؤ! دوست" شرجیل نے بے حد نرمی سے کہا لیکن وہ گرتا پڑتا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ گرے ہوئے آدمی کی پیٹی سے شرجیل نے پستول اور خنجر نکال لئے اور پھر اُس کی رائفل بھی تلاش کرنے لگا۔ وہ بھی بالآخر مل گئی۔ اُس کے بعد اُس نے آہستہ آہستہ نجتنگ شکاری اور اس کی بیٹی کو آوازیں دیں۔

وہ جلد ہی شرجیل تک پہنچ گئے اور شرجیل نے نجتنگ کو اطلاع دی کہ ان کی گھات لگانے والوں میں سے ایک فرار ہو گیا اور دوسرا وہیں پڑا ہے۔

"ہم شکار کی گھات میں اترے تھے" نجتنگ نے کہا۔ "کشتی کنارے سے لگا دی گئی تھی! لیکن انہوں نے رسّی کاٹ دی"

شرجیل بولا "بروقت میری آنکھ کھُل گئی ورنہ میں کہیں ہوتا اور تم کہیں۔ اچھا اب اِسے اٹھا کر کشتی پر لے چلو"

نجتنگ نے زمین پر پڑے ہوتے آدمی کی گردن تھام کر سیدھا کھڑا کر دیا

وہ بھی اب کسی قدر ہوش میں آگیا تھا لیکن اس قابل نہیں تھا کہ کچھ سوچ سمجھ سکتا۔ وہ اُسے کشتی کی طرف دھکیل لے گئے اور کشتی میں پہنچ کر پوری طرح ہوش میں آگیا اور انہیں اس طرح گھورنے لگا جیسے کچا چبا جائے گا۔

"تم ان دونوں کو کیوں گھور رہے تھے؟" شرجیل نے اس سے پوچھا۔

"تم سے مطلب؟"

شرجیل کا اُلٹا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا اور وہ کیبن کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ شرجیل نے دوبارہ ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا "میرا ہاتھ جانے کس مشکل سے رُکا ہے۔"

"ٹھہرو!" وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا "تم اپنے حق میں اچھا نہیں کر رہے۔"

"یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ تم بیان کر چلو کہ کون کون کہاں گھات لگائے بیٹھا ہے اور یہ گھاتیں کس کے لئے ہیں اور ان ساری حرکتوں کی پشت پناہی پر کون ہے؟" شرجیل آہستہ آہستہ بولا۔

"وہ تم سبھوں کو جہنم رسید کر دے گا۔ دس ہزار آدمیوں کی سربراہی کر رہا ہے۔ تم سب فنا کر دیئے جاؤ گے۔ اُسے زیادہ سے زیادہ کشتیوں کی ضرورت ہے۔ ہم بہت جلد ان زمینوں پر قبضہ کر لیں گے اور وہ ہمارا بادشاہ ہو گا۔"

"کس کی بات کر رہے ہو؟" شرجیل نے پھر پوچھا۔

"سردار دارا سب کے علاوہ اور کس کی بات ہو گی۔" قیدی اکڑ کر بولا۔

"پھر ہم پورے لشکر ان پر چھا جائیں گے اور چھوٹے چھوٹے بیوتوفوں

کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں ختم ہو جائیں گی۔"

دفعتاً پانی کا ایک زبردست ریلا آیا اور کنارے سے لگی ہوئی کشتی خشکی پر چڑھ گئی۔ قیدی نے وحشیانہ قہقہے کے ساتھ کہا "لو وہ آگیا۔ اب تمہاری خیر نہیں!" شرجیل کسی دُخانی کشتی کے انجن کی آواز سُن رہا تھا۔ اس نے قیدی کی پشت سے پستول کی نال لگاتے ہوئے کیبن کا چراغ بجھا دیا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد خوفناک اژدہے کی سی شکل والی کشتی اُدھر سے گزرتی دکھائی دی۔

"اس پر دس توپیں نصب ہیں!" نجنگ شکاری نے کہا۔

"بارہ توپیں!" قیدی بولا۔

"تم خاموش رہو!" شرجیل نے اس کی پشت پر پستول کا مزید دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔ کشتی آگے نکلی چلی گئی۔ اس بار جو بڑی لہر ساحل سے ٹکرا کر لوٹی تھی اُس نے ان کی کشتی کو دوبارہ خشکی سے پانی میں اتار دیا۔

"اب اس کا کیا کریں؟" نجنگ نے قیدی کے بارے میں سوال کیا۔

"غرق کر دیتے ہیں۔" شرجیل بولا۔

"نہیں! یہ درندگی ہے۔" عفیفہ بول پڑی۔

"پھر تم ہی بتاؤ کیا کریں؟"

"یہ میں نہیں جانتی۔ تم خود سوچو۔"

"ہم اسے چھوڑے دیتے ہیں۔" شرجیل نے کہا "غاروں میں رہنے والے جنگلی اس سے سمجھ بوجھ لیں گے۔"

"یہ نہیں ہو سکتا۔" قیدی بوکھلا کر بولا۔

"خاموش رہو!" شرجیل نے کہا اور دھکیلتا ہوا کیبن سے نکال لایا۔ پھر خشکی پہ دھکا دے دیا تھا۔ نجتنگ دیکھتا رہا کہ وہ کہیں آس پاس ہی تو نہیں چھپ جاتا۔ یقین ہو گیا کہ وہ کہیں بھاگ کھڑا ہوا ہے تو وہ کیبن میں واپس آگئے۔

"ہوا تیز ہونے والی ہے۔" نجتنگ نے کہا "ہمیں بادبان ٹھیک کر لینا چاہیئے۔"

"ضرور۔ . . ضرور۔ . . !" شرجیل بولا۔

نجتنگ کیبن سے چلا گیا۔ لیکن عتیقہ وہیں بیٹھی رہی۔ کیبن میں چراغ روشن کر دیا گیا تھا۔

"تم خوفناک قسم کی لڑائی بھڑائی والے آدمی معلوم ہوتے ہو۔" اس نے شرجیل کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"میں بہت امن پسند آدمی ہوں۔ مجھے ضرورتاً لڑنا پڑتا ہے۔"

"خیر۔ شریف آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

"کیا وہ لوگ ہمایوں کو مار ڈالیں گے؟"

"ظاہر ہے کہ جب وہ سمجھ لیں گے کہ ہمایوں اُن کے کام کا نہیں رہا تو وہ اسے مار ڈالیں گے۔"

"مجھے بے حد افسوس ہو گا۔ بڑا شریف النفس نوجوان ہے۔ ایک بار ہمارا دہاں رہ چکا ہے۔ بابا اُسے بہت پسند کرتے ہیں۔"

"تمہارے بابا بہت اچھے اور بہادر آدمی ہیں۔"

"ہاں! میرے بابا بہت اچھے آدمی ہیں۔ وہ ہمایوں کو بچانے کے سلسلے تمہارا ساتھ ضرور دیں گے۔"

نجتنگ شکاری کشتی کے بادبان ٹھیک کر کے واپس آگیا۔ جنوب سے شمال کی طرف چلنے والی تیز ہوا کشتی کو بہائے لے جا رہی تھی اور دریا کی سطح پر چاندنی بکھری ہوتی تھی وہ تینوں عرشے پر نکل آئے۔ بڑی خوبصورت فضا تھی۔

"تو وہ لڑکی! یعنی ہمایوں کی بہن اُسی دُخانی کشتی پر تھی؟" نجتنگ نے پوچھا۔

"ہاں! خاور زمان کے پھندے میں پھنس گئی ہے۔" شرجیل بولا۔

"لیکن یہ خاور زمان کون ہے؟" نجتنگ نے پرتشویش لہجے میں کہا۔

"مجھے حیرت ہے کہ تم نہیں جانتے۔ پچھلی بستیوں میں تو سبھی اُسے جانتے ہیں اور اس سے خائف بھی ہیں۔"

"شمال میں صرف کوہستانی لوگ داراب سرکش کو پسند نہیں کرتے۔ محض اس لئے کہ وہ سرحد پار کے ناپاکوں سے دوستی رکھتا ہے۔ وہ کبھی کے اس سے ٹکرا گئے ہوتے لیکن ان میں تنظیم نہیں ہے اگر کوئی انہیں منظم کر دے تو . . . پھر داراب سرکش کے لئے بہت بڑی دشواری پیدا ہو جائے۔"

"تم نے بڑی اچھی خبر سنائی۔" شرجیل نے کہا۔

اتنے میں ایک اور بادبانی کشتی دکھائی دی جو اُن کے عقب میں چلی آرہی تھی اور اب دونوں کشتیوں کا درمیانی فاصلہ بھی زیادہ نہیں رہا تھا۔ دفعتاً دوسری کشتی سے کسی نے آواز لگائی "او ہوت کون ہے بھائی ۔ ۔ ۔ !"

شرجیل یہ آواز سن کر اچھل پڑا۔ کیونکہ یہ چوبی ٹنگے کے علاوہ اور کسی کی آواز نہیں ہو سکتی تھی ۔ ۔ ۔ !

"میں اس آواز کو پہچانتا ہوں" شرجیل نے کہا "اسے کشتی پر آنے دینا ۔ ۔ ۔"

نجتنک کچھ کہے بغیر کیبن سے رائفل اٹھا لایا اور بولا "کشتی ۔ ۔ ۔ پر صرف وہی آسکتا ہے جسے میں پہچانتا ہوں!"

"ارے بھئی! وہ میرا ساتھی ہے! میری تلاش میں نکلا ہوگا"

کشتی اب اور قریب آگئی تھی اور اس پر تین افراد کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔

ذرا ہی دیر میں دونوں کشتیاں ایک دوسرے کے برابر آگئیں اور شرجیل نے اونچی آواز میں کہا "دوستو میں بخیریت ہوں" دوسری کشتی سے چوبی ٹنگے نے رب عظیم کے نام کا نعرہ لگایا اور بولا "میرے ساتھ شہمود بھی ہیں جن کا ذکر تم نے کیا تھا"

شرجیل کو مقتول سمحاک نیلگرون کا بھائی یاد آگیا جو اس کا ساتھ دینے کے لیے روشن بستی پہنچا تھا۔

"انہیں کشتی پر آنے دو" شرجیل نے نجتنک سے کہا۔

"ہرگز نہیں میں ان میں سے کسی کو بھی نہیں پہچانتا۔ تمہیں تو اس لئے اٹھا لیا تھا کہ تمہاری زندگی خطرے میں تھی"

"آہا، کیا میں نجتنک شکاری کی آواز سن رہا ہوں" دوسری کشتی سے ایک اجنبی آواز اُبھری۔

اور اس بار نجتنک اچھل پڑا اور جلدی سے بولا "کون زرتاج کوہی۔ کیا تم ہو"

"ہاں۔ میں ہی ہوں"

"تب تو جس کا دل چاہے میری کشتی پر آسکتا ہے"

سب سے پہلے چوبی ٹنگے نے کشتی پر چھلانگ لگائی تھی۔ نجتنک اُسے اتنے قریب سے دیکھ کر ایک بار پھر بھڑک گیا۔ رائفل سیدھی کرنے لگا تھا۔

"ارے نہیں" شرجیل اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"یہی تو میرا اصل ساتھی ہے"

"خوفناک ہے؟" نجتنک بولا۔

"دوستوں کے لئے بے حد نرم دل ہے۔ میں ذمہ داری لیتا ہوں"

زرتاج کوہی بھی کشتی پر آگیا۔ شہمود اپنی کشتی کو سنبھالے رکھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ کہیں نجتنک کی کشتی سے ٹکرا نہ جائے۔ وہ سب عرشے پر ہی بیٹھ گئے اور نجتنک شکاری نے چوبی ٹنگے سے پوچھا "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ شرجیل میری کشتی پر ہے"

"ہمیں قطعی نہیں معلوم تھا۔" چوبی ٹنگے نے کہا۔

"پھر تم اتنے یقین کے ساتھ ہمارے پیچھے کیسے آئے؟"

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ دریا پر لڑائی ہوئی ہے اور بدمعاشوں نے کسی کو غرق کردینے کی کوشش کی تھی۔ وہ زخمی تھا۔ لیکن ایک گزرتی ہوئی کشتی نے اسے اٹھا لیا تھا۔ میرے دوست کے علاوہ اس وقت روشن بستی میں اور کوئی بھی ایسا نہیں تھا جس سے کچھ لوگ اس حد تک دشمنی کرتے۔ گھاٹ پر زرتاج کوہی سے ملاقات ہوئی اس وقت شہمود بھی میرے ساتھ تھے۔ جب زرتاج کوہی کو یہ معلوم ہوا کہ تم گلسترنگ کے سپاہی ہو تو وہ فوری طور پر تمہیں تلاش کرنے پر آمادہ ہوگیا۔"

"ارے۔ تو تم زیارت گاہ سے تعلق رکھتے ہو۔" نجتک شکاری نے حیرت سے کہا۔ "پھر تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں تھا؟"

"بس یونہی۔ ہم ربِ عظیم کے بھروسے سے زندگی بسر کرتے ہیں اور اسی کے نام پر مر جاتے ہیں۔" شرجیل نے کہا۔

"تمہارے لئے میر طومان نے وہ اسلحہ بھی بھجوایا ہے جو تم نے پسند کیا تھا۔ میں ابھی لایا۔" چوبی ٹنگے نے کہا اور چھلانگ مار کر دوسری کشتی پر چلا گیا۔

"مصنوعی ٹانگ ہونے کے باوجود اتنا پھرتیلا ہے۔" نجتک شکاری نے حیرت سے کہا۔

"بہت پرانا سپاہی ہے۔" شرجیل بولا۔

زرتاج کوہی نے شرجیل سے کہا "مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ تم کیا چاہتے ہو۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں لیکن ہم کوہستانی منظم نہیں ہیں۔ اگر تم ہماری راہنمائی کر سکو تو ہم بہت جلد شمالی سرحد کو ناپاکوں سے خالی کرا لیں گے۔"

"میں اسی لئے آیا ہوں۔" شرجیل نے کہا۔

اتنے میں چوبی ٹنگا پھر کشتی پر آگیا۔ اس کے بغل میں ایک لمبا سا بنڈل دبا ہوا تھا۔

شرجیل نے دونوں پستول نکال لئے اور رائفل کی نال کندے سے جوڑنے لگا۔ پھر اس کے درمیان مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی تھی۔ اچانک عتیقہ کی آواز سناٹے میں گونجی "صبح ہو رہی ہے اب ہم کشتی کنارے سے لگائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" نجتک شکاری اٹھتا ہوا بولا۔ زرتاج کوہی چھلانگ مار کر اپنی کشتی پر چلا گیا لیکن چوبی ٹنگا نجتک ہی کی کشتی پر رہا۔

دونوں کشتیاں ایسی جگہ لنگر انداز کی گئیں جہاں گھنی جھاڑیاں تھیں۔ سب کا نیند سے برا حال ہو رہا تھا۔ عتیقہ اور نجتک کو کیبن میں ہی سونے کے لئے کہہ کر شرجیل اور چوبی ٹنگا عرشے پر جا لیٹے۔ دوسری کشتی بھی قریب ہی کے ایک درخت سے باندھ دی گئی تھی اور شاید شہمود اور زرتاج بھی سونے کی تیاری کر رہے تھے۔ شرجیل سب سے پہلے سو کر اٹھا۔ اپنی رائفل اٹھائی اور ساحل پر اتر گیا۔ تھوڑی ہی دور چلا ہوگا کہ جنگلی انگوروں کی بیلیں نظر آئیں اور خوش رنگ بیروں کی جھاڑیاں بھی جگہ جگہ نظر آ

رہی تھیں۔ وہ پکے پکے انگور اور بیر کھاتا ہوا اپنی کشتیوں سے خاصا دور
نکل آیا۔ لیکن کنارے کنارے ہی چلتا رہا۔ گھنے جنگل میں گھسنے کی کوشش
نہیں کی تھی۔

اچانک اُسے ایک اور کشتی دکھائی دی۔ جو کنارے سے لگ رہی تھی
شرجیل جہاں تھا وہیں جھاڑیوں میں دبک گیا۔ کشتی وہاں سے صاف نظر آ
رہی تھی۔ اس پر سے تین افراد کنارے پر اترے۔ ایک مرد ایک عورت
اور ایک لڑکا۔ جس کی عمر سولہ سترہ سال رہی ہوگی۔ یہ جنگلی تھے۔ اتنے میں
ہرنوں کا ایک جھُنڈ دکھائی دیا۔ مرد نے تیر کمان سنبھال کر گھات لگائی اور
ایک ہرن شکار کر لیا۔ تازہ گوشت کی خواہش شرجیل کو بھی تھی لیکن اس نے
رائفل سے فائر کرنا مناسب نہ سمجھا اور اس کا علم خود اسے پہلے ہی چکا
تھا کہ داراب مرکش کے آدمی جنگلوں میں بھی بکھرے ہوئے تھے۔ البتہ جنگلی
اُن سے کٹے کٹے پھر رہے تھے۔ وہ کسی تنازعے میں نہیں پڑنا چاہتے اسی
لیے شرجیل نے سوچا کہ جنگلی سے دوستانہ انداز میں گفتگو کی جائے۔
اور ہو سکے تو ہرن کے گوشت میں بھی حصہ لگایا جائے۔

ہرن کو ذبح کر کے وہ اس کی کھال اتارنے ہی چلے تھے کہ شرجیل
ان کے سروں پہ پہنچ گیا۔ لیکن اس نے اپنا رائفل والا ہاتھ اوپر اٹھا رکھا
تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ سب کی سلامتی چاہتا ہے اور ان سے ازراہِ
دوستی ملنا اور گفتگو کرنا چاہتا ہے۔

"اگر یہ بات ہے تو تم ہمارے مہمان ہو" جنگلی نے کہا لیکن شرجیل نے

شکوک و شبہات دیکھے۔
اس کے جوان العمر بیٹے کی آنکھوں میں اپنے لیے
شرجیل نے باتوں باتوں میں جنگلی سے معلوم کرنے کی کوشش کی کہ جنگلوں
میں داراب مرکش کے آدمیوں کی کیا کیفیت ہے۔
"اسلحہ . . . اور آدمی . . . کوئی بھاری جنگ ہوگی" جنگلی نے کہا
"ہم سالہا سال سے امن و سکون کی زندگی اپنے جنگلوں میں بسر کر رہے ہیں
ہمیں بھی اس جنگ میں گھسیٹا جا رہا تھا لیکن ہمارے قبائل نے انکار کر دیا
اس پر ہمیں دھمکی دی گئی ہے کہ ہم سے بعد میں سمجھا جائے گا"
"کیا تم نے آبی اژدہا نامی دُخانی کشتی دیکھی تھی"
"ہاں۔ وہ خوفناک کشتی آگے گئی ہے اور اُس پہ وہی جنگجو لوگ سوار تھے"
"ہم ان کے مخالف ہیں" شرجیل نے کہا "ہماری دو کشتیاں اُدھر ہیں"
"بڑا کُشت و خون ہوگا۔ اُدھر بہت آدمی ہیں۔ بہت اسلحہ ہے"
جنگلی بولا۔ جنگلی نے ہرن کی ایک ٹانگ شرجیل کے حوالے کی اور شرجیل نے
تمباکو کی خاصی مقدار جنگلی کے حوالے کی۔ یہ دوستانہ تحائف تھے۔
شرجیل اپنی کشتیوں کی طرف پلٹا اور جب اُس جگہ پہنچا جہاں کشتیاں
باندھی گئی تھیں تو صاف معلوم ہوتا تھا جیسے کشتی پر سونے والوں کی لاعلمی میں
رسیاں کاٹ دی گئی ہوں۔ کٹی ہوئی رسیاں دونوں درختوں کے تنوں کے گرد
موجود تھیں۔ خدا جانے اُن لوگوں کا کیا حشر ہوگا۔ شرجیل وہیں کھڑا سوچتا
رہا۔ پھر اچانک چونک کر اس طرف دوڑ لگا دی جہاں جنگلی نے اپنی کشتی
باندھی تھی۔

اتفاق سے اس کی کشتی ابھی وہیں موجود تھی کیونکہ اس کی بیوی اور لڑکا جنگلی انگور اور بیر توڑتے پھر رہے تھے۔

شرجیل نے جنگلی کو بتایا کہ اس پر کیا حادثہ گزرا ہے۔

"مجھے اس پر حیرت نہیں ہے۔" جنگلی نے کہا۔ "میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ وہ لوگ جنگلوں میں بھی بکھرے ہوتے ہیں۔"

"اگر تم شمال ہی کی طرف سفر کر رہے ہو تو مجھے بھی ساتھ لیتے چلو۔ یا پھر ہماری کشتیوں کو تلاش کرنے میں مدد کرو۔"

"ہو سکتا ہے۔" جنگلی نے کہا "لیکن اس کا معاوضہ ہوگا۔ میں تمہاری کشتیاں تلاش کرنے میں مدد دے سکتا ہوں۔"

"کیا معاوضہ ہوگا؟"

"تمہاری پیٹی میں دو پستول موجود ہیں۔ ایک مجھے دیدو اور کم از کم چالیس کارتوس۔"

شرجیل اتنے عمدہ قسم کے پستول کے اس طرح ضائع ہونے پر خوش نہیں تھا۔ لیکن کیا کرتا۔ مجبوری تھی پستول مع چالیس کارتوسوں کے جنگلی کے حوالے کرنا پڑا۔

"اور اگر تم مجھے اپنی قمیض بھی دے دو تو میں تمہیں اس کشتی کا مالک بنا دوں۔" جنگلی نے کہا "اپنے طور پر تلاش کر لو۔ اپنے ساتھیوں کو۔"

"اچھی بات ہے قمیض بھی لو۔" شرجیل نے کہا۔

اور جنگلی نے اس پر سے اپنا سامان اتار لیا اور بولا "ایک خطرے سے

تمہیں پہلے ہی آگاہ کر دوں۔ آگے جزیرہ خرواسش ہے۔ جہاں لاتعداد فوج تمہارے دشمنوں کی پڑی ہوتی ہے۔"

"میں خیال رکھوں گا۔" شرجیل نے کہا "تمہارا بہت بہت شکریہ۔"

اس نے کشتی میں بیٹھ کر پتوار سنبھالے اور کشتی آگے بڑھ گئی۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ . . . چاند بھی دیر سے نکلتا کیونکہ چاند کو پندرہ دن سے زیادہ ہو چکے تھے۔ . . . جسم پر قمیص . . . نہیں تھی۔ ننگے بدن سے ٹھنڈی ہوائیں ٹکرا رہی تھیں۔ چرمی کوٹ نجانے کی کشتی ہی پر رہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد چاند نکل آیا اور شرجیل دور تک دیکھنے کے قابل ہو سکا! اسے بہت دور ایک بادبانی کشتی اس کے مقابلے میں اتنی تیز رفتار نہیں ہو سکتی تھی کہ جلد ہی ان تک پہنچ سکتی۔ پھر بھی شرجیل غیر معمولی جسمانی قوت سے اسے تیزی ہی سے آگے بڑھا رہی تھی ایک ساعت کی محنت نے اسے بادبانی کشتی سے خاصا قریب کر دیا تھا کہ اچانک دخانی کشتی کے انجن کی آواز سنائی دی جو عقب سے آ رہی تھی۔ شرجیل نے مڑ کر دیکھا۔ آبی اژدھا ابھی دور تھا لیکن اس کی رفتار اسے جلد ہی اس کی کشتی سے قریب کر دے گی! شرجیل نے بڑی پھرتی سے اپنی کشتی ساحل کی طرف موڑ دی اور گھنے درختوں کی چھاؤں میں کنارے کنارے کشتی کھینچتا رہا۔ یہاں گھنے درختوں کی وجہ سے چاندنی کا گزر نہیں تھا!

پھر بڑی بڑی لہریں اٹھنے لگیں۔ آبی اژدھا نامی دخانی کشتی قریب آ گئی تھی۔ . . . ایک بڑی لہر شرجیل کی کشتی کو خشکی پر چڑھا لے گئی لیکن اب بادبانی کشتی سے وہ اتنا قریب تھا کہ اس پر ہونے والی گفتگو شاید سن سکتا۔ دخانی

کشتی بھی بادبانی کشتی کے قریب پہنچ گئی تھی۔ کسی نے دُخانی کشتی پر سے اونچی آواز میں جابر نامی کسی آدمی کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"کیا شرجیل کشتی پر موجود ہے؟"

"نہیں سوار دار!" بادبانی کشتی پر سے اسے جواب دیا گیا۔ "مگر چوبی ٹنگا موجود ہے!"

"اور کون کون ہے!" دخانی کشتی سے آواز آئی۔

"یہ نجتک شکاری کی کشتی ہے۔ اس کی بیٹی عتیقہ ہے اور ایک اجنبی جو اپنا نام شہمود بتاتا ہے!"

"چوبی ٹنگے پر تشدد کرو، تب وہ بتائے گا کہ شرجیل کہاں ہے۔ دُخانی کشتی سے آواز آئی۔

"وہ موجود تھا . . . اسی کشتی پر . . . کیا نام تھا۔ شرجیل۔ جی ہاں۔ یہ لوگ کشتی باندھ کر سو گئے تھے۔ وُہ اتر کر کہیں چلا گیا۔ چوبی ٹنگے پر کیا تشدد کیا جائے۔ صورت سے خوفناک لیکن بے ضرر آدمی معلوم ہوتا۔"

"خیر۔ خیر!" دُخانی کشتی سے آواز آئی "تم اس پر نظر رکھو۔ شرجیل کو بھی ہاتھ لگنا ہی چاہیئے! آگے میں تم سبھوں کو اُٹھوا لوں گا۔"

"بہت اچھا سردار!" نجتک کی کشتی سے آواز آئی اور دُخانی کشتی کی رفتار اتنی کم ہو گئی کہ بادبانی کشتی اس سے آگے نکل گئی۔ شرجیل کی کشتی تو خشکی پر چڑھ گئی تھی۔ وہ اُتر کر اُسے دوبارہ پانی میں دھکیلنے والا تھا کہ قریب ہی کسی قسم کی حرکت کا احساس ہوا اور اس نے بڑی پھرتی سے بیٹھے

میں اڑسا ہوا خنجر نکال لیا لیکن دوسرے ہی لمحے میں تیز قسم کی سرگوشی سنائی دی۔

شرجیل جہاں تھا وہیں رہ گیا! اس نے بادبانی کشتی سے کسی جابر کو کہتے سنا تھا۔ اس بادبانی کشتی پر کون کون موجود ہے لیکن اُس نے زرتاج کو ہی کا نام نہیں لیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔" شرجیل آہستہ سے بولا۔ "اگر زرتاج کو ہی ہو تو اپنے ہاتھ اٹھاتے ہوئے چپ چاپ چلے آؤ۔"

وہ زرتاج ہی تھا۔

دونوں نے مل کر کشتی کو پھر پانی میں اُتارا اور کنارے ہی کنارے تاریکی میں آگے بڑھنے لگے اور زرتاج آہستہ آہستہ بتانے لگا کہ کس طرح وہ سب سو رہے تھے اور کچھ آدمیوں نے کشتیوں پر قبضہ کر کے ان کی رسّیاں کاٹ دی تھیں۔ زرتاج اپنی ہی کشتی پر تھا۔ وہ کسی نہ کسی طرح کشتی سے دریا میں کودنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح اس تک پہنچ سکا۔

"نجتک کی کشتی پر اندازاً کتنے آدمی ہوں گے۔"

"میرا خیال ہے کہ دو عدد مُسلح آدمیوں نے انہیں غیر مُسلح کر کے قابو میں کر رکھا ہے۔"

"تمہاری کشتی پر اور کون ہے۔"

"شہمود . . . اور اس پر بھی دو آدمی ہیں۔"

"آگے کوئی جزیرہ بھی ہے؟"

"ہاں ہے۔ کیوں؟" زرتاج بولا۔

"میں نے جس جنگلی سے یہ کشتی حاصل کی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ اس جزیرے میں داراب سرکش کے سینکڑوں مسلح آدمی موجود ہیں۔"

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔" زرتاج معنی خیز انداز میں بولا۔

"کوئی خاص اہمیت ہے اس اطلاع کی؟" شرجیل نے پوچھا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں۔ وہ ایک غیر آباد جزیرہ ہے اور کسی کی بھی توجہ اس طرف نہیں ہے تو اس کے آدمی اسی جزیرے سے تیار ہو کر شمال میں پہنچتے ہیں۔"

"ہمیں کسی نہ کسی طرح نجتک وغیرہ کو رہائی دلانی ہے۔" شرجیل نے کہا۔

"دُخانی کشتی پھر پیچھے رہ گئی ہے۔ اُس پر آخر کون کون ہے؟"

"اس پر خاور زمان ہے اور کچھ اچھے لوگ بھی ہیں جو اس کے فریب میں آ گئے ہیں۔"

"مجھے بھی خاور زمان سے شدید نفرت ہے، کوئی بھی ایماندار آدمی اسے پسند نہیں کرتا۔" زرتاج کو ہی نے کہا۔

"بس تو پھر ہمیں نجتک کی کشتی پر ٹوٹ پڑنا چاہیے۔"

"لیکن نائرہ کی آواز پانی پر دور تک پھیلتی ہے۔" زرتاج نے کہا۔

"مجھے چاقو کا استعمال بھی آتا ہے۔ تم دیکھ ہی لوگے۔" شرجیل نے کہا اور کشتی کا رُخ موڑ کر تیزی سے چپو چلانے لگا۔ ٹھیک اسی وقت دُخانی کشتی کے انجن کی بھی آواز سنائی دی۔

"آبی اژدھا پھر حرکت میں آگیا ہے۔" زرتاج نے کہا۔

"اب تو دیکھا جائے گا۔ اسی احتیاط میں اپنے ساتھیوں کو گنوا بیٹھوں گا۔" شرجیل نے کہا اور تیزی سے پتوار چلاتا ہوا نجتک کی بادبانی کشتی کی طرف بڑھتا رہا۔

"تمہاری کشتی نظر نہیں آتی۔" شرجیل نے کہا۔

"شاید انہوں نے اُسے ڈبو ہی دیا۔" زرتاج ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"شہمود تھا اس پر۔ تمہارے بیان کے مطابق۔"

"نیا آدمی تھا ان کے لئے بھی۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اُسے دُخانی کشتی پر اٹھا لیا ہو۔"

"وہ بھی زیارت گاہ کا سپاہی اور بڑے عابد کا خاص آدمی ہے۔"

"ربِ عظیم رحم کرے اُس پر۔" زرتاج بولا۔

جیسے ہی اُن کی کشتی دُخانی کشتی کے قریب چاندنی کے اجالے میں پہنچی کشتی سے آواز آئی۔ . . "بھوت ہو۔ کون ہے۔" اور پھر دو افراد پانی میں کود کر تیرتے ہوئے شرجیل کی کشتی کی طرف بڑھے۔ زرتاج آہستہ سے بولا۔ "چاقو ہی کا کھیل ٹھیک رہے گا۔"

جیسے ہی دونوں تیراکوں نے کشتی کے قریب پہنچ کر اس کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے۔ ان دونوں کے ہاتھ بلند ہوئے۔ چاقوؤں کے پھل چاندنی میں چمکے اور دو چیخیں دور تک لہراتی چلی گئیں۔ اسٹیمر بھی قریب آگیا تھا۔

اس پر آواز آئی "کیا ہو رہا ہے۔ کون ہے؟"

"کوئی نئے حملہ آور۔" بادبانی کشتی سے جواب دیا گیا۔

اتنی دیر میں شرجیل اور زرتاج چھلانگیں مار مار کر بادبانی کشتی پر پہنچ گئے۔ یہاں دو مسلح افراد نظر آئے، جو قیدیوں کی نگرانی کر رہے تھے۔

لیکن شرجیل اور زرتاج نے انہیں اسلحہ استعمال کرنے کا موقع نہ دیا۔ چاقوؤں سے ان پر حملہ کر دیا تھا۔

خاور زمان کی آواز پھر آئی "غرق کر دو سبھوں کو۔"

لیکن اس کے دونوں آدمی جواب دینے کے قابل بھی نہیں رہ گئے تھے انہیں غرق کیا کرتے۔ ان دونوں کو پانی میں پھینک دیا گیا اور ٹھیک اسی وقت دخانی کشتی سے توپ چلی اور گولا ان کے سروں پر سے گزر گیا اور اب یہ بات شرجیل کی سمجھ میں آئی کہ دخانی کشتی کی رفتار کیوں نہیں بڑھ رہی تھی وہ بادبانی کشتی کو توپ کے گولے کی زد میں لینا چاہتے تھے۔ دونوں جلدی جلدی قیدیوں کے ہاتھ پیر کھولنے لگے۔

"اگر یہی صورتِ حال رہی تو کشتی کو چھوڑنا پڑے گا۔ شرجیل نے کہا اتنے میں رائفل کا فائر ہوا اور شرجیل نے کہا۔ لیٹ جاؤ، لیٹ جاؤ۔"

پھر پے در پے کئی فائر ہوئے اور دخانی کشتی کے انجن کا شور کچھ اور بڑھ گیا۔

زرتاج کوہی نے مضطربانہ انداز میں کہا "اس نے رفتار بڑھا دی ہے اگر اس کی ٹکر کشتی میں لگی تو کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا کیا تمہاری بیٹی تیر بھی سکتی

ہے۔ نجتک؟"

"بہترین تیراک ہے۔" نجتک نے کہا "لیکن اگر ہم کنارے پہنچ بھی گئے تو اس کے آدمی ہمیں جنگل سے ڈھونڈ نکالیں گے۔"

"اوہ۔ وہاں ہم اپنا بچاؤ کر سکیں گے۔" شرجیل بولا۔ "لیکن اس کشتی پر ایک فیصد موقع بھی نہیں ملے گا۔ یا ٹکر ہمیں فنا کر دے گی یا توپ کا کوئی گولہ اپنا کام کر جائے گا۔"

بہرحال سورج طلوع ہونے سے قبل ہی انہوں نے بادبانی کشتی چھوڑ دی اور تیرتے ہوئے کنارے کی طرف روانہ ہو گئے۔ عتیقہ شرجیل کے برابر ہی تیر رہی تھی۔ انہوں نے اپنے اسلحے اپنے جسم سے باندھ رکھے تھے۔

کنارے پر پہنچ کر زرتاج کوہی نے جنگل کے اندر سفر جاری رکھنے کے لئے رہنمائی کا ذمہ لیا۔ شرجیل نے ننگے جسم پر چرمی کوٹ پہن لیا تھا۔ پتلون بھیگی ہوئی تھی۔ جنگل کی ٹھنڈی ہوا سے کپکپا رہے تھے۔ کیونکہ سبھی کے کپڑے بھیگے ہوئے تھے۔

زرتاج کوہی انہیں لئے ہوئے آگے بڑھتا رہا۔ اس کے خیال کے مطابق وہ ابھی تک خطرے ہی میں تھے پھر دن نکل آیا۔ وہ چلتے رہے۔ جنگلی پھلوں سے پیٹ بھرنے کا سامان کیا تھا۔

سارا دن چلتے رہنے کے بعد ایک جگہ زرتاج نے قیام کرنے کی ٹھانی اور ساتھیوں کو آگاہ کر دیا کہ اب وہ خطرے سے دور ہیں۔ "سوال تو یہ ہے کہ خطرے سے دور کب رہنا چاہتے ہیں؟" شرجیل نے کہا۔ "میرا قطعاً ارادہ

نہیں ہے کہ میں خاور زمان کا پیچھا چھوڑ دوں۔"

"میں نے کب کہا ہے۔" زرتاج بولا "ہم اسی راستے سے جزیرہ خرواش کی طرف جا رہے ہیں جہاں ناپاکوں کا اجتماع ہے۔ تم ہی نے تو یہ بات بتائی تھی۔"

"وہاں اس جنگلی نے یہی اطلاع دی تھی۔"

"بس تو پھر یہ دُخانی کشتی جس کا نام آبی اژدہا ہے جزیرہ خرواش ہی کی طرف جائے گی۔ ہوسکتا ہے کہ خاتون تہمینہ کا بھائی ہمایوں بھی وہیں موجود ہو۔"

"میں تو اب یقین کے ساتھ یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ خاتون تہمینہ دُخانی کشتی پر موجود بھی ہے یا نہیں۔" چوبی ٹانگا بولا "فضول باتیں مت کرو۔" شرجیل نے کہا۔

"حالات ایسے ہی ہیں۔ دُخانی کشتی پر میں نے پھول کی جھلکیاں دیکھی تھیں۔ صرف وہی نظر نہیں آئی تھی۔" شرجیل کے چہرے پر ناگواری کے آثار تھے، لیکن وہ کچھ نہیں بولا۔ دوسری صبح وہ پھر چل پڑے اور راہ میں شرجیل نے ایک بھینسا شکار کیا۔ اس طرح دوپہر کے کھانے میں انہیں گوشت نصیب ہو گیا تھا۔ وہ سب ننگے پیر ہی تھے۔ لہٰذا کچی کھال ہی کے پاپوش بنا ڈالے گئے۔ اس طرح پیدل چلنے میں انہیں جو دشواری پیش آتی رہتی تھی اس کا کسی حد تک ازالہ ہو گیا تھا۔ بہرحال سفر جاری رہا اور دوسرا دن بھی تمام ہوا۔ رات کو ایک جگہ الاؤ جلا کر قیام کیا گیا۔ بھینسے کا گوشت پیٹ بھرنے کے لیے موجود نہیں تھا۔ نتیجتاً شکاری اور عتیقہ سے شرجیل شرمندگی

کا اظہار کرتا آیا تھا۔ وہ دونوں خاموش ہی رہے تھے۔ آخر عتیقہ چلا کر بولی۔ "اب تم اس اظہار شرمندگی کا سلسلہ ختم کرو۔ کیا تم اسے پسند کرو گے کہ شمالی سرحدی علاقے پر ناپاکوں کا قبضہ ہو جائے۔"

جنگل میں لمبا چکر کاٹ کر چوتھی شام کو وہ پھر دریائے نیلی کے کنارے پہنچ گئے۔ یہاں تو یہ دریا سمندر ہی لگ رہا تھا کیونکہ اس کا دوسرا کنارہ ان کی آنکھوں سے اوجھل تھا۔ وہ جھاڑیوں میں کنارے ہی کنارے چلتے رہے اور سورج غروب ہوتے ہی اس جگہ جا پہنچے جہاں سے جزیرہ خرواش صاف نظر آ رہا تھا اور انہوں نے دُخانی کشتی کو جزیرے ہی میں لنگر انداز دیکھا۔ جزیرہ اس کنارے سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ وہ تیر کر جزیرے تک بہ آسانی پہنچ سکتے تھے۔

جھاڑیوں میں چھپے ہوئے وہ اندھیرا پھیلنے کا انتظار کرتے رہے چاند نکلنے سے پہلے ہی وہ کوئی کارروائی کرنا چاہتے تھے۔ شرجیل نے اندازہ لگا لیا تھا کہ کشتی جزیرے میں لنگر انداز ضرور ہے لیکن اس پر جو لوگ تھے وہ اسی پر مقیم ہیں۔ کوئی جزیرے میں نہیں اترا۔ اس کے عرشے پر وقفے وقفے سے لوگ بھی دکھائی دیتے رہتے تھے۔ جزیرے میں بھی کم از کم سوا لاکھ کی چھاؤنی ضرور رہی ہو گی۔ یہ اندازہ زرتاج کو ہی کا تھا۔ وہ ان معاملات میں خاصا تجربہ کار آدمی لگتا تھا۔

شرجیل تیرا جیتا تھا۔ اندھیرا پھیلتے ہی اس نے پانی میں چھلانگ لگا دی۔ یہ بھی نہیں دیکھا تھا کہ اس کے پیچھے کوئی آ بھی رہا ہے یا نہیں۔

اس کی پیٹی میں دو پستول موجود تھے۔ ایک اس کا اپنا تھا اور ایک ان چاروں میں سے کسی کا تھا۔ جنھوں نے نجک کی بادبانی کشتی پر قبضہ کیا تھا اور بالآخر اس کے اور زرتاج کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔

وہ دخانی کشتی تک پہنچ کر ایک زنجیر کے سہارے عرشے تک بھی رسائی حاصل کر چکا تھا۔ عرشے پر اندھیرا اور سناٹا تھا۔ لیکن کیبنوں کے گول روشندانوں میں مدہم روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔ اچانک ایسے ہی ایک روشندان سے تہمینہ کی آواز آئی اور وہ تیزی سے اسی روشندان کی طرف بڑھ گیا۔ کیبن کی دیوار سے لگ کر وہ پھر اندھیرے میں گم ہو چکا تھا۔ یعنی اُسے دور سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ تہمینہ کہہ رہی تھی۔ سردار خاور زمان تم جو کچھ کہہ رہے ہو لایعنی ہے اس پر کسی طرح بھی عمل نہیں کیا جا سکتا۔"

" لایعنی" خاور زمان کی آواز آئی "نہیں تہمینہ میں جو کچھ بھی کر رہا ہوں اسے اچھی طرح سمجھتا بھی ہوں۔"

" یعنی تم شمالی سرحدی علاقے پر اپنی حکومت قائم کرو گے۔"

" یقیناً۔ آدھے سے زیادہ کام ہو چکا ہے۔"

" میرے باپ نے کیا تمہاری مالی امداد اس لئے کی تھی؟" تہمینہ کی آواز میں نفرت تھی۔

" بالکل۔۔۔ یہی بات ہے" خاور زمان نے کہا۔

" ہرگز نہیں۔ میرا باپ کوئی کام مجھ سے مشورہ لئے بغیر نہیں کرتا تھا۔ مجھے علم ہے کہ اس نے تمہیں مالی امداد اس لئے دی تھی کہ شمالی سرحد کو اتنا مستحکم بنا دو کہ کوئی ناپاک ادھر قدم نہ رکھ سکے۔ لیکن تم نے اسی مالی امداد کو اپنے

طور پر صرف کرنا شروع کر دیا۔ یعنی ناپاکوں کی مدد سے شمالی علاقے میں اپنی حکومت قائم کرنے کے خواب دیکھنے لگے۔"

" اب تو یہ ہو کر ہی رہے گا؟"

تہمینہ نے استہزائیہ سا قہقہہ لگایا اور بولی "شرجیل زیارت گاہ کا سپاہی ہے۔ اور تمہارے ہی لئے آیا ہے۔ اُسے یقین ہے کہ صفاک فیلگرون کے قاتل تمہی ہو۔"

" اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں اُسے فنا کر دوں گا۔"

" تم کئی بار اسے فنا کرنے کی کوشش کر چکے ہو۔ لیکن وہ اب بھی زندہ ہے۔"

" میرے آدمی جنگل میں ان لوگوں کی تلاش میں ہیں۔ ایک بھی زندہ نہیں بچے گا اور پھر کہاں سینکڑوں سپاہی اور کہاں پانچ چھ افراد۔"

" شاید تمہیں علم نہیں کہ کوہستانیوں کو کوئی رہنما میسر نہیں ہے۔ اس لئے وہ خاموشی سے تمہاری مصروفیات کو دیکھ رہے ہیں۔ اگر کہیں شرجیل کی رسائی ان تک ہو گئی تو تم دیکھنا۔"

" تم بہت اچھی گفتگو کرتی ہو تہمینہ۔ تمہیں سیاست بھی آتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی اب تم اور ہمایوں میرے قبضے میں ہو۔"

" تم غلط فہمی میں مبتلا ہو" وہ ہنس کر بولی۔ "جب لوگوں کو صحیح حالات کا علم ہو گا تو وہ تمہیں چھوڑ دیں گے۔"

" کن لوگوں کی بات کر رہی ہو۔ میرے ساتھ شمال کے ناپاک ہیں انہیں تم دونوں سے کیا سروکار انہیں تمہارے معزز ترین باپ سے کیا دلچسپی

ہو سکتی ہے۔"

وہ خاموش ہو گئی۔ شرجیل کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس جواب پر وہ
احساس بے بسی کا شکار ہو گئی ہو۔

پھر کشتی میں جنبش ہوئی اور ایسا معلوم ہوا جیسے لنگر اٹھا دیا گیا ہو۔
شاید اس سے متعلق کچھ معلوم کرنے کے لئے خاور زمان اپنی جگہ سے اٹھ کر
دروازے کی طرف بڑھا تھا اور دروازے کے قریب رک کر بولا۔

"تہمینہ یا تم ہو۔ تمہارا بھائی جمال اس وقت کہاں ہے؟"

"کہاں ہے؟"

"ابھی معلوم ہو جائے گا" کہتا ہوا دروازے سے برآمد ہو رہا تھا
کہ شرجیل کا گھونسہ اسے پھر کیبن کے اندر لے گیا۔

شرجیل سمجھا تھا کہ اس کا یہ حملہ خاور زمان کو ڈھیر ہی کر دے گا۔
لیکن وہ صرف چند قدم پیچھے ہٹ کر رہ گیا تھا۔ اس نے ایک زوردار
مکا شرجیل کی پیشانی پر رسید کیا اور شرجیل کو ایسا محسوس ہوا جیسے
سر پہ پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے وہ لڑکھڑا گیا۔ لیکن اسے اپنی قوت پر ناز تھا
اعتماد تھا۔ اس کا دوسرا مکا خاور زمان کے شانے پڑا اور خاور زمان
نے کہا "تم واقعی طاقتور ہو لیکن میں اس وقت تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں
گا۔"

تہمینہ کیبن کی دیوار سے لگی تھی۔ لیکن اس کے چہرے پر خوف
کے تاثرات بالکل نہیں پائے جاتے تھے۔ بڑی توجہ اور دلچسپی سے اس
جنگ کو دیکھ رہی تھی۔ ادھر شرجیل سوچ رہا تھا کہ اگر یہ کھیل اس چھوٹے سے

کیبن کی بجائے عرشے پر ہوتا تو بہتر تھا۔ خاور زمان کی کوشش یہی تھی کہ وہ
عرشے پر ہوتا تو بہتر تھا۔ خاور زمان کی کوشش یہی تھی کہ وہ عرشے پر نہ جانے
پائے لہذا بار بار دروازے کے سامنے آکر رکاوٹ بن جاتا تھا۔ دونوں
کے درمیان زبردست قسم کی مکا بازی ہو رہی تھی۔ ان کے چہروں کی
کھال جگہ جگہ سے پھٹ گئی تھی جس سے خون رس رہا تھا۔ خاور زمان کے
قدم اکھڑنے لگے تھے کہ اچانک ایک حملے میں شرجیل اسٹول سے الجھ کر گر
پڑا اور اس کے دونوں پستول پیٹی سے پھسل کر میز کے نیچے جا گرے۔ خاور
زمان نے شرجیل کے شدید ٹھوکر مارنے کے لئے ایک ٹانگ اٹھائی ہی
تھی شرجیل نے حیرت انگیز پھرتی سے ایک طرف سرک کر اس کی دوسری
ٹانگ تھام لی اور پھر جھٹکا جو دیا ہے تو خاور زمان بھی اسی کے برابر آ
گرا۔ شرجیل نے اس کی گردن جکڑ لینی چاہی لیکن خاور زمان نے اس کی
ناک پر مکا رسید کر دیا۔ شرجیل نے اس کا گلا گھونٹنے کے لئے ہاتھ
بڑھائے ہی تھے وہ میز کی طرف پلٹ گیا جس کے نیچے شرجیل کے دونوں
ریوالور پڑے ہوئے تھے۔ اچانک شرجیل کو بھی ہوش آ گیا اور اس نے
ریوالوروں کے لئے سیاٹا بھرا۔ عجیب اتفاق تھا کہ ایک ریوالور خاور زمان
کے ہاتھ آیا اور دوسرا شرجیل کے قبضے میں۔ خاور زمان نے پھرتی سے
پلٹ کر فائر کیا۔ لیکن اتنی دیر میں شرجیل اس کے جبڑے سے ریوالور لگا کر
تین فائر کر چکا تھا۔

لیکن پھر اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ تاریکیوں میں ڈوبا جا رہا ہو۔ بائیں
بازو میں گویا آگ سی لگی ہوئی تھی۔ اچانک کوئی کھٹ کھٹ کرتا ہوا کیبن میں

گھس آیا اور۔ اس نے چوبی ڈھنگے کی آواز سنی جو اس پر جھکا ہوا کہہ رہا تھا "شاباش میرے بچے۔ تم نے وہ کام کیا ہے جو کسی سے بھی نہ ہو سکا۔ تم نے اس شیطان کو ختم کر دیا جس میں ہزاروں خبیث روحیں پوشیدہ تھیں۔ تم ٹھیک ہو۔ تمہارا بازو معمولی سا زخمی ہوا ہے۔ ہڈی محفوظ ہے۔" شرجیل نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ باہر گولیاں چلنے کی آوازیں سن رہا تھا۔

"وہ لوگ جزیرے کی غیر تربیت یافتہ فوج سے نمٹ رہے ہیں۔" چوبی ڈھنگے نے اطلاع دی۔ "زرتاج، بنجنک، شہود، طہماس۔ اور وہ لڑکی بھی غضب کی لڑاکا ہے۔ تمہیں سن کر خوشی ہو گی کہ ہمارے حریف بدحواس ہو ہو کر دریا میں چھلانگیں لگا رہے ہیں یا چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر فرار ہو رہے ہیں، ان پانچوں نے اس انداز میں گولیاں چلائی ہیں کہ وہ اپنے مقابل کسی بڑی فوج کے شبہے میں مبتلا ہو کر فرار ہو رہے ہیں۔"

"کیا وہ ختم ہو گیا۔ خاور زمان۔" شرجیل نے آہستہ سے پوچھا۔

"ہاں ہاں تم نے اس کے جبڑے توڑ دیئے ہیں۔"

دفعتاً پھر کوئی کیبن میں داخل ہوا اور عجیب سے انداز میں بولا "ارے داراب سرکش کو کس نے مارا۔"

شرجیل نے بنجنک شکاری کی آواز پہچان لی اور داراب سرکش کے نام پر اٹھ ہی بیٹھا۔ بالکل ایسا ہی محسوس کیا جیسے سارا جسم سُن ہو کر رہ گیا ہو اور ساری تکالیف رفع ہو گئی ہوں۔

"داراب سرکش۔ یہ!" وہ متحیرانہ لہجے میں بولا۔ تب تہمینہ آگے بڑھی اور اس کے قریب بیٹھ کر آہستہ سے بولی "ہاں یہ داراب سرکش ہی تھا۔ صرف

میرا باپ واقف تھا۔ دوسرے اسے داراب سرکش کے نمائندے کی حیثیت سے جانتے تھے۔ میں بتاؤں گی کہ اصل قصہ کیا تھا۔"

"جو کچھ میں سن چکا ہوں اس کے علاوہ اور کیا ہو گا۔" شرجیل آہستہ سے بولا۔ "تم دونوں کے درمیان جو گفتگو ہو رہی تھی۔"

"اور خاتون تہمینہ آپ کے لئے بھی خوشخبری ہے۔" بنجنک نے کہا "سردار ہمایوں مل گئے ہیں۔"

"شکر ہے ربِ عظیم کا" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ "میں پہلے شرجیل کی مرہم پٹی کر دوں گی، اس کے بعد دیکھوں گی کہ ہمایوں کس حال میں ہے؟"

"وہ جزیرے ہی میں ہیں۔ طہماس کو ہی اور زرتاج کو ہی ان کی حفاظت کر رہے ہیں اور جزیرہ دشمنوں سے خالی ہو چکا ہے۔ اندھیرے میں وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ کوئی بڑی فوج ان پر حملہ آور ہوئی ہے۔"

کوہستانیوں نے شرجیل کی رہنمائی میں بالآخر شمالی سرحدی علاقے سے ناپاکوں کا صفایا ہی کر دیا۔ بہت کم افراد اپنے علاقے کی طرف فرار ہونے میں کامیاب ہو سکے۔ تہمینہ اور ہمایوں جزیرہ غمرداش ہی سے رخصت ہو گئے تھے بلکہ انہوں نے شرجیل اور اس کے ہمراہیوں کا ساتھ دیا تھا اور ان کی کشتی آرن اژدہا بھی اس میں خاصی کام آئی تھی۔ شرجیل نے سرحدی علاقے کا انتظام طہماس کو ہی اور زرتاج کو ہی کو مشترکہ طور پر سونپ دیا۔

"میں بڑے عابد کی طرف سے تمہیں مشترکہ طور پر اس عہدے کی پیشکش

کرتا ہوں۔" اس نے ان سے کہا تھا۔ دوسرے کوہستانیوں نے خوشی کے نعرے لگائے تھے اور تہمینہ نے کہا تھا کہ وہ مالی امداد کے لیے اس کے گھرانے پر تکیہ کر سکتے ہیں۔

تہمینہ اور ہمایوں کے لئے بھی نعرے لگائے گئے۔ روانگی کے وقت شرجیل نے تہمینہ سے کہا "اب میں واقعی روشن بستی میں پہنچ کر اپنے لئے کمائی کروں گا۔"

"میں سمجھی نہیں۔"

"کشتیاں بناؤں گا اور اچھی خاصی رقم بنا لینے کے بعد گلستر نگ واپس جاؤں گا۔"

"اور تم صرف میرے لئے کشتیاں بناؤ گے۔" تہمینہ مسکرا کر بولی۔ "میں ابھی تک بنی بنائی کشتیاں خریدتی رہی ہوں۔ اب اپنی پسند کی بنوانا چاہتی ہوں۔"

مجھے منظور ہے۔" شرجیل نے کہا۔

واپسی کے سفر میں چوبی ٹنگا آبی اژدہا کا ناخدا تھا۔ تہمینہ نے مستقل طور پر اسے اس ملازمت کی پیش کش کی تھی۔

"تم ایک بیحد تجربہ کار جہاز راں ہو۔ اس لئے آج سے آبی اژدہا تمہارے حوالے۔" اس نے کہا تھا۔

چوبی ٹنگا خوش ہو گیا پتا نہیں کب سے آوارہ پھر رہا تھا اسے کوئی کیا پوچھتا۔ یہ اس کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔

آبی اژدہے کا سفر روشن بستی کی طرف جاری رہا۔

ختم شد